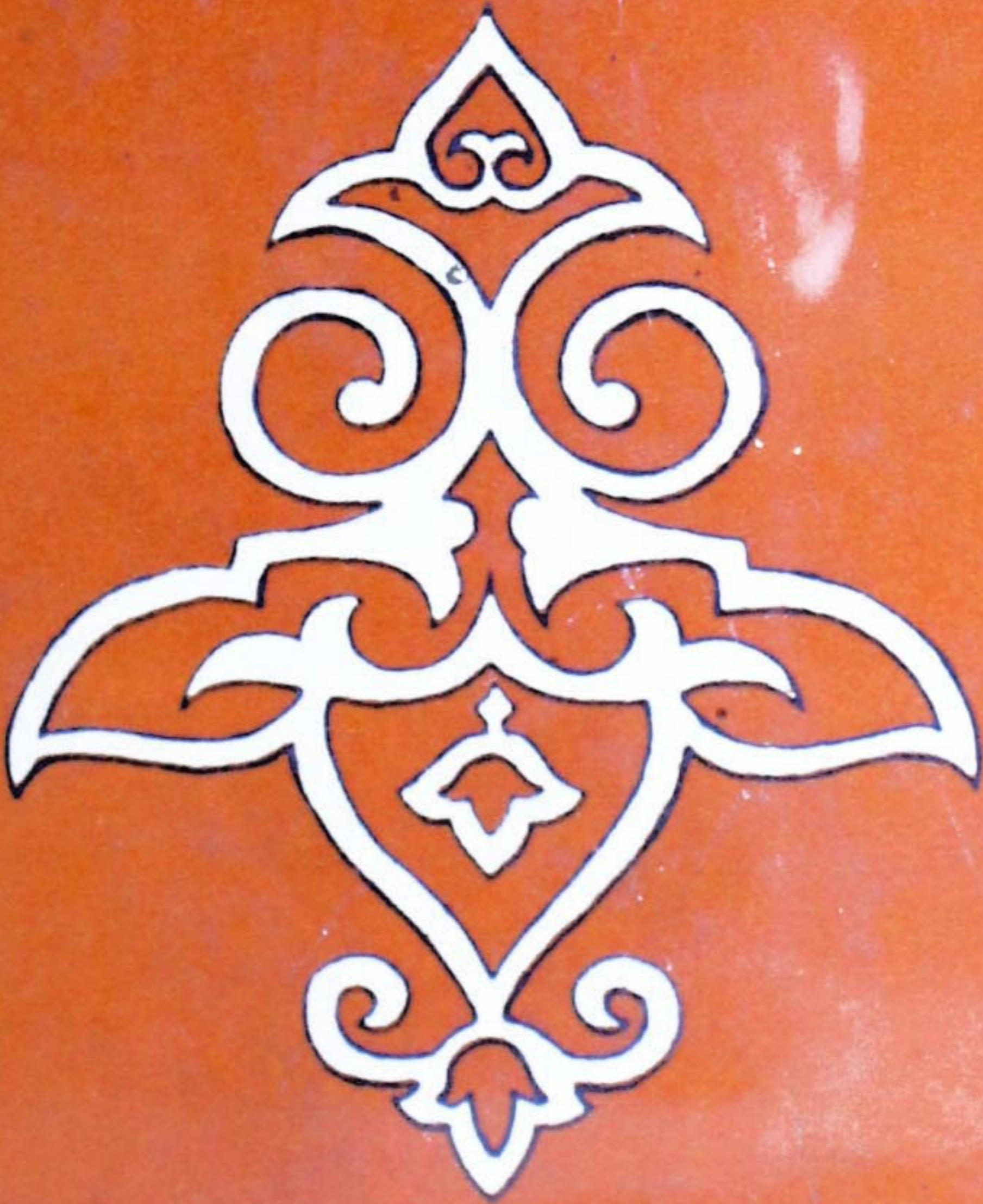




کلیاتِ ولی

مراثی

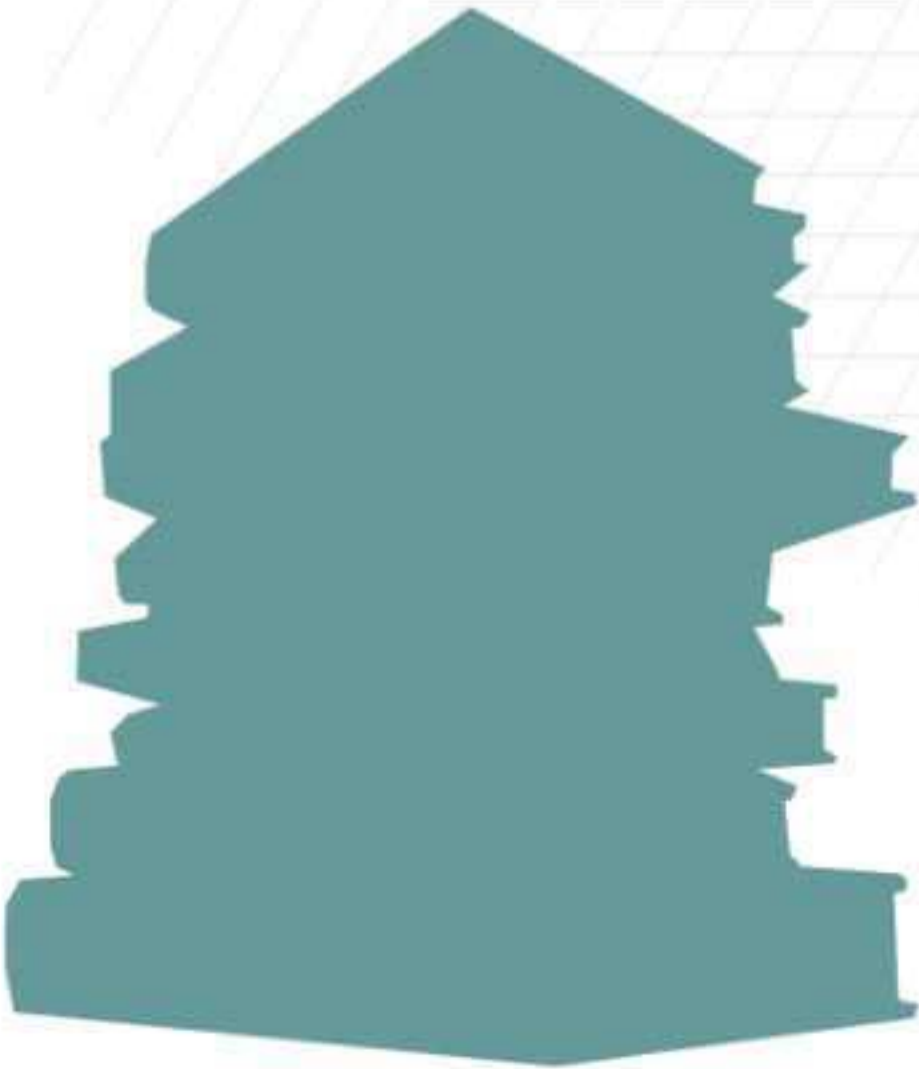
نور الحسن ہاشمی



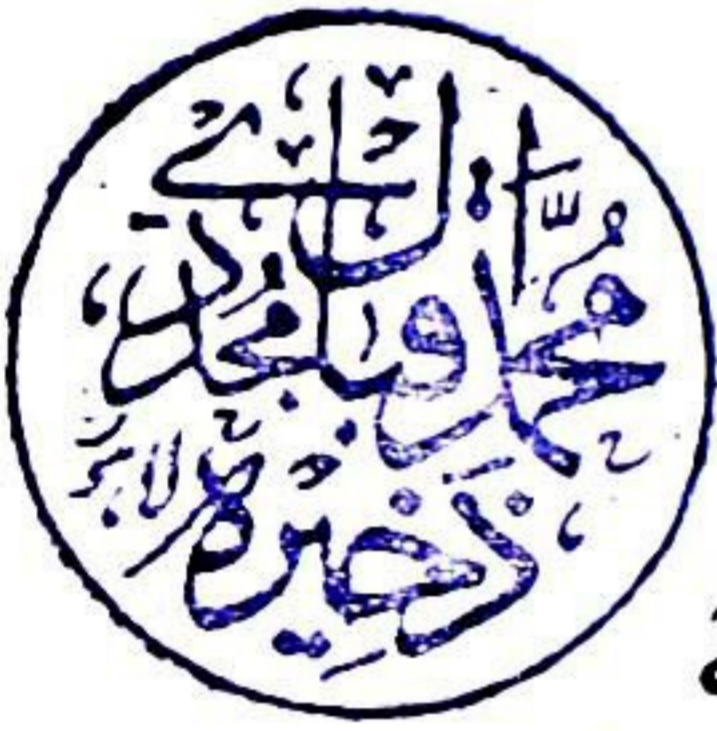
اتر پردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



کلیاتِ ولی



مُتَّابَةُ

نور حسن ہاشمی

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

کلیاتِ ولی

مرتبہ نور الحسن ہاشمی

130218

پہلا اکادمی ایڈیشن: ۱۹۸۹

تعداد: ایک ہزار

قیمت: تینتیس روپے

رام کرشن ورما، سکریٹری اترپردیش اردو اکادمی نے میسرز آفیٹ پریس، گورکھپور سے چھپوا کر اکادمی کے دفتر بلبرہ ہاؤس، قیصر باغ، لکھنؤ سے شائع کیا

پیش لفظ

اگر ایک طرف ولی کو اردو شاعری کی ریڑھ کی ہڈی کا مرتبہ حاصل ہے تو دوسری طرف کلیات ولی مرتبہ پروفیسر نور الحسن ہاشمی کو تحقیق جدید کے ایک شاہکار کی حیثیت حاصل ہے۔ کلام ولی کے خطی نسخوں کی تعداد کم نہیں ہے اور پھر ان میں بعض ایسے ہیں جنکی قرأت جوے شیر کے مرحلوں کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔ ہاشمی صاحب نے ان نسخوں کا مطالعہ کیا اور کلیات ولی کی ترتیب اس سلیقے سے کی کہ آج ہم فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ولی کا اصل کلام ہمارے سامنے ہے۔

ہاشمی صاحب زبان کے نشیب و فراز سے واقف ہیں، وہ قدام کے انداز و طرز سے بھی باخبر ہیں، اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ کلیات ولی کی تدوین ارتقاے زبان کی مستند تاریخ

کا ایک منظر بھی ہے۔

ہاشمی صاحب نے کلیات ولی پر بڑا عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس سے نہ صرف موصوف
کے اصول تحقیق و تدوین کی نشاندہی ہو جاتی ہے بلکہ ولی کے بارے میں جو متضاد بیانات
متداول ہیں، ان میں علمی انداز میں تطبیق کی کوشش بھی بار آور ثابت ہوتی ہے۔
اکادمی ہاشمی صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ انھوں نے اسے کلیات ولی کی اشاعت
کی اجازت دی۔

یقین ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح کلیات ولی کو بھی حُسن قبول

حاصل ہوگا۔

محمود الہی

چیرمین

مجلس انتظامیہ

اتر پردیش اُردو اکادمی

قیصر باغ، لکھنؤ

۱۵ جون ۱۹۸۹ء

فہرست ترتیب

۱ تا ۳۷	۱۔ دیباچہ
۳۷ تا ۶۲	۲۔ مقدمہ
۶۵ تا ۷۹	۳۔ ولی کی زبان (ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم)
۸۱ تا ۱۰۷	۴۔ غزلیات
۱۰۸ تا ۱۳۱	۵۔ فردیات
۱۳۱ تا ۱۳۳	۶۔ رباعیات
۱۳۳ تا ۱۳۸	۷۔ مخمسات
۱۳۹ تا ۱۴۰	۸۔ مستزاد
۱۴۱ تا ۱۴۷	۹۔ ترجیع بند
۱۴۸ تا ۱۶۲	۱۰۔ قصائد
۱۶۵ تا ۱۷۹	۱۱۔ مثنویات
۱۸۰ تا ۱۸۱	۱۲۔ قطعہ
۱۸۲ تا ۲۰۹	۱۳۔ ضمیمہ (الف)
۲۱۰ تا ۲۱۸	۱۴۔ ضمیمہ (ب)
۲۱۹ تا ۲۲۰	۱۵۔ فرہنگ

فہرست کلیات ولی

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۸۸	ہوش کھوتی کی ادا	۱۵	کتیا ہوں ورد زباں کا	۱
۸۸	ترے فراق بند جدا	۱۶	دو صنم جب حیران میں آ	۲
۸۹	ہے فیض فراغ میرا	۱۷	اے گل عذار چمن میں آ	۳
۸۹	ہوا ہے من میرا	۱۸	وونازنیں ہے سراپا	۴
۸۹	دیکھا ہے کاتاشا	۱۹	کتاب الحسن صفادستا	۵
۹۰	موسیٰ اگر کاتاشا	۲۰	توں آج شاد دستا	۶
۹۱	بے تاب کی تاب کا	۲۱	یوتل تجھ حجر دستا	۷
۹۱	روح بخشی تجھ لب کا	۲۲	طاق ابرو حرم دستا	۸
۹۱	مجھ گھٹ گھونگھٹ کا	۲۳	مت آتش کوں جلاجا	۹
۹۲	نیں شوق لالہ زار کا	۲۴	من بیس نین میں جا	۱۰
۹۲	جگ منیں تجھ سار کا	۲۵	مت غصے جلاتی جا	۱۱
۹۳	دیکھنا رخسار کا	۲۶	دل ربا خوش ادا	۱۲
۹۳	یاد کرنا اس یار کا	۲۷	غضب سوں ناز و ادا	۱۳
۹۳	گر میری شوخ پسر کا	۲۸	دل کوں کی ادا	۱۴

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۱۰۶	لیا ہے خود نمائی کا	۴۸	۹۴	۲۹ زخمی ہے خوں ریز کا
۱۰۶	جس وقت بے حجاب ہو گا	۴۹	۹۵	۳۰ عیاں ہے حجاب اس کا
۱۰۷	اس قدر نو نہال ہو گا	۵۰	۹۵	۳۱ سنا دے سلام اس کا
۱۰۷	تجھ غمزہ سکے گا	۵۱	۹۶	۳۲ چاروں طرف رنگ برس کا
۱۰۷	تجھ نین سکے گا	۵۲	۹۶	۳۳ گزر رہے بواہوس کا
۱۰۸	تر دروہے تسخیر طلا	۵۳	۹۶	۳۴ تری زلفاں عاشق کا
۱۰۹	پی کے برہ کی شنا	۵۴	۹۷	۳۵ مجھ درد تم حکیم کا
۱۰۹	تیرے شکر عسل بولنا	۵۵	۹۷	۳۶ دل کو گر درپن کا
۱۰۹	تجھ حسن شیدا ہوا	۵۶	۹۸	۳۷ ہر طرف ہے شمس لدین کا
۱۱۰	تجھ برہ کی انگار ہوا	۵۷	۹۸	۳۸ بدخشاں میں لعل رنگین کا
۱۱۱	تجھ کھکھ کا کالا ہوا	۵۸	۹۹	۳۹ ہوا ہے چشم شرابی کا
۱۱۱	جب صنم کو خیال باغ ہوا	۵۹	۱۰۰	۴۰ نہیں کوئی دل نگاری کا
۱۱۱	جلوہ گر جب سوں دو جمال ہوا	۶۰	۱۰۰	۴۱ طالب نہیں ہر و مشتری کا
۱۱۲	جب تجھ قلم ہوا	۶۱	۱۰۱	۴۲ شغل بہتر ہے عشق بازی کا
۱۱۲	تصویر تیری حیراں ہوا	۶۲	۱۰۱	۴۳ یکایک تازی کا
۱۱۳	عشق سوں طوفاں ہوا	۶۳	۱۰۲	۴۴ پڑیا ہے لالی کا
۱۱۳	وومرا مقصود جان و تن ہوا	۶۴	۱۰۳	۴۵ کیا ہوں غلامی کا
۱۱۳	ہرا نخبو گلگوں ہوا	۶۵	۱۰۴	۴۶ عبث غافل پانے کا
۱۱۴	تجھ لب انگبیں ہوا	۶۶	۱۰۵	۴۷ کیا ایک راز نہانی کا

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۱۲۲	جب سوں..... چھب عجب	۸۶	تخت جس..... ویرانی ہوا	۶۷
۱۲۵	ملیا و دگل..... کیا مطلب	۸۷	کھپر میری..... صیاد نہ آیا	۶۸
۱۲۶	ہوا تجھ..... ہر جانب	۸۸	افسوس اے..... سیم بر نہ آیا	۶۹
۱۲۷	مدت کے..... سوں بات	۸۹	بے داد ہے..... وہ یار نہ آیا	۷۰
۱۲۸	سبز چہرے..... سبز بخت	۹۰	صد حیف..... پاس نہ آیا	۷۱
۱۲۸	سجن ہے..... کی شہرت	۹۱	ترے بن..... کرنا کیا	۷۲
۱۲۸	عینے میں..... نشست	۹۲	پرت کی..... کرنا کیا	۷۳
۱۲۶	زباں حال..... ہر ساعت	۹۳	اہل گلشن..... امداد کیا	۷۴
۱۳۰	لب ترے..... ہے قوت	۹۴	مستی نے..... بے خبر کیا	۷۵
۱۳۰	کیا اس..... کوں مہوت	۹۵	دل میں جب عشق نے تاثیر کیا	۷۶
۱۳۰	گمراہ ہیں..... اہل ہدایت	۹۶	کشور دل..... تسخیر کیا	۷۷
۱۲۱	خوباں کی..... ادائے بیت	۹۷	خدانے..... باز کیا	۷۸
۱۳۱	لمتا نہیں..... دلدار الغیث	۹۸	صحن گلشن میں جب خرام کیا	۷۹
۱۳۲	شوخ میرا بے میا ہے الغیث	۹۹	تجھ زلف..... کام کیا	۸۰
۱۳۲	کدھی میری..... کیا باعث	۱۰۰	ہے قدر اسرا پا معنی ناز گویا	۸۱
۱۳۳	ہے جلوہ..... عتاب آج	۱۰۱	چشم دل بر..... ادا پایا	۸۲
۱۳۳	ہے حسن..... راج آج	۱۰۲	ترے جلوے..... جہاں تاب	۸۳
۱۳۴	جولاں گری..... شہسوار آج	۱۰۳	کیوں ہو کے..... ہمسر آفتاب	۸۴
۱۳۵	دیکھے سوں..... پان آج	۱۰۴	ترے لکھ..... یونقاب	۸۵

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۱۰۵	دستا ہے..... ظہور صبح	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۸
۱۰۶	برنگ صافی..... صفائے قدح	۱۲۵	۱۲۸	۱۲۸
۱۰۷	سجمن اول..... تھاگستاخ	۱۲۶	۱۲۸	۱۲۸
۱۰۸	مژہ بتاں..... مخمل سرخ	۱۲۷	۱۲۹	۱۲۹
۱۰۹	ہمیشہ ہے بہار سرو آزاد	۱۲۸	۱۲۹	۱۲۹
۱۱۰	تجھ گل بدن..... گل عذار بند	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۰
۱۱۱	جب سوں..... دل ربا بلند	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۱
۱۱۲	ہوا ہے..... آفتاب کے مانند	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱
۱۱۳	تیری نین..... دلبری کے مانند	۱۳۲	۱۳۲	۱۳۲
۱۱۴	چنچل کوں..... بجلی کے مانند	۱۳۳	۱۳۲	۱۳۲
۱۱۵	سخن شناس..... کم زریزید	۱۳۴	۱۳۳	۱۳۳
۱۱۶	اے شکر..... باتاں لذیذ	۱۳۵	۱۳۳	۱۳۳
۱۱۷	گرچمن میں چلے وورشک بہار	۱۳۶	۱۳۴	۱۳۴
۱۱۸	مجلوں پہنچی اس شکر لب کی خبر	۱۳۷	۱۳۵	۱۳۵
۱۱۹	آیاتوں..... جو روجھا پر	۱۳۸	۱۳۵	۱۳۵
۱۲۰	کیتا ہے..... رشک پری پر	۱۳۹	۱۳۵	۱۳۵
۱۲۱	سجمن تجھ..... چمن بھیت پر	۱۴۰	۱۳۶	۱۳۶
۱۲۲	اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر	۱۴۱	۱۳۶	۱۳۶
۱۲۳	سنا یا جب..... صبح دم آگ	۱۴۲	۱۳۷	۱۳۷

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۱۶۹	شمع بزم وفا ہے امرت لال	۱۶۲	داغ سوں ہے ہنوز	۱۳۳
۱۶۹	ہے آج گو بند لال	۱۶۳	میں جب گل زرگس	۱۳۴
۱۷۰	مدت ہوئی نہیں جمال	۱۶۴	عشق کے دل ریشا	۱۳۵
۱۷۰	چمن میں دو نو نہال	۱۶۵	کیوں نہ ہو میں خاص	۱۳۶
۱۷۱	میری نگہ فال چل	۱۶۶	نہیں مے سوں خلاص	۱۳۷
۱۷۱	یگ درس چنچل آنچل	۱۶۷	تجھ مکھ بہار محض	۱۳۸
۱۷۲	کہوں کس نشان دل	۱۶۸	آزاد کوں جاں محض	۱۳۹
۱۷۲	تجھ بے وفا پارہ دل	۱۶۹	تجھ زلف کیا غرض	۱۴۰
۱۷۳	عبارت تجھ ہے تسلسل	۱۷۰	دل تجھ جیوں چراغ	۱۴۱
۱۷۳	تجھ مکھ ایام گل	۱۷۱	جب سوں دریا دریا	۱۴۲
۱۷۴	شمع انجمن گل	۱۷۲	پڑی جب نظر چشم دلبر طرف	۱۴۳
۱۷۴	تجھ زلف مختصر مطول	۱۷۳	زکر سکوں کی تعریف	۱۴۴
۱۷۵	تجھ شاہ اکرام رام	۱۷۴	ترے فراق ہوں ضعیف	۱۴۵
۱۷۶	غم تر ہے کی قسم	۱۷۵	چڑھی دیکھی ہوئے عاشق	۱۴۶
۱۷۶	ہجرت کی دیا غم	۱۷۶	چہرے پہ کی جھلک	۱۴۷
۱۷۶	جلوں تجھ اے ظالم	۱۷۷	اے صنم دیکھ جھلک	۱۴۸
۱۷۷	صنم کے لعل پر وقت تکلم	۱۷۸	دیکھ تیرے سویو کھبا لے بال	۱۴۹
۱۷۷	جیوں گل چمن میں ہم	۱۷۹	دل کی جنجال جال	۱۵۰
۱۷۸	شراب شوق ہیں ہم	۱۸۰	لب پہ جو خال	۱۵۱

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۱۸۱	میتھا بچن..... شیریں زباں	۱۴۸	۲۰۰	میری طرف..... صیب سوں
۱۸۲	کیوں نہ..... سب ہندوستان	۱۴۹	۲۰۱	تجھ لکھ کی..... چندر سوں
۱۸۳	یہ خط تجھ..... سبزہ رجاں	۱۸۰	۲۰۲	باندھا ہے..... نور نظر سوں
۱۸۴	تجھ قد..... نگاہ عاشقاں	۱۸۱	۲۰۳	باندھا ہے..... کمر سوں
۱۸۵	ہے ناز نہیں..... دراز کرناں	۱۸۱	۲۰۴	جب سوں..... تیر سوں
۱۸۶	قسمت تری..... امید بھیاں	۱۸۲	۲۰۵	اے نور چشم..... پلک سوں
۱۸۷	سجن تجھ..... کھلی آنکھیاں	۱۸۲	۲۰۶	ہوا ہے..... جادو سوں
۱۸۸	قرار نہیں..... تجھ بن	۱۸۳	۲۰۷	آتا ہے..... کلاہ سوں
۱۸۹	دل ہوا ہے مرا خراب سخن	۱۸۴	۲۰۸	کیتا ہوں..... پری سوں
۱۹۰	تری زلف..... بے قرار سخن	۱۸۵	۲۰۹	جا لیا تام..... آتش سوں
۱۹۱	سب چمن..... اے گل بدن	۱۸۵	۲۱۰	سیہ روی..... فانی سوں
۱۹۲	مجھ کوں..... نقش چرن	۱۸۶	۲۱۱	میری طرف..... تاب کوں
۱۹۳	ہوا ہے..... آتش حسن	۱۸۷	۲۱۲	تشنگی..... بے آب کوں
۱۹۴	گریہ عشاق..... بزم حسن	۱۸۷	۲۱۳	خدا یا ملا صاحب درد کوں
۱۹۵	عاشق کے..... دیکھ توں	۱۸۸	۲۱۴	دیکھا ہے..... طرار کوں
۱۹۶	یک بار..... کرے توں	۱۸۸	۲۱۵	دیتا نہیں..... شریہ کوں
۱۹۷	چلنے منے..... لجاوے توں	۱۸۸	۲۱۶	میں دل..... بچن کوں
۱۹۸	خوبی اعجاز..... انشا کروں	۱۸۹	۲۱۷	نہیں معلوم..... بچارے کوں
۱۹۹	بھڑکے ہے..... ہوا سوں	۱۹۰	۲۱۸	دیکھوں گا..... پری کوں

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۲۱۹	دیکھے گا..... جلوہ گری کوں	۲۰۰	۲۳۸	سحر پرداز ہیں پیا کے نین
۲۲۰	سہرگز تو..... دغلی کوں	۲۰۱	۲۳۹	فرش گر..... اپنے نین
۲۲۱	ہوا ہے..... کلی کوں	۲۰۱	۲۴۰	باندھا..... کرمیں
۲۲۲	جو کوئی..... معانی کوں	۲۰۲	۲۴۱	خوش قداں..... کرتے ہیں
۲۲۳	فدائے دلبر رنگیں ادا ہوں	۲۰۳	۲۴۲	خوب رو خوب کام کرتے ہیں
۲۲۴	میں سورہ..... لکھا ہوں	۲۰۳	۲۴۳	گل مقصد کے ہار ڈالے ہیں
۲۲۵	تصویر تری..... لکھا ہوں	۲۰۴	۲۴۴	جو کہ تجھ پر نگاہ کرتا نہیں
۲۲۶	میں عاشقی..... ہو رہا ہوں	۲۰۴	۲۴۵	جو پی..... فدا نہیں
۲۲۷	باطن کی..... کر رکھوں	۲۰۵	۲۴۶	مجھے گلشن طرف جانا رو انہیں
۲۲۸	صدق ہے..... گلشن دیں	۲۰۵	۲۴۷	مرا غم..... قاصد نہیں
۲۲۹	آدے..... عتاب میں	۲۰۶	۲۴۸	سجن کے باج عالم میں دگر نہیں
۲۳۰	ہے بیکہ..... داس میں	۲۰۷	۲۴۹	دیکھا ہے..... سرو قد کے تئیں
۲۳۱	دیکھا ہے..... باغ میں	۲۰۷	۲۵۰	اے سامری..... کے تئیں
۲۳۲	رکھتا ہوں..... فراق میں	۲۰۸	۲۵۱	تجھ حسن..... کے تئیں
۲۳۳	جب لگ..... اوراق میں	۲۰۸	۲۵۲	ہر رات..... ملا کرو
۲۳۴	تجھ عشق..... ہوں میں	۲۰۹	۲۵۳	چاہو کہ..... بدر کرو
۲۳۵	ہوا تو..... مقالی میں	۲۰۹	۲۵۴	دستی..... تسخیر کرو
۲۳۶	چھپا ہوں میں صدائے بانسلی میں	۲۱۰	۲۵۵	چاہو کہ..... وطن کرو
۲۳۷	دل نے..... حیرانی میں	۲۱۰	۲۵۶	عالم کوں..... نگو کرو

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۲۳۲	نہیں گنتے جو کئی	۲۷۶	۲۲۱	مت تمن انتظار ماہ کرو
۲۳۲	نہیں گنتے بزرگاں	۲۷۷	۲۲۱	صحبت غیر مومں جایا نہ کرو
۲۳۳	نہیں گنتے سجن! تم	۲۷۸	۲۲۲	شوخی و حیراں نہ کرو
۲۳۴	مکان ہوتی کچھ گوش	۲۷۹	۲۲۲	غفلت میں ہشیار ہو
۲۳۴	کی شوخی کاں لگ	۲۸۰	۲۲۲	اے دل پر وانیہ ہو
۲۳۵	جیوں لکڑی ترے قد	۲۸۱	۲۲۴	نہ دیو جاں سمجھو
۲۳۶	جاناں بسے مجھ دل	۲۸۲	۲۲۴	سجن ہلک آہستہ آہستہ
۲۳۶	یہ مرار و نا کہ تیری ہے، سنسی	۲۸۳	۲۲۵	کیا مجھ آب آہستہ آہستہ
۲۳۶	یار خاموشی زبان یار	۲۸۴	۲۲۶	ہوا ظاہر نگار آہستہ آہستہ
۲۳۷	دماغ عاشقی کیوں نہ	۲۸۵	۲۲۶	ہوئے ہیں نین آہستہ آہستہ
۲۳۷	مشاق ادا کے	۲۸۶	۲۲۷	ترے غم جیوں اٹھ
۲۳۸	تجھ کچھ آب کی	۲۸۷	۲۲۷	آج دستا ہے حال کچھ کا کچھ
۲۳۸	جس کوں دید کی	۲۸۸	۲۲۸	تجھ کچھ ہوا تازہ
۲۳۸	پریشاں ستم گر کے	۲۸۹	۲۲۸	گریاں ہے اشکبار دیکھ
۲۳۹	زگس قلم نین آگے	۲۹۰	۲۲۹	جی چل چال دیکھ
۲۳۹	تجھ لب کوں بستگی	۲۹۱	۲۳۰	تیری نین میخانہ آئینہ
۲۴۰	اُس کو فراغ زندگی	۲۹۲	۲۳۰	منگا کے کی بے تابی
۲۴۱	جسے عشق کا تیر کاری لگے	۲۹۳	۲۳۱	آباد و کمرستی
۲۴۱	تعریف ساؤ گے	۲۹۴	۲۳۱	اس سے رکھتا ہوں خیال دوستی

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۲۹۵	تراقد..... سید معالی	۲۴۱	۳۱۴	۲۵۴
۲۹۶	کرتی ہے..... کی گالی	۲۴۲	۳۱۵	۲۵۴
۲۹۷	اقلیم دلبری..... ہے والی	۲۴۳	۳۱۶	۲۵۵
۲۹۸	اگر گلشن..... ادا نکلے	۲۴۳	۳۱۷	۲۵۶
۲۹۹	اگر باہر..... قدم نکلے	۲۴۴	۳۱۸	۲۵۷
۳۰۰	اگر ٹمک..... بچن نکلے	۲۴۴	۳۱۹	۲۵۷
۳۰۱	چھوڑاے شوخ طرز خود کامی	۲۴۵	۳۲۰	۲۵۸
۳۰۲	تری انکھیاں..... بیابانی	۲۴۶	۳۲۱	۲۵۹
۳۰۳	چیتے کوں..... باریک میانی	۲۴۶	۳۲۲	۲۵۹
۳۰۴	ترالب دیکھ حیواں یاد آوے	۲۴۷	۳۲۳	۲۶۰
۳۰۵	اس وقت..... بر آوے	۲۴۷	۳۲۴	۲۶۱
۳۰۶	سرود عیش..... ساز آوے	۲۴۸	۳۲۵	۲۶۱
۳۰۷	جس وقت..... دہن آوے	۲۴۹	۳۲۶	۲۶۲
۳۰۸	کسی کی..... چیں آوے	۲۵۰	۳۲۷	۲۶۳
۳۰۹	اگر بازار..... پری آوے	۲۵۱	۳۲۸	۲۶۴
۳۱۰	فلاطون..... گلی آوے	۲۵۱	۳۲۹	۲۶۴
۳۱۱	یک بار..... بہار جاوے	۲۵۲	۳۳۰	۲۶۴
۳۱۲	اگرود..... طرف جاوے	۲۵۲	۳۳۱	۲۶۵
۳۱۳	تو اس..... چل جاوے	۲۵۳	۳۳۲	۲۶۶

صفحہ	مطلع	غزل نمبر	صفحہ	مطلع	غزل نمبر
۲۷۶	نہ سمجھو خود بخود دل بے خبر ہے	۲۵۲	۲۶۶	آج سر سبز کوہ و صحرا ہے	۳۳۳
۲۷۶	نہ جانوں خط میں تیرے کیا اثر ہے	۲۵۳	۲۶۶	عشاق کی بلا ہے	۳۳۴
۲۷۷	مکھ تر آفتاب محشر ہے	۲۵۴	۲۶۷	نہ دو بالانہ و وبالی بلا ہے	۳۳۵
۲۷۸	قبلہ اہل صفا شمشیر ہے	۲۵۵	۲۶۷	دیکھا ہوں جسے دو بتلا ہے	۳۳۶
۲۷۸	عاشقاں عالمگیر ہے	۲۵۶	۲۶۸	سجن میرا سخن سوں آشنا ہے	۳۳۷
۲۷۹	قشہ لب ناسور ہے	۲۵۷	۲۶۸	گلستاں رعنا ہے	۳۳۸
۲۸۰	نہ بوجھو خود بخود موہن میں ارہے	۲۵۸	۲۶۹	قدر ارشک سرور رعنا ہے	۳۳۹
۲۸۰	اُس کے پچھاڑ ہے	۲۵۹	۲۷۰	کماں ابرو پہ جو قرباں ہوا ہے	۳۴۰
۲۸۱	حسن کا متاثر ہے	۲۶۰	۲۷۰	عشق نہیں یہ ہزیر آیا ہے	۳۴۱
۲۸۱	لہریا خوش انداز ہے	۲۶۱	۲۷۰	سرج ہے لیا ہے	۳۴۲
۲۸۲	مجھ حکم دل نواز ہے	۲۶۲	۲۷۱	کتب میں جس کے ہاتھ ادا کی کتاب ہے	۳۴۳
۲۸۳	زلف موہن کی کہ عنبر بیز ہے	۲۶۳	۲۷۱	عشق میں جس کوں ہمارت خوب ہے	۳۴۴
۲۸۳	سہرنگاہ خوں ریز ہے	۲۶۴	۲۷۲	جسے اقلیم اقامت ہے	۳۴۵
۲۸۴	تحصیل کتاب بس ہے	۲۶۵	۲۷۳	جس دل ربا اتحاد ہے	۳۴۶
۲۸۴	عاشق خیال بس ہے	۲۶۶	۲۷۳	سر و میرا ہر سوں آزاد ہے	۳۴۷
۲۸۵	ہم پناہ بس ہے	۲۶۷	۲۷۴	ہے بجا ناشاد ہے	۳۴۸
۲۸۶	آج ہر گل نور کی فانوس ہے	۲۶۸	۲۷۴	گل رخاں زرتار ہے	۳۴۹
۲۸۶	سر و میرا گل پوش ہے	۲۶۹	۲۷۵	عشق میں صبر و رضا درکار ہے	۳۵۰
۲۸۷	دل طلب گار ناز مہوش ہے	۳۷۰	۲۷۵	بیاباں برابر ہے	۳۵۱

صفحہ	مطلع	صفحہ	مطلع	صفحہ
۲۹۸	کوچہ یار عین کا سی ہے	۳۹۰	ہر طرف ہنگامہ اجلاف ہے	۳۷۱
۲۹۹	تراکھ جلوہ جالی ہے	۲۹۱	بھڑک ہے	۳۷۲
۲۹۹	نہ پوچھو صاحب کمانی ہے	۲۹۲	کمال ہے	۳۷۳
۳۰۰	باغ ارم گلی ہے	۲۹۳	حسن تیرا سرج پہ فاضل ہے	۳۷۴
۳۰۱	قد میں تیرے دو خوش فرامی ہے	۲۹۴	گلفام ہے	۳۷۵
۳۰۲	گرچہ طناز یار جانی ہے	۲۹۵	سلام ہے	۳۷۶
۳۰۲	سدا ہم جانی ہے	۲۹۶	سلام ہے	۳۷۷
۳۰۳	موبو ناتوانی ہے	۲۹۷	ترا مجنوں ہوں صحر کی قسم ہے	۳۷۸
۳۰۴	تجھ کوں بادشاہی ہے	۲۹۸	بیاں ہے	۳۷۹
۳۰۴	مت تصور ہر جانی ہے	۲۹۹	خفتن ہے	۳۸۰
۳۰۵	شکر و دجان گئی بھر آئی	۳۰۰	عارفان پر ہمیشہ روشن ہے	۳۸۱
۳۰۵	تراکھ ہے چراغ دل ربانی	۳۰۱	دشمن دین کا دین دشمن ہے	۳۸۲
۳۰۵	سجن میں ہے شعار آشنائی	۳۰۲	شکار ہرن ہے	۳۸۳
۳۰۶	تجھ مکھ حل گئے	۳۰۳	ترے لب پر جو خط عنبریں ہے	۳۸۴
۳۰۶	اندوہ غم بن گئی	۳۰۴	ہراک سوں یہ ہے	۳۸۵
			نکل اے بے حجابی ہے	۳۸۶
۳۰۸	فردیات		مفلسی سب بہار کھوتی ہے	۳۸۷
			دل کو تجھ باج بے قراری ہے	۳۸۸
۳۱۹	رباعیات		عشق بے تاب جاں گدازی ہے	۳۸۹

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۳۵۵	عشق میں فانی کرے	۲	مخمسات	
۳۵۱	ہر ایک کے نیرنگ	۳	تجھ قد نے نظر کیا	۱
۳۶۳	گیاہے مونس غم	۴	نکو کر تن ہرگز	۲
۳۶۶	دیکھے نورانی	۵	عاشق ترے اتال	۳
۳۶۹	ہوا ہے خلق سجانی	۶	گلشن میں جمال چل	۴
	مثنویات		ناز سوں آ تجھے ادا کی قسم	۵
۳۷۵	الہی دل اُپر دے عشق کا داغ	۱	تیرے قدم کے فرش دن اچھو	۶
۳۷۷	عجب شہراں یک شہر	۲	مشق کر اے دل سدا تجرید کی	۷
	قطعہ		یا قوت قوت ہے	۸
۳۸۰	در فراق گبرات		نہ تنہا حسن دل رہا ہے	۹
	(ضمیمہ الف)		مستزاد	
۳۸۲	آج کی نہ تھا	۱	بے تاب کیا شوق نے کا	۱
۳۸۳	دو بانڈھا سر پہ پھینٹا	۲	کتیا ہے نظر جب من	۲
۳۸۳	یار و سلام کہو جا	۳	معلوم نہیں کن نے میں	۳
۳۸۳	اس رحمان کا	۴	ترجیع بند	
۳۸۴	تجھ لب کہوں گا	۵	مرے دل میں دوسرے کلام ہے	۱
۳۸۵	سرو قد تجھ پہ وار کر ڈالا	۶	درد ح وجہ الدین	۲
۳۸۶	جب سوں دیکھا متوالا	۷	قصائد	
۳۸۷	رخ ترا خواب ہوا	۸	لے زباں پر تو اول اول	۱

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۳۹۷	پھرتے ہیں..... ہر طرف	۲۸	۳۸۷	کفنی پنھن کے مجکوں لباسی کیا پایا
۳۹۸	قولو..... فاین طریق	۲۹	۳۸۸	بیت ابرو زبس خیال کہا
۳۹۹	طالب ترے.... ہوئے اتال	۳۰	۳۸۸	جب سوں..... لٹ
۳۹۹	پیتم کے جمال پر لگا دل	۳۱	۳۸۹	شوخی ترکش دل ربا ہے الفیاش
۴۰۰	نازمت کر تجھے ادا کی قسم	۳۲	۳۸۹	اے بلبل..... اختیار بحث
۴۰۰	خیر خواہاں میں ہوں خدا کی قسم	۳۳	۳۹۰	شراب شوق.... بنائے قدح
۴۰۱	زلف اس کی دو خم ہے خم کی قسم	۳۴	۳۹۰	جب سوں.... میرے پاس
۴۰۱	دل لجا تجکوں دلبری کی قسم	۳۵	۳۹۱	جب لگ..... زنگس
۴۰۲	مکھ تمن کا جو آفتاب رہو	۳۶	۳۹۱	شوخی آتا..... افسوس
۴۰۲	نگہ التفات..... ماہ رو کرو	۳۷	۳۹۲	نہیں خطا..... مے نوش
۴۰۲	غنیچہ نمط..... دن اچھو	۳۸	۳۹۲	مہراوج..... میں حریص
۴۰۳	گیا ہے..... بہار کرے	۳۹	۳۹۲	خود بخود..... ہے حریص
۴۰۴	دیکھ دستار..... سرشار کی	۴۰	۳۹۲	گلزار حسن..... زار خطا
۴۰۴	ترے ہونٹاں کی لالی.. معالی	۴۱	۳۹۲	جاتا ہے..... سبز خطا
۴۰۵	زبس نرم ہیں پاؤں کے اس تلے	۴۲	۳۹۵	جو یار نہیں..... بہار چہ خطا
۴۰۵	چنے کی کلی رشک، سوں ہر کھلی	۴۳	۳۹۵	سجن کی..... خدا حافظا
۴۰۶	تیغ ابرو کی جب دو جھاڑا ہے	۴۴	۳۹۶	یہی میں..... یا حافظا
۴۰۶	تجہ یاد..... ملکوت سے	۴۵	۳۹۶	دیکھ یو جمع عند لیباں جمع
۴۰۶	تری زلف کے بیچ میں چھند ہے	۴۶	۳۹۷	عشق کی آگ سوں جلی ہے شمع

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۴۱۲	مجھے بعد..... لکھا کاغذ	۱۵	۴۰۸ چشم تیری جو مست و غلطاں ہے	۴۷
۴۱۲	صحن دل میں اٹھا غبار غبار	۱۶	۴۰۸ تری آنکھیاں.... نیم خوابی ہے	۴۸
۴۱۳	یو پنچہ ترے ہاتھ کا پیچ دار	۱۷	۴۰۹ سجن تجھ..... ڈالی ہے	۴۹
۴۱۳	نگاہ مست..... ہنوز	۱۸	۴۰۹ گئے رات..... بکمال	۵۰
۴۱۳	بغیر حق..... سول آس	۱۹	ضمیمہ (ب)	
۴۱۳	سب گیا..... نہ پاس	۲۰	۴۱۰ نازیں ناز سول صحن میں آ	۱
۴۱۳	مجھ دل..... تار بس	۲۱	۴۱۰ ہوا حق میں مرے خو خوار چیرا	۲
۴۱۳	سجن کا..... آفتاب شعاع	۲۲	۴۱۰ جاناں جفا..... سول بولنا	۳
۴۱۳	گر پڑے..... کی شعاع	۲۳	۴۱۱ معشوق تیرے..... قربانی ہوا	۴
۴۱۳	ہر چند..... غم عشق	۲۴	۴۱۱ حق نے..... جب واکیا	۵
۴۱۳	خوش بچن..... لال کلال	۲۵	۴۱۱ خدانے..... بے نظیر کیا	۶
۴۱۳	تیرے برہ..... ہوے اتال	۲۶	۴۱۱ کاں مرا صاحب افتخار گیا	۷
۴۱۳	مجلوں تجھ یا ردل زبا کی قسم	۲۷	۴۱۱ رنگ خوبی کا گل عذار گیا	۸
۴۱۳	مجلوں اس صاحب ادا کی قسم	۲۸	۴۱۱ لامکاں پر بنا احمد جو بنا بھلا یا	۹
۴۱۳	ٹک مکھ..... کی قسم	۲۹	۴۱۲ آج آیا بزم میں دو بار مست	۱۰
۴۱۳	طرہ مشک بار کی ہے قسم	۳۰	۴۱۲ اس صنم کے..... الغیاث	۱۱
۴۱۳	پڑا ہے..... دکھاؤ سجن	۳۱	۴۱۲ درد کوں..... الغیاث	۱۲
۴۱۳	ہے یہ دل بر مرا سعید سجن	۳۲	۴۱۲ ہوا ہوں سب سستی بالخیر ثالث	۱۳
۴۱۵	جگ میں ہے جلوہ بہار سجن	۳۳	۴۱۲ اشک جو..... جھبر جھبر سفید	۱۴

صفحہ	مطلع	غزل نمبر	صفحہ	مطلع	غزل نمبر
۴۱۶	ب پ دتا ہے	۴۸	۴۱۵	جیو کوں ہے سجن	۳۴
۴۱۶	نین رادت بنگ بیٹھا ہے	۴۹	۴۱۵	عشق میں نکل جاناں	۳۵
۴۱۶	تیرے نین سمٹتا ہے	۵۰	۴۱۵	اس سیدا سلام کہناں	۳۶
۴۱۶	دل و جاں فدا ہے	۴۱	۴۱۵	پڑیا ہے معالی سوں	۳۷
۴۱۶	سبز چینی کوں رنگ نکلا ہے	۵۲	۴۱۵	دوست بد گو کوں	۳۸
۴۱۶	معلوم نہیں لیا ہے	۵۳	۴۱۵	بس ناز غماز کوں	۳۹
۴۱۶	اپس کے قیامت ہے	۵۴	۴۱۶	ہوا ہے مشتری کوں	۴۰
۴۱۸	گل عذاروں کا صنم سردار ہے	۵۵	۴۱۶	دلبر ادھر کیا کہوں	۴۱
۴۱۸	رنج اچھے بہار ہے	۵۶	۴۱۶	ہیکل گلے ہوں میں	۴۲
۴۱۸	جاے انعام ہے	۵۷	۴۱۶	مجلوں کام نہیں	۴۳
۴۱۸	حسن کے کشور کاتوں دیوان ہے	۵۸	۴۱۶	چشم مست شراب بولا ہوں	۴۴
۴۱۸	مل کے رہنا سجن عجب کچھ ہے	۵۹	۴۱۶	حسن کا ہو جیو	۴۵
			۴۱۶	صاف دل کوں اگر مدام رکھو	۴۶
			۴۱۶	رحم سوں مجھ طرف آٹھکھ	۴۷

فرہنگ

دیباچہ

اٹھارھویں صدی عیسوی میں جس کثرت سے دیوان ولی کے قلمی نسخے ملک میں رائج ہوئے اتنی کثیر تعداد میں کسی اور اردو شاعر کے خصوصاً اُس زمانے میں نہیں ہوئے۔ ایک تو اُس وقت چھاپہ خانے کا رواج نہ تھا دوسرے یہ کہ ولی کا کلام مقبول بھی بہت ہوا تھا۔ اردو کے نئے نئے ابھرتے ہوئے شعرا نمونے کے طور پر اور اردو شاعری کے قدرداں شوقیہ طور پر ریختہ کے اس مقبول اور مستند صاحب دیوان شاعر کا کلام پیش نظر رکھنا چاہتے تھے۔ صرف ہندوستان ہی میں نہیں یورپ کے کئی شہروں کی لائبریریوں میں اس کے دیوان کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ سب سے زیادہ تعداد حیدرآباد کی لائبریریوں میں ہے۔

محمد اکرام چغتائی صاحب نے رسالہ اردو پاکستان (شمارہ جات جولائی و اکتوبر ۱۹۶۶ء) میں ولی کے دیوان کے قلمی نسخوں کی ایک فہرست شایع کی ہے جن میں سے ۶۵ پر تاریخ کتابت درج ہے۔ ۵۳ پر درج نہیں۔ پھر اس کے بعد ۳۳ بیاضوں کی بھی نشان دہی کی ہے جو ہند و پاک میں مختلف مقامات پر ہیں اور ان میں ولی

کی متفرق غزلیں درج ہیں۔ مزید تلاش کی جائے تو اور بھی متعدد نسخے منظر عام پر آسکیں گے۔ مثلاً ایشیا ٹک سوسائٹی کلکتہ کے صرف ایک نسخے کا ذکر مذکورہ فہرست میں ہے حالانکہ وہاں دو نسخے موجود ہیں۔ رضا لائبریری رام پور میں دو نسخے ہیں۔ یوپی آر کانسٹیبل آباد میں ایک، خدا بخش لائبریری پٹنہ میں چار، و قس ہذا۔ بعض لوگوں کے ذاتی کتب خانوں میں بھی ہوں گے۔ میرے پاس بھی دو بوسیدہ و کرم خوردہ نسخے موجود ہیں۔ غرض کہ ڈھونڈنے سے اور بھی مل سکتے ہیں اور اگر ان سب کی تفصیلی فہرست بنائی جائے تو یقیناً اپنی جگہ پر وہ خود ایک ضخیم کتاب ہو جائے گی۔

بہر حال اب تک جتنے نسخے دریافت ہو چکے ہیں ان میں سے درج ذیل بڑی اہمیت رکھتے ہیں :-

۱۔ نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ۔ نمبر شمار ۱۲۶، تعداد اوراق ۸۳، تعداد سطور ہر صفحہ مختلف ۱۷ تا ۱۹، خط شکستہ نام کاتب ندارد، تاریخ ۱۱۲۰ھ بمقام اورنگ آباد۔ یہ نسخہ قدیم ترین ہے۔ یہ نواب نصیر حسین خاں خیال کی ملکیت تھا۔ اُس وقت مولانا احسن مارہروی صاحب (مرتب کلیات ولی مطبوعہ انجمن ترقی اردو، ہند ۱۹۲۷ء) نے اس سے استفادہ کیا تھا۔ اس کے بعد غالباً پروفیسر محفوظ الحق صاحب مرحوم سے خدا بخش لائبریری پٹنہ نے ستمبر ۱۹۵۵ء میں اسے حاصل کر کے محفوظ کر لیا اس کا ترجمہ یہ ہے :

”بحمد اللہ المنہ در شہر اورنگ آباد کتاب دیوان ولی باتام

رسید بتاریخ بست ششم ماہ ربیع الاول روز جمعہ ۱۱۲۰ھ“

130218

۲۲

دیوان غزلیات کے بعد ۵ قصیدے ہیں پھر مثنوی ۵

الہی دل اُپر دے عشق کا داغ

اس کے بعد ایک ترجیع بند اور چند مخمسات اور متفرق اشعار۔ وکی کا تخلص غزلوں میں شنگرفی روشنائی سے دیا گیا ہے جہاں سے دیوان شروع ہوتا ہے۔ سرورق پر کچھ پھول پتیاں بنی ہوئی تھیں جن کا صرف تھوڑا سا حصہ اب باقی رہ گیا ہے۔ مخطوطہ کا کاغذ چوں کہ کمزور ہو گیا تھا اس لیے اس پر پتلاروغنی کاغذ چڑھا دیا گیا ہے۔ غزلوں کی تعداد دردیف وار اس طرح ہے۔

الف = ۸، ب = ۳، ت = ۵، ث = ۵، ج = ۴،

ح = ۳، خ = ۲، د = ۷، ذ = ۲، ر = ۱۹، ز = ۴،

س = ۱، ش = ۱، ص = ۱، ض = ۳، ط = ۱، ظ = ۲،

ع = ۱، غ = ۱، ف = ۲، ق = ۱، ک = ۱، ل = ۱۰،

م = ۸، ن = ۷، و = ۱۲، ۸ = ۱۱، ی = ۱۳،

کل تعداد ۳۹۴ ہے

۲۔ نسخہ کتب خانہ سالار جنگ بہادر، حیدرآباد دکن، تعداد اور ا

۳، ۲۱ سطری، نام کاتب خیر الدین۔ کاتب نے ترقیمہ میں اگرچہ اپنے خط کو شکستہ لکھا ہے لیکن دراصل خط نستعلیق میں ہے۔ طلائی جدول ہے۔ ترقیمہ ہے۔

لہن پٹنہ کی ان اطلاعات کے لیے ڈاکٹر مطیع الرحمن صاحب اور ڈاکٹر سید حسن صاحب کی کرم فرمائیاں کا ممنون ہوں۔ ہاشمی

”تمام شد، کارمن نظام شد، نسخہ دیوان وئی بخط شکستہ و

ناشایستہ۔ خیرالدین، بتاریخ نهم شہر ذی الحجہ ۱۱۲۵ھ تحریر یافت۔“

غزلوں کی تعداد ۳۴۷ ہے۔ ردیف و ارتعداد حسب ذیل ہے:

الف = ۷۸، ب = ۵، ت = ۷، ج = ۴، ح = ۲، خ

= ۲، د = ۷، ذ = ۱، ر = ۱۹، ز = ۶، ش = ۱، ض =

۳، غ = ۱، ف = ۳، ل = ۱۴، م = ۶، ن = ۵۷

و = ۸، ک = ۷، ح = ۱۱۶۔

۳۔ نسخہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور (اورینٹل سیکشن،

ذخیرہ شیرانی نمبر ۱۵۰۵)، اوراق ۱۰۱ خط شکستہ آمیز، غزلیات کے

علاوہ قصائد، محاسبات اور مثنویات بھی ہیں۔ ترقیمہ یہ ہے:

”دیوان اشعار وئی مسمی سید ولی محمد مرحوم بتاریخ چہاردم

شہر محرم الحرام ۱۱۲۵ھ از جلوں سیمنت مانوس محمد شاہ بادشاہ

غازی خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطانہ۔ روز چہار شنبہ وقت چاشت

در بلدہ خیر البلاد احمد آباد حمیت عن الفساد بخط فقیر حقیر اضعف

العباد، کلب محبوب سبحانی، نمود بے بود شاعر اللہ فانی سمت انجام

و صورت اتمام پذیرفت۔“

(نوٹ)

(ان کا تخلص ثنا تھا و مخزن شعرا۔ نورالدین فائق مطبوعہ ۱۹۳۳ء)

وئی کے شاگرد تھے۔ یہاں ’فانی‘ بطور صفت اور قافیے کی

رعایت سے آیا ہے۔“

اس نسخے کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پہلی بار وئی

کا پورا نام اور ان کو مرحوم لکھا گیا ہے۔

۴۔ نسخہ کتب خانہ جامع مسجد بمبئی۔ اوراق ۱.۵، ۱.۸ میں ۳۸
غزلیں ایک قصیدہ، آٹھ مخمس، سات رباعیاں (جن میں سے چار
موجودہ نسخے میں بھی موجود ہیں۔ بقیہ تین زائد ہیں) اور چار مستزاد ہیں۔
اس نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے آخر میں حسن مفتی کا کہا
ہوا ولی کی تاریخ وفات والا وہ قطعہ درج ہے جسے سب سے پہلے
مولوی عبدالحق مرحوم نے رسالہ اردو شمارہ جنوری ۱۹۳۳ء (ص

۱۹۶ تا ۱۹۸) میں شایع کیا تھا وہ قطعہ یہ ہے :

مطلع دیوان عشق سیدار باب دل والی ملک سخن صاحب عرفان ولی
سال وفاتش خرد از سر الہام گفت باد پناہ ولی ساقی کوثر علی

۱۱۱۸ + ۱۱۱۹ھ

۱۱۱۸ + ۱۱۱۹ھ

۵۔ نسخہ نوشتہ ۱۱۵۲ھ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد
دکن اوراق ۱۲۲، ۱۳ سطر میں فی صفحہ۔ خط شکستہ آمیز نستعلیق، عنواناً

۱۵ دیوان ولی کے قلمی نسخے :

از محمد اکرام چغتائی۔ مطبوعہ رسالہ اردو، کراچی، شماره جولائی ۱۹۶۶ء
۱۵ء میں لکھنؤ میں ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔
دوران گفتگو انھوں نے کہا کہ میں نے اس قطعہ کے متعلق دریافت کروایا تو
معلوم ہوا کہ یہ قطعہ اُس خط میں نہیں لکھا ہے جس میں دیوان لکھا ہے۔ کسی
دوسرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس لیے امکان ہے کہ کسی دوسرے ولی
کے متعلق ہو۔ ہاشمی

سرخ روشنائی میں۔ ناقص الاول۔ کاتب کا تخلص بتدی ہے۔ اس نے اس دیوان میں جگہ جگہ اپنا کلام بھی درج کیا ہے اور ولی کی بیس سے زائد غزلوں کی تضمین کی ہے۔ اس دیوان ولی میں غزلیات، مخمسات، رباعیات، ترجیع بند، فردیات وغیرہ درج ہیں اور بعد کو جو غزلیں یا ولی کا دیگر کلام ملا اسے حاشیے پر درج کر دیا ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ اس میں بعض جگہ ولی کا نام ”ولی محمد“ لکھا ہے اور کہیں ”محمد ولی“ اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اس وقت بھی ولی کے نام کے متعلق اختلاف پایا جاتا تھا۔

۶۔ نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن۔ نمبر ۱۱۵، اوراق ۱۳۴، ۱۱ تا ۱۵، سطریں فی صفحہ۔ خط شفیعیہ۔ کاتب محمد تقی ولد سید ابوالمعالی۔ اس میں ۳۸۸ غزلیں، ۶ قصیدے، ۳ مستزاد، ۹ مخمس، ۲۹ رباعیاں، ۲۹ فردیات اور دو ترجیع بند ہیں، کئی غزلیں حاشیے پر لکھی ہیں۔ (چند دوسرے شعرا کی غزلیں بھی حاشیے پر درج ہیں۔)

معلوم ہوتا ہے کہ کاتب نسخہ نے کسی ایک نسخے سے ولی کا کلام نقل نہیں کیا ہے بلکہ جیسے جیسے غزلیں ملتی گئیں انھیں حاشیے پر بڑھاتا گیا ہے۔ ایک مستزاد کے ضمن میں لکھا ہے۔ ”اس مستزاد نیست سہواً غلط نوشت شد“ پھر وہیں لکھا ہے۔ ”مستزاد نیست ریختہ رد العجز است۔ ناقص ماندہ است از دیگر دیوان می نویسم“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ولی کے کئی متداول دیوان سامنے رکھ کر اپنا یہ نسخہ تیار کیا ہے۔ اس نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صحت کلام کی طرف بہت توجہ دی گئی ہے۔ بعض جگہ متروک الفاظ کے معنی بھی دے دیے گئے ہیں

ترقیمہ یہ ہے :-

تمام شد دیوان مغفرت نشان میاں ولی محمد مرحوم متوطن

دکن بتاریخ دویم شہر ذی قعدہ ۱۱۵۶ھ بروز پنج شنبہ بوقت صبح

تحریر یافت۔ مالک و کاتب اس دیوان عاجز المذنب محمد تقی ولد

سید ابو المعالی است کسے کہ دعویٰ کند باطل است۔“

اہل دکن اس نسخے کو اس لیے بہت اہمیت دیتے ہیں کہ ابو المعالی ولی

کے صادق دوستوں میں سے تھے۔ بقول بعض وہ دہلی بھی ولی کے ساتھ

آئے تھے اس لیے ان کے بیٹے محمد تقی نے ولی کو جو متوطن دکن لکھ دیا

ہے تو پھر ولی کو کسی اور جگہ کا باشندہ نہ ماننا چاہیے۔

دیوان ولی کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کا سہرا سب سے پہلے

فرانسیسی مستشرق گارساں دتاسی کے سر بندھا۔ اُس نے آٹھ نسخوں سے

مقابلہ کرنے کے بعد ۱۸۳۳ء میں اسے پیرس سے دو جلدوں میں شائع کیا

اور اس پر فرانسیسی زبان میں ایک مقدمہ بھی لکھا۔

(اس مقدمے کا اردو ترجمہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب کا کیا

ہوا ”یادگار ولی“ مرتبہ سید محمد صاحب ۱۹۳۷ء میں چھپ چکا ہے) اس

مقدمے میں اس نے ولی کے حالات زندگی اور شاعری سے بحث کی ہے۔

پہلی جلد میں دتاسی کے مقدمے کے علاوہ ۱۴۴ صفحات میں دیوان کا متن

ہے۔ دوسری جلد میں ولی کے بعض اشعار پر حواشی ہیں اور اختلافات

نسخ بتائے ہیں۔

اس کے بعد ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں سورت کے مشہور شاعر میاں

سمجھو کے ایک شاگرد محمد منظور متخلص بہ منظور نے کچھ تصحیح کے ساتھ ولی کا

دیوان مطبع حیدری بمبئی سے شائع کیا۔ یہ اب نایاب ہے۔ اس کے چند سال بعد نول کشور نے دیوان ولی ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں شائع کیا۔ پھر ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲-۲۳ء میں اسے حیدر ابراہیم سایانی نے پونے سے شائع کیا۔ یہ تینوں ایڈیشن بقول اختر جو ناگڈھی صاحب ناقص اور نامکمل تھے جن کی ترتیب میں قدیم مخطوطات سے استفادہ نہیں کیا گیا تھا نول کشور کی نیز سایانی ایڈیشن میں تو ولی کی زبان اور املا کو زمانہ حال کے مطابق کر دیا گیا تھا۔ یہ بہت بڑی غلطی تھی۔

بعد ازاں ولی کے دیوان کی طباعت و اشاعت کا کام انجمن ترقی اردو (ہند) نے سنبھالا اور اس نے مولانا محمد احسن مارہروی مرحوم کا مرتب کردہ کلیات ولی ایک بسوط مقدمہ و فرہنگ کے ساتھ ۱۹۲۷ء میں ٹائپ میں شائع کیا۔ احسن مارہروی صاحب نے اسے واقعی بڑی محنت سے ترتیب دیا تھا۔ چھ قلمی نسخوں، تین مطبوعہ نسخوں سے مدد لینے کے علاوہ مختلف تذکروں اور رسالوں سے بھی استفادہ کیا تھا۔ مولوی عبدالحق صاحب مرحوم نے ولی کا جو کلام احسن مارہروی صاحب کو نہ مل سکا تھا اسے بطور ضمیمہ لیا

۱۔ جو قلمی نسخے احسن مارہروی صاحب کے پیش نظر رہے ان کی فہرست یہ ہے؛
 (۱) ان کا ذاتی نسخہ نوشتہ ۱۱۵۴ھ (۲) حبیب الرحمان شروانی صاحب کے کتب خانے کا نسخہ نوشتہ بعہد محمد شاہ (۳) مولوی سبحان اللہ خاں رئیس گورکھپوری کا نسخہ نوشتہ ۱۱۸۵ھ (۴) مولوی غلام سجاد بدایونی صاحب کا نسخہ ناقص الطرفین۔
 (۵) نواب نصیر حسین خاں خیال عظیم آبادی کا نسخہ نوشتہ ۱۱۲۰ھ۔ یہ اب خدابخش لاہوری پٹنہ میں موجود ہے۔ ہاشمی

اس میں شامل کر دیا تھا۔ ساتھ ہی انجمن میں جو نسخے موجود تھے ان سے پورے متن کا مقابلہ مولوی محمد حسین صاحب محوی لکھنوی سے تیار کر کے بطور ضمیمہ ۲ بھی اس میں شامل کر دیا تھا۔ یہ بڑے کام کی چیز تھی۔

لیکن اس کلیات میں ایک تو طباعت کی بہت غلطیاں تھیں، دوسرے بعض دوسرے شعرا کے اشعار یا غزلیں بھی اس میں شامل ہو گئی تھیں۔ مقدمہ بہت طویل ہو گیا تھا۔ اس میں تکرار مضامین کے علاوہ بعض غیر ضروری باتوں پر بحث بھی شامل ہو گئی تھی، فرہنگ بھی ناقص تھی بہت سے الفاظ کا اطلاق زمانہ حال کے مطابق کر دیا گیا تھا اس لیے ضرورت ہوئی کہ جب وہ ایڈیشن ختم ہو جائے تو دوسرا ایڈیشن زیادہ توجہ کے ساتھ ترتیب دے کر شائع کیا جائے۔

غالباً ۱۹۴۳ء کی بات ہے جب مولوی عبدالحق صاحب نے یہ کام میرے سپرد کیا تھا اور انجمن میں جتنے نسخے تھے اور جو مزید آگئے تھے سب میرے حوالے کر دیے تھے۔ کہ ان کی مدد سے تصحیح اور ترتیب نو

۱۔ جن نسخوں سے مقابلہ کرایا گیا تھا وہ ترتیب وار یہ ہیں: (۱) قلمی نوشتہ، ۲۴ ربیع الثانی ۱۱۴۱ھ نام کاتب ندارد (۲) قلمی نوشتہ ۵ ذی قعدہ ۱۱۴۰ھ جلوس محمد شاہی کاتب محمد جعفر (۳) قلمی نسخہ ۲۱ جمادی الاول ۱۲۲۹ھ (۴ و ۵) دو قلمی نسخے ایک خوش خط اور صاف دوسرا کرم خوردہ و بد خط، پہلا ناقص الطرفین دوسرا ناقص الآخر (۶) نسخہ مطبوعہ گارساں دتاسی، تاریخ طباعت ۱۸۳۳/۶۱۸۳۳ھ (۷) قلمی جدید یہ نسخہ حکیم شمس الدین قادری صاحب نے کسی قدیم نسخے سے نقل کرا کے مولوی عبدالحق صاحب کو دیا تھا۔

۸۔ سات نسخے تو وہی تھے جو پہلے نوٹ ۱ میں تحریر ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کی جائے۔ مجھے اس وقت اس قسم کے کام کا کوئی اندازہ نہ تھا اور اسے آسان کام سمجھ کر قبول کر لیا تھا جب مقابلہ اور تصحیح کا کام کرنے بیٹھا تو خدا یاد آگیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور پانچ قلمی نسخے جن پر سال کتابت درج نہ تھا نیز دو مطبوعہ نسخے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے :

۸۔ نشان ۴۰۴ : ۵۔ دیوان ولی قلمی اور اوراق ۱۲۶۔ صرف غزلیات۔ تقطیع $۹ \times ۵ \frac{۱}{۲}$ انچ،

۵ اسطری۔ خط شکستہ، کاتب کا نام اور سن کتابت درج نہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ او آخر بارہویں صدی ہجری کا نوشتہ ہے کیوں کہ دیوان کے اول صفحے پر حجام شاہ

جہان آبادی کی دو فارسی رباعیاں اور آخر صفحے پر اسی کی دو اردو رباعیاں سی خط میں ہیں

۹۔ نشان ۴۰۵ : ۵، دیوان ولی مطبوعہ۔ مرتبہ حیدر ابراہیم سایانی۔ طبع

جید پریس دہلی، ۱۳۴۱ھ۔

۱۰۔ نشان ۴۰۶ : ۵، دیوان ولی قلمی مکمل۔ اوراق ۱۱۰۔ تقطیع $۹ \times ۵ \frac{۱}{۲}$ انچ،

۵ اسطری، خط نستعلیق صاف۔ ترقیمہ ندارد۔

۱۱۔ نشان ۴۰۷ : ۵، دیوان ولی نامکمل۔ ناقص الاول۔ تقطیع $۹ \times ۵ \frac{۱}{۲}$ انچ، ۱۸

اسطری، خط نستعلیق صاف۔ ترقیمہ ندارد۔

۱۲۔ نشان ۴۱۱ : ۵، دیوان ولی قلمی۔ جا بجا کرم خوردہ، اوراق ۶۷۔

تقطیع $۹ \times ۵ \frac{۱}{۲}$ انچ، خط شکستہ، ترقیمہ ندارد۔

۱۳۔ نشان ۴۱۳ : ۵، کلیات ولی مطبوعہ انجمن ترقی اردو، مرتبہ مولانا

احسن مارہروی۔

۱۴۔ نشان ۳۴ : ۵، دیوان ولی قلمی۔ صرف غزلیات، اوراق ۱۰۵۔ تقطیع

$۸ \times ۵ \frac{۱}{۲}$ انچ، خط شکستہ۔ ترقیمہ ندارد۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک ایک لفظ کے پیچھے پریشان رہتا کہ کیا صحیح ہے اور کیوں صحیح ہے۔ کون غزل ولی کی ہو سکتی ہے کون نہیں؟ نسخوں میں غزلوں کی تعداد اور تقریباً ہر غزل کے اشعار میں اتنے اختلافات تھے کہ جان ضیق میں آگئی۔ مجبوراً مولوی صاحب کو اپنے وطن (سندیلہ ضلع ہردوئی، یوپی) سے لکھ کر پوچھا۔ کہ یہ دقتیں کیسے دور کی جائیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب سے مدد لو۔ وہ الہ آباد میں تھے، ان کو خط پر خط لکھنا شروع کیے۔ موصوف نے خطوں ہی کے ذریعے میری ہر مشکل حل کرنے میں بڑی مدد کی۔

غرض کسی نہ کسی طرح یہ کام ۱۹۴۴ء میں ختم ہوا۔ اُس وقت میں دلی کالج میں لیچرر مقرر ہو کر آگیا تھا۔ ۱۹۴۵ء میں یہ دوسرا ایڈیشن انجمن سے شائع ہو گیا۔ البتہ چند خامیاں اُس میں بھی رہ گئی تھیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ان کے علاوہ ان کتب و رسائل سے بھی استفادہ کیا تھا:-

۱۔ دلی کا غیر مطبوعہ کلام از نصیر الدین ہاشمی۔ رسالہ ہندوستانی الہ آباد شمارہ

جنوری ۱۹۳۳ء

۲۔ یورپ میں دہنی مخطوطات، از نصیر الدین ہاشمی، مطبوعہ ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء

۳۔ کلیات ولی کا ایک نایاب نسخہ، از مختار الدین آرزو، رسالہ معاصر پٹنہ شمارہ مئی و جون ۱۹۳۴ء

۴۔ بیاض قدیم نشان ۴۱: ۵۔ انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی۔

۵۔ دیوان ولی کا ایک قدیم نسخہ (کتابت تقریباً ۱۱۶۴ھ) از ڈاکٹر غلام مصطفیٰ رسالہ

معارف اگست ۱۹۴۵ء۔

۶۔ دیوان ولی کے نسخے بمبئی میں، از عالی جعفری۔ رسالہ نوائے ادب (بمبئی) جولائی ۱۹۵۲ء

چنانچہ قاضی احمد میاں اختر جو ناگڈھی صاحب نے اس طبع ثانی پر ایک طویل مضمون رسالہ اردو اکتوبر ۱۹۴۶ء میں شائع کرایا جس میں میری محنت کی داد دینے کے ساتھ اس کی کچھ فروگزاشتوں کی طرف بھی نشان دہی کی۔ اُدھر ۱۹۴۶ء کے فسادات میں اس ایڈیشن کی تقریباً تمام کاپیاں تلف ہو گئیں۔ مولوی صاحب کراچی چلے گئے اور انھوں نے وہاں سے مجھے لکھا کہ اس کا تیسرا ایڈیشن تیار کرو۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کی۔ ۱۹۴۵ء کے بعد وٹی پر جو قابل قدر کام ملک میں ہوا تھا اسے پیش نظر رکھ کر ایک نیا یعنی تیسرا ایڈیشن تیار کیا جو انجمن ترقی اردو پاکستان نے کراچی سے ۱۹۴۵ء میں ٹائپ میں طبع کرایا۔ اب یہ ایڈیشن بھی نہیں ملتا۔ اس لیے ضرورت لاحق ہوئی کہ ایک نیا ایڈیشن اور تیار کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے ۱۹۸۲ء میں ایک نیا ایڈیشن تیار کر کے اسے فخر الدین علی احمد کیٹی لکھنؤ کی مالی امداد سے شائع کروادیا اور اس میں ۱۹۵۴ء سے لے کر اب تک وٹی کے متعلق جتنا نیا تحقیقی مواد مل سکا تھا اس سے استفادہ کیا جس کی فرست درج ذیل ہے:-

- ۱۔ دیوان وٹی کے قلمی نسخے، از محمد اکرام چغتائی۔ رسالہ اردو، انجمن ترقی اردو، پاکستان کراچی شمارہ جولائی و اکتوبر ۱۹۶۶ء
- ۲۔ وٹی کا غیر مطبوعہ کلام، از محمد اکرام چغتائی۔ رسالہ اردو، انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی شمارہ جنوری ۱۹۶۷ء
- ۳۔ وٹی کا سال وفات۔ از ڈاکٹر جمیل جالبی، رسالہ تحریز دہلی۔ شمارہ نمبر ۱۸، ۱۹۷۶ء
- ۴۔ وٹی دکنی۔ از ڈاکٹر جمیل جالبی (فصل ششم)، باب اول۔ تاریخ ادب اردو، جلد اول، مطبوعہ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی۔ ۱۹۷۷ء

تین قلمی نسخے بھی پیش نظر رہے (دو بوسیدہ قلمی ذاتی) ایک میں تاریخ کتابت ۱۱۸۰ھ درج ہے) اور ایک ن ۶ مذکورہ بالا کی زیر و گراف کا پی۔ اور مطبوعہ نسخوں میں سایانی والا اور احسن مارہروی صاحب کا اور اپنے مرتب کردہ پہلے کے دونوں نسخے۔ اب اردو اکادمی لکھنؤ اسے شائع کر رہی ہے اس لیے اس ۱۹۸۲ء والے ایڈیشن پر نظر ثانی کی۔ کتابت کی غلطیاں درست کرنے کے علاوہ مخمسات، مستزاد وغیرہ کی تعداد خصوصاً کم کر دی کیوں کہ وہ الحاقی معلوم ہوئے۔ دیگر معمولی ترمیمات بھی کر دیں۔

اب پہلے کے اور موجودہ ایڈیشن کا مقابلہ کرنے سے وئی کے کلام کی تعداد کا اندازہ ذیل کی فہرست سے ہو سکے گا۔ (مثلاً، چار در چار اور بازگشت کے عنوانات سے پہلے ایڈیشنوں میں جو کلام شامل تھا انھیں بھی معتبر نہ ہونے کے باعث حذف کر دیا)۔

اصناف کلام	طبع اول	طبع دوم	طبع سوم	۱۹۸۲ء ایڈیشن	موجودہ ایڈیشن
غزلیں	۴۲۲	۴۵۶	۴۴۹	۴۰۳	۴۰۴
فردیات	۴۰	۹۰	۸۶	۸۲	۸۲
رباعیات	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
مخمسات	۱۲	۱۸	۱۸	۹	۹
مستزاد	۷	۹	۸	۴	۳
قصاید	۶	۶	۶	۶	۶
ترجیع بند	۲	۲	۲	۲	۲
مثنویات	۲	۲	۲	۲	۲
قطععات	۶	۶	۶	۱	۱

اس نئے ایڈیشن میں مقدمہ پر نظر ثانی کر کے کہیں ترمیم کہیں اضافہ
کر دیا ہے۔ دیباچہ از سر نو لکھا ہے۔

ترتیب متن کے سلسلے میں یہ عرض ہے کہ وئی کے ان دواوین
کو جو عہد محمد شاہی میں لکھے گئے تریح دی گئی ہے اس لیے کہ اس دور
سے جتنا دور ہوتے جائے وئی کے قلمی دیوانوں میں الحاقی کلام بڑھتا ہوا
ملے گا۔

بہت سے نسخوں میں قافیوں میں حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار
سے پہلی غزل وہ ملتی ہے جس کا مطلع ہے ۵

ووصنم جب سوں بسا دیدہ حیران میں آ
آتش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ

لیکن حمد کی رعایت سے بیشتر نسخوں میں پہلے وہ غزل ہے جس کا
مطلع یہ ہے ۵

کیتا ہوں ترے ناؤں کو میں ورد زباں کا
کیتا ہوں ترے شکر کو عنوان بیاں کا

اس مرتبہ اسی غزل کو پہلے رکھا گیا ہے۔ اور اس کے بعد قافیوں
میں حروف تہجی کے اعتبار سے غزلیں درج کی گئی ہیں۔ احسن مارہروی
مرحوم نے بھی یہی کیا تھا۔ بعض ضروری حوالے اور حواشی بھی احسن صاحب
کے برقرار رکھے گئے ہیں اور بعض نظر ثانی میں بڑھا دیے گئے ہیں۔

اشرف شاگرد وئی کی بارہ غزلیں اس مرتبہ متن سے نکال کر
ضمیمہ نمبر الف میں رکھ دی گئی ہیں۔ دیگر کئی غزلیں جو معروف نسخوں میں
نہیں ملیں ان کے مطلعے ضمیمہ ۲ میں لکھ دیے ہیں اور وہ غزلیں جو

صرف کسی ایک نسخے میں تھیں انھیں نظر انداز کر دیا ہے۔ دیگر اصناف
سخن کے سلسلے میں بھی یہی کیا ہے کہ صرف اسی کلام کو شامل کیا جو
معروف نسخوں میں ملتا ہے یا جو الحاقی نہیں ثابت ہوا۔

انجمن سے شائع کردہ کلیات ولی کے دوسرے ایڈیشن (۱۹۴۶ء)
میں میں نے عبدالستار صدیقی مرحوم سے ایک مضمون ”ولی کی زبان“
پر حاصل کر کے شامل کر دیا تھا۔ تیسرے ایڈیشن میں وہ نہ شائع
ہو سکا تھا۔ اب اس مرتبہ اس مفید مضمون کو پھر شامل کیا جا رہا ہے۔

انڈیا آفس لائبریری لندن کے دو نسخوں (نشان ۱۱۵، ۱۱۶) کے متعلق
مرتب فہرست بلوم ہارٹ صاحب نے دو فاش غلطیاں کر دی ہیں۔ یہاں
اُن کا ذکر کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ پہلا نسخہ سید محمد تقی ولد سید ابوالمعالی
والا مکتوبہ ۱۱۵۶ھ ہے (اس کا ذکر نمبر ۶ پر آچکا ہے) دوسرا فورٹ ولیم
کالج کا ہے۔ ترقیمہ ندارد۔ پہلے کے متعلق بلوم ہارٹ نے لکھا کہ اس میں
دو قصیدے ایسے ہیں جن میں ولی نے اپنے گجراتی دوستوں اور عزیزوں
سے فراق کا حال لکھا ہے اور دوسرے نسخے کے متعلق لکھا ہے کہ اس میں
ولی کا ایک منظوم خط ہے جو ولی نے ”ذریا حسن“ کے نام لکھا تھا۔ میں نے لکھنؤ
یونیورسٹی کے توسط سے یہ دونوں نسخے منگا کر دیکھے تو معلوم ہوا کہ گجرات کے
فراق میں پہلا قصیدہ تو وہی ہے جو قطعہ کی صورت میں کلیات ولی میں
ملتا ہے دوسرا قصیدہ ”در مدح بیت المحرام“ کے عنوان سے ہے۔ چونکہ
اس میں غم و اندوہ کا بیان ہے، بلوم ہارٹ صاحب یہ سمجھے کہ یہ بھی
گجرات کے فراق میں ہوگا۔ حالانکہ وہ جداگانہ قصیدہ ہے۔

دوسرے نسخے کے پڑھنے میں انھوں نے مزید کمال دکھایا ہے۔

فورٹ ولیم کالج والے نسخے (نشان ۱۱۶) میں جہاں متفرق اشعار یعنی فردیات
دیے ہوئے ہیں۔ اتفاق سے ایک صفحہ ان اشعار سے شروع ہوتا ہے

یاد میں تجھ قد کی اے دریائے حسن

آہ میری سبز ہے مانند سرو

از بس کہ شکستہ دل ہوں غم سے

لکھتا ہوں شکستہ خط سوں نامہ

’دریائے حسن‘ کو ’دریائے حسن‘ پڑھ گئے۔ اور دوسرے شعر میں

چوں کہ خط کا مضمون تھا انھوں نے نتیجہ نکال لیا کہ کسی ’دریائے حسن‘ کے نام

یہ منظوم خط ہوگا۔

البتہ نسخہ نشان ۱۱۵ کے ص ۱۱۳ پر مخمسات کے ضمن میں حاشیہ پر

وتی کا ایک فارسی مخمس بے نقط درج ہے۔ چوں کہ یہ مخمس کسی اور نسخے

میں نہیں ملتا اس لیے وتی پر تحقیق کرنے والے حضرات کے لیے اسے

درج ذیل کیا جاتا ہے۔

دل م در طرہ او دار د آرام دل م دار د مدام آرام در دام

دل م را کاس وصل او دہد کام دل م را داد در ہر دم صد آرام

کلام لعل موہوم دل آرام

مرا ر و داد الم صد سور کردم دل مہوم را مسرور کردم

ملاں و در د دل را دور کردم سواد ملک دل معمور کردم

سوار گرم رو دار در دو کام

سرودل در رہ دل دار ہالک دل م را داد او ہر لمحہ ہالک

دل م رد کرد در راہ ہالک دلادر مسلک او کرد سالک

که او دل را دید همواره الهام
 محال آمد وصال گوهر او که سرو آمد هلاک عریض
 مراد ما، معاد ما، دیر او دل و مال و سرمه که در سر او
 مُراد او اساس اصل اسلام
 دل ما و الی لؤلؤ و لاله و داد او دلم را که در سو ا
 اگر دارم محل در رود آتا و گردارم سر او در کوه و صحرا
 دلم در دایم کامل دارد آرام
 دل آرد هر سحر رد در سر کوه دو لمح که وصال او دید رف
 سرورم رود دید در هر سر مؤ و لا هر دم مرو در طره او
 که دارد در سر هر مؤ و و صد دایم

مقدمہ

وٹی کے نام اور وطن کے متعلق عرصہ دراز سے اہل دکن اور اہل گجرات کے درمیان بحث چل رہی ہے۔ پرانے تذکرہ نگاروں میں بھی کسی نے انھیں گجراتی لکھا ہے کسی نے اورنگ آبادی اور کسی نے صرف دکنی۔ اور ابھی تک یہ فیصلہ قطعی نہیں ہو سکا ہے کہ ان کا نام واقعی کیا تھا اور وہ اورنگ آباد سے تعلق رکھتے تھے یا احمد آباد سے؟

اہل گجرات کا کہنا یہ ہے کہ وٹی کا صحیح نام محمد ولی اللہ تھا اور وطن احمد آباد (گجرات)۔ والد کا نام شریف محمد (متوفی ۱۰۷۲ھ) تھا اور وہ احمد آباد کے مشہور بزرگ صوفی خاندان شاہ وجہ الدین گجراتی (متوفی ۱۰۹۸ھ) کے بھائی شاہ نصر اللہ کے خاندان سے تھے۔ محققین گجرات کو ایک قدیم محضر پر وٹی کی مہر اور ایک قدیم تمسک نامہ (محررہ ۱۱۰۷ھ) بھی دریافت ہوا ہے جس پر وٹی اور ان کے بیٹوں کے دستخط ہیں، مہر کی عبارت یہ ہے۔

”خاک نعلین غوثی محمد ولی اللہ بن شریف محمد علویؒ“

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ متذکرہ بالا تمسک نامہ اور مہر اسی وٹی

لہ وٹی گجراتی از: ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی ص ۴۷ تا ۴۹

کی ہے جس کا یہ دیوان ہے تو پھر کوئی گنجائش ولی کے گجراتی الاصل ہونے کے متعلق باقی نہ رہ جائے گی۔

اہل دکن کی تحقیق کے متعلق ولی کا صحیح نام ولی محمد تھا اور ان کا وطن اصلی اورنگ آباد، دکن۔

صرف دکن سے بات واضح نہیں ہوتی اس لیے کہ مغلیہ دور میں گجرات کو بھی دکن میں شامل سمجھا جاتا تھا۔

اس بات پر البتہ دونوں خطوں کے حضرات متفق ہیں کہ ولی نے احمد آباد میں تعلیم پائی۔

ولی نے احمد آباد میں حضرت شاہ وجیہ الدین کی خانقاہ کے مدرسے میں شیخ نور الدین سہروردی سے اکتساب علم کیا۔ شیخ موصوف اپنے وقت کے بڑے عالم فاضل بزرگ تھے (وفات ۱۱۵۵ھ) شاعری میں ولی نے اپنے کو شاہ گلشن کا شاگرد لکھا ہے۔

شاہ گلشن کا پورا نام شیخ سعد الدین دہلوی تھا۔ یہ شاہ گل سرہندی کے مرید تھے۔ پیر کے نام کی رعایت سے شاہ گلشن کے استاد مرزا بیدل نے ان کا تخلص گلشن نجویز کیا تھا۔

۱۵ اس پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے مضمون ”ولی گجراتی“ از اختر جوناگڑھی۔ رسالہ

مصنف (علی گڑھ) شماره ۱۲ ص ۱۱۰

۱۵ اپنے رسالہ نور المعرف، کے اختتام پر ولی لکھتے ہیں۔ ”مصنف این عبارت

کہ بہمن ثنا پردازی بزرگاں بہ خطاب ولی سرفراز است و از شاگردی زبده العارفین

حضرت شاہ گلشن ممتاز“

۳۷ تذکرہ بیدل از عبد الغنی۔ ابر، اے اورینٹل کالج میگزین شماره اگست ۱۹۵۲ء

بہ

شاہ گلشن کا آبائی وطن برہان پور (گجرات) تھا۔ بعد میں ترک سکونت کر کے دلی آگئے تھے۔

قائم نے مخزن نکات میں لکھا ہے اور جس کی نقل بعد کے تمام تذکرہ نویسوں نے کی ہے کہ وئی نے ۱۱۱۲ھ میں دہلی کا سفر اپنے محبوب دوست سید ابوالمعالی کے ساتھ کیا تھا۔ اُس زمانے میں دلی کا صوبے دار محمد یار خان تھا۔ یقیناً اسی کا ذکر وئی نے اپنے اس شعر میں کیا ہے

کیوں نہ ہووے عشق سوں آباد سب ہندوستان
حسن کی دہلی کا ہے صوبہ محمد یار حناں

یہاں دہلی میں شاہ گلشن سے ضرور ملاقات ہوئی ہوگی (ملاحظہ ہو نوٹ غزل نمبر ۱۹۸۔) یہ بھی ممکن ہے کہ وئی کی ملاقات شاہ صاحب مذکور سے اس سے پیشتر بھی ہوئی ہو کیوں کہ شاہ مذکور اپنے عزیزوں سے ملنے کے لیے اکثر گجرات جاتے تھے (ملاحظہ ہو تذکرہ سرو آزاد ص ۱۹۹) بعض تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ وئی نے سورت، برہان پور کا بھی سفر کیا تھا (چنتا شعراء) اور حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ (گلشن گفتار) اغلب ہے کہ وئی نے قصیدہ در مدح بیت الحرام، آستانہ مبارک سے متاثر ہو کر لکھا ہو۔ اس قصیدے کے یہ دو شعر خاص طور پر اس خیال کی تائید کرتے ہیں

خلقت حق میں تو عرفاں کی نظر کھول کے دیکھ

ذرے ذرے کے بھتر بھیاں ہے جدا اک عالم

۱۵ زمانہ صوبے داری ۱۱۰۸ھ تا ۱۱۱۲ھ دیکھو مرآة عالم گیری

ص ۳۸۴ و ۴۶۲

آگ دوزخ کی اچھے اُس پہ قیامت میں حرام

اے وئی صدق سوں دیکھا جو کئی بیت حرم

چوں کہ وئی کے کئی قریبی اعزاد کن میں سکونت اختیار کر چکے تھے
خود اُن کے اپنے نسبتی بھائی شیخ فرید عہد عالم گیری میں اورنگ آباد
میں مقیم تھے اس لیے وئی کا قیام عرصہ تک کن میں بالخصوص اورنگ آباد
میں ضرور رہا ہوگا۔ (ملاحظہ ہو وئی گجراتی ص ۷۰) یہ بات وئی کو احمد آبادی
قیاس کر کے لکھی جا رہی ہے اور اگر وئی کو اورنگ آبادی سمجھا جائے جیسا
کہ بعض لوگوں کا ابھی تک قیاس ہے تو وئی کے سفر و سیاحت یا مختلف
جگہوں پر عارضی اقامت کے سلسلے میں احمد آباد کو بھی ضرور لکھنا ہوگا
جس کے فراق میں وئی نے ایک پُر دزد قطعہ یا قصیدہ لکھا ہے۔

پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وئی دوبارہ دلی گئے۔ ایک تو ۱۱۱۲ھ میں
اور دوسری بار ۱۱۳۲ھ میں یعنی محمد شاہ کے زمانے میں۔ یہ غلطی اس شعر
سے اور بھی تائید حاصل کرتی تھی جو آزاد نے وئی کے نام سے 'آب حیات'
میں درج کر دیا تھا۔

دل وئی کالے لیا دلی نے چھین جا کہو کوئی محمد شاہ سوں
لیکن وئی کے دیوان میں نہ یہ شعر ہے نہ محمد شاہ کا کہیں ذکر۔ یہ شعر

در اصل مضمون کا ہے اور یوں ہے
اس گدا کا دل لیا دلی نے چھین جا کہو کوئی محمد شاہ سوں
در اصل ۲۰ جلوس محمد شاہی یعنی ۱۱۳۲ھ میں وئی کا مکمل دیوان

دلی پہنچا تھا (مخزن نکات)

وئی نے ۱۱۱۹ھ میں بمقام احمد آباد انتقال کیا اور وہیں نیلی گنبد

کے قریب مزار موسیٰ سہاگ اور شاہی باغ کے درمیان اپنے جدی
 قبرستان میں مدفون ہوئے (تذکرہ مخزن شعرا ص ۲۶۸)۔
 ظہیر صاحب کا بیان ہے کہ ان کی قبر پر چینی کے ٹکڑے جڑے ہیں
 اس لیے ان کا مزار اب بھی چینی پیر کے نام سے مشہور ہے (وکی گجراتی
 ص ۸۲) محمد شاہ کے زمانے میں احمد آباد کے مفتی محمد احسن صاحب نے
 ایک قطعہ تاریخ لکھا تھا جو کتب خانہ جامع مسجد بمبئی کے ایک قلمی نسخہ
 دیوان ولی (نشان ۱۱۳۵) کے آخر میں یوں درج ہے

مطلع دیوان عشق سید ارباب دل والی ملک سخن صاحب عرفاں ولی
 سال وفاتش خرد از سر الہام گفت باد پناہ ولی ساقی کوثر علی
 یہ قطعہ ۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کو دریافت ہوا
 تھا جس کی تصدیق بعد کو احمد آباد کے ایک بزرگ سید مظفر حسین صاحب
 علوی المعروف بہ حسینی پیر صاحب کے ذاتی کتب خانے کی ایک بیاض
 سے بھی ہو گئی۔ اس میں ولی کی تاریخ وفات ۴ شعبان وقت عصر لکھی ہے۔
 ولی کے دیوان میں اُس کے اکثر اجاب کا نام ملتا ہے خصوصاً سید
 ابوالمعالی کا جن سے غیر معمولی محبت تھی اور جو ولی کے ساتھ دلی کے سفر
 میں بھی شریک تھے۔ گلشن گفتار میں ان سید ابوالمعالی کو گجرات کا

۱۵ اس تاریخ کے متعلق بھی اب شک کا اظہار کیا جانے لگا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی
 نے اپنی تصنیف "تاریخ ادب اردو" جلد اول کے ص ۵۳۵ تا ۵۳۹ پر اس
 تاریخ پر تفصیلی بحث کی ہے اور اسے صحیح نہیں مانا ہے۔ ان کے خیال میں ولی نے
 ۱۱۳۲ھ اور ۱۱۳۸ھ کے درمیان وفات پائی۔ ہاشمی

مشائخ زادہ بتایا گیا ہے۔

تراقدیکھ اے سید معالی سخن فہماں کی ہوئی ہے فکر عالی
اسی طرح شمس الدین، سراج کامل و اکمل، محمد مراد اور محمد یار خاں
کا بھی ذکر ان کے اشعار میں آیا ہے۔

ہر طرف ہے جگ میں روشن نام شمس الدین کا
چین میں ہے شور حسن کے ابروے پر چین کا

پروانہ ہو کے کیوں نہ گرے چاند چرخ سوں
فانوس دل میں شوق ترا ہے سراج آج
نام ترا وئی نے اے اکمل شوق سوں ورد صبح و شام کیا

وئی اس ماہ کامل کی حقیقت جو نہیں سمجھا
وہ ہرگز نہیں بچھا عالم میں اکمل کے معانی کو

مقصود دل ہے اس کا خیال اے وئی مجھے جیوں مجھ زباں پہ نام محمد مراد ہے
کیوں نہ ہووے عشق سوں باد سب ہندوستان

حسن کی دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خاں

اختر صاحب جو ناگدھی کی تحقیق کے مطابق شاہ سراج الدین
سراج وئی کے ہم نسب خاندانی رشتہ دار اور ہم عمر دوستوں میں سے
تھے جس غزل میں ان کا ذکر آیا ہے وہ ان کی شادی کے موقع پر
کہی گئی تھی، سراج نے بھی ۱۱۱۹ھ میں وفات پائی۔ شمس الدین نہیں
شاہ سراج کے بیٹے تھے۔ کامل اور اکمل دونوں حقیقی بھائی تھے اور وئی

۱۵ دیکھو رسالہ مصنف شمارہ ۱۲ ص ۱۳۲

۲۴

کے رشتہ دار۔ محمد مراد گجرات کا ایک فوج دار تھا اور محمد یار خاں دہلی کا صوبہ دار تھا۔ وہ ۱۱۰۸ھ سے ۱۱۱۴ھ تک دلی کا صوبہ دار رہا اور دلی اسی کے زمانہ صوبیداری میں دہلی گئے تھے۔

ولی نے اپنے ہندو دوستوں کا ذکر بھی اپنی متعدد غزلوں میں کیا ہے امرت لال، گوبند لال، کھیم داس، بنود (صحیح لفظ ونود) وغیرہ کے نام کئی جگہ آئے ہیں

دیکھا ہے جو بنود کو اکرم کے باغ میں
پہنچا ہے بوسے عشق کی اس کے دماغ میں

شمع بزم و فنا ہے امرت لال سرو باغ ادا ہے امرت لال
ہے آج خوش قد اں میں کمال گوبند لال استاد چال سرو ہے چال گوبند لال
ہے بسکہ آب درنگ جیا کھیم داس میں آتا نہیں کسی کے خیال و قیاس میں
ولی کے شاگردوں میں سے صرف اشرف، رضی اور ثنا کا پتہ اب تک چل سکا ہے۔ اشرف کا پورا نام سید محمد اشرف تھا اور گلشن گفتار میں انھیں احمد آباد کا باشندہ بتایا گیا ہے۔ (ان کے دیوان کا ایک نسخہ پروفیسر سید نجیب اشرف صاحب (مقیم بمبئی) کے کتب خانہ میں موجود تھا۔ ایک بھولانا تھ لاٹیری احمد آباد میں اور ایک انجمن ترقی اردو کی لاٹیری میں لے

نسخہ دیوان ولی محررہ سید محمد تقی ولد ابوالمعالی میں بھی ان کی دو غزلیں درج ہیں اور اسی نسخہ میں ایک جگہ حاشیے پر ان کو ولی کا شاگرد

لے اشرف مضمون از اختر جو ناگدھی، رسالہ اردو، جنوری ۱۹۴۷ء

بھی لکھا ہے۔ اشرف کی ان دو غزلوں کے مطلعے یہ ہیں:

اے شریوسف لقا درس اپس کا دکھا درس اپس کا دکھا اے شریوسف لقا
مجھ پر کرم کرنے کر شوخ توں جو رجوا جفا برسر لطف آنہ آطیش میں بہر خدا
وئی اکثر اپنی غزلیں بھی اشرف کو عنایت کر دیا کرتے تھے۔ اس

بات کی تصدیق خود اشرف کے اس شعر سے ہوتی ہے

وئی نے یو غزل اشرف کرم سوں مجکوں بخشا ہے
سو اپنے نام سوں اس کوں کیا جاری نکو پوچھو
اور یہی وجہ ہے کہ اشرف کی جو بارہ غزلیں پہلے اس کلیات وئی
میں شامل تھیں اب انھیں ضمیمہ الف میں شامل کر دیا گیا ہے۔
رضی کا پورا نام وئی گجراتی کے مصنف نے حافظ رضی الدین بتایا ہے۔
اس کی بھی دو غزلیں نسخہ دیوان وئی محررہ سید محمد تقی میں موجود ہیں جن
کے مطلعے درج ذیل ہیں۔ اندازے سے معلوم ہوتا ہے کہ رضی کی غزلیں
اشرف کی غزلوں کی ہم پایہ نہیں۔

لا کر تا ہے گان کی تعریف داغ کرتا ہے خال کی تعریف
رحم کر رحم مجھ پہ میری جان مت ہو غصہ کہا کسی کا مان
فائق نے تذکرہ مخزن شعرا میں وئی کے ایک شاگرد شیخ ثناء اللہ
کا بھی ذکر کیا ہے جو احمد آباد کے شیخ زادوں میں سے تھا۔ شفیق نے
چمنستان شعراء میں معتبر خال عمر کو اور میر حسن اور قائم کے تذکروں
میں فخری دکنی کو بھی وئی کا شاگرد بتایا گیا ہے لیکن ان لوگوں کے متعلق مزید
معلومات ابھی تک دریافت نہیں ہو سکی ہیں۔ معاصرین میں سے وئی
نے اپنے کلام میں ناصر علی سرہندی، فراقی اور آزاد کا ذکر کیا ہے۔

پڑے سن کر اچھل جیوں مصرعہ برق
(ولی) اگر مصرعہ لکھوں ناصر علی کوں

عزیز دکھنی نے اس کا جواب یوں لکھا تھا ہے
بہ اعجاز سخن گر اڑ چلے توں نہ پہنچے گا وتی ہرگز علی کوں
(تذکرہ محبوب الزمن)

فراقی وتی کا ایک ہم عصر شاعر تھا۔ معلوم ہوتا ہے وتی کی ان سے
چشمک رہتی تھی۔ مثلاً

ترے اشعار ایسے نہیں فراقی کہ جس پر رشک آوے گا وتی کوں
ایک جگہ اس کے ایک شعر کی تعریف بھی یوں کی ہے۔

وتی مصرعہ فراقی کا پڑھوں تب جب کہ وہ ظالم
کمرسوں کھینچتا خنجر چڑھاتا آستیں آوے

فراقی کا پورا شعر یہ تھا ہے

فراقی کشتہ ہوں اس آن کا جس دم کہ وہ ظالم
کمرسوں کھینچتا خنجر چڑھاتا آستیں آوے

وتی نے اپنے ایک دکھنی معاصر فقیر اللہ آزاد کا ذکر یوں کیا ہے
آزاد سوں سُنیا ہوں یو مصرع منا۔ جس سے وہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزاد کا پورا شعر یوں ہے

کوئی کسی ہی فن میں ہم ساتھ ہر نہ آیا
پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

۱۵ اسے وتی گجراتی کے مصنف نے گجراتی اور جمیل جالبی نے بیجا پوری لکھا ہے۔

(تاریخ ادب اردو جلد اول ص ۵۶)

قائم نے فراتی اور آزاد کا بھی دہلی جانا اسی زمانہ میں لکھا ہے جب
 ولی وہاں گئے تھے۔ اغلب ہے کہ یہاں ان شاعروں سے ملاقات ہوئی
 ہو۔ ولی نے ایک جگہ علی رضا کا نام اس طرح لکھا ہے۔

بعد شاہ نجف ولی اللہ پیر کامل علی رضا پایا
 ظہیر مدنی صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ شاہ علی رضا سرمنڈی
 نے گجرات میں سکونت اختیار کر لی تھی اور سلسلہ نقش بندیہ میں ارادت
 رکھتے تھے۔ دکن کے بعض امرا آپ کے مرید تھے۔ ۱۱۴۲ھ میں وفات
 پائی ممکن ہے کہ ولی شاہ مذکور سے بھی بیعت رکھتے ہوں لیکن یہ بات
 ابھی تک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی ہے۔

ولی کے معلومات علمی، ادبی اور مذہبی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔
 ان کے کلام میں آیات قرآنی اور احادیث کی طرف تلمیحیں بہت ہیں
 مذہبی علوم اور تصوف کی اصطلاحوں کا استعمال بھی ہمیشہ بر محل ہوا ہے
 اور فارسی اساتذہ کے طرز کلام سے کما حقہ واقفیت صاف ظاہر ہے
 یہ سب چیزیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ اپنے زمانے کے دینی اور
 دنیوی علوم سے ان کو پوری آگاہی تھی۔ یہی نہیں بلکہ بعض اوقات ان
 کے کلام میں علمی اصطلاحوں کی کثرت دیکھ کر یہ وہم ہونے لگتا ہے کہ متعلم
 ہونے کے علاوہ ممکن ہے ولی کا تعلق کسی مدرسہ یا مکتب سے بہ حیثیت
 معلم کے بھی رہا ہو۔ ولی کے اس قسم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جن میں
 یہ اصطلاحیں پیش کی گئی ہیں۔

۱۷ ولی گجراتی میں

اے ولی ترک کر یہ حرف دراز کہ ہے خیر الکلام قل و دل

چہرہ گل رنگ وزلف موج زن خوبی منیں

آیت جنات تجری تحتہا الانہار ہے

الہی دل اُپر دے عشق کا داغ یقیں کے نین میں سٹ کھل 'مازاغ'

اے کعبہ روکھڑا تو ہوا جیوں ادا کے ساتھ بولے مکران کہ قد قامت الصلوٰۃ

دیکھنا ہر صبح تجھ رخسار کا ہے مطالعہ و مطلع الانوار کا

کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر حرف حرف اس 'مخزن اسرار' کا

تراکھ مشرقی حسن انوری جلوہ جمالی ہے

نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے

ولی نے فارسی نثر میں ایک رسالہ 'نور المعرفت' کے نام سے بھی

لکھا تھا۔ یہ رسالہ کوئی تصوف کا رسالہ نہیں ہے جیسا کہ بعض پچھلے تذکرہ

نویسوں نے عدم واقفیت کی بنا پر تحریر کیا تھا بلکہ یہ ایک مدرسہ ہدایت

بخش، نامی کی تعریف میں ہے جو ۱۱۱۱ھ میں مولانا نور الدین صدیقی کے

شاگرد اور مرید محمد اکرم الدین مخاطب بہ شیخ الاسلام خاں صدر صوبہ نے

اپنے استاد کے لیے احمد آباد میں تعمیر کرایا تھا۔ اس رسالے میں ولی نے

مدرسہ کی تعریف کے علاوہ مولانا نور الدین صدیقی اور ان کے صاحبزادے

کی مدح بھی لکھی ہے۔ اس رسالے کو ظہیر الدین مدنی صاحب نے اردو

ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی سے کئی سال ہوئے شائع کرایا تھا۔ اس

رسالے سے بھی ولی کی انشا پر دازی اور علوم متداولہ میں اس کی

دست رس کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ ہر چند کہ اس رسالے کا کوئی نسخہ

۱۲۷۰ھ سے پہلے کا دست یاب نہیں ہوا لیکن داخلی شہادت کی بنا پر

قیاس کہتا ہے کہ یہ وئی ہی کا تصنیف کردہ ہوگا۔

غرض کہ وئی کے کلام اور ان کے اس رسالے کی داخلی شہادتوں
نیز ان کے کلام کی پختگی سے کوئی بات ایسی ظاہر نہیں ہوتی جس سے متعارف
علوم و فنون سے ان کی کم واقفیت کا پتا چلتا ہو۔ بعض جگہ بعض الفاظ
کے ناموزوں ہونے کا دھوکا البتہ ہوتا ہے لیکن اس زمانے کے طرز کلام
اسلوب کتابت اور جوازاات شعری کو اگر ذہن میں رکھیے تو یہ غلط فہمی
بھی دور ہو جاتی ہے۔

وئی کی شاعری

شاعر کی حیثیت سے وئی کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ انھوں نے نہ صرف
اپنے دور کے تمام ادبی و فکری معیاروں کو اپنی شاعری میں سمویا بلکہ بیان
کی لذت اور زبان کی تعمیر کا اعجاز بھی دکھا دیا اور اسی میں وئی کی کرامت
کا راز مضمر ہے۔

تصوف اس زمانے کی فکری اور اخلاقی بلندی کا معیار تھا۔
وحدت الوجود کا عقیدہ، جذب، سلوک اور معرفت کے لیے واحد بنیاد
کی حیثیت رکھتا تھا، لیاقت، علمیت، بلند مذاقی اور بلند نظری سب میں
یہی صوفیانہ طریق رچا ہوا تھا وئی کے بعد بھی تیرھویں صدی ہجری تک
یعنی میر و سودا کے آخری عہد تک یہی نظریہ مذہب، اخلاق اور شعور

۱۷ اہل دکن اسے شاعر وئی کی تصنیف نہیں مانتے دیکھو دکنی ادب کی تاریخ

از ڈاکٹر زور۔ ص ۱۱۷

ادب میں ہندو اور مسلمان دونوں قوموں میں بڑی وسعت کے ساتھ رائج تھا۔ چنانچہ وئی نے بھی اس مسلک کو نہ صرف اپنی زندگی میں برتا بلکہ اپنی شاعری میں بھی اس خوبی سے اظہار کیا کہ ان سے پہلے کسی نے اردو میں اتنی کامیابی سے نہیں برتا تھا۔ چوں کہ وحدت الوجود کے نظریے کے مطابق صرف ذات باری ہی کا وجود حقیقی سمجھا جاتا ہے اور ماسوا اللہ کا وجود محض ذہنی اور اعتباری ہے اس لیے دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کی بے اعتباری وغیرہ کے مضامین وئی کے ہاں بھی بہت خوبی اور ایک جذبے کے ساتھ بندھے ملتے ہیں۔

تصوف میں قرب الہی کا واحد ذریعہ عشق ہے اس لیے اُس زمانے میں عشق کا چلن عام ملتا ہے۔ عشق ہی کے مسلک کی تعلیم دی جاتی تھی، تہذیب نفس اور تزکیہ قلب کا ذریعہ عشق ہی کو سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے پورا قدیم تمدن ہم کو اس رنگ میں رنگا اور تربیت یافتہ نظر آتا ہے۔ وئی وسیع دل و دماغ کے آدمی تھے اس لیے جہاں انھوں نے دنیا کے کاروبار پر بڑی گہری نظر ڈالی ہے وہاں حسن و عشق کے معاملات میں بھی بڑے سوز و گداز سے کام لیا ہے اور اپنے فن کو بڑی خوبی اور کامیابی سے نبھایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میر جیسا نازک دماغ نقاد بھی وئی کی مدح سرائی کیے بغیر نہ رہ سکا۔

واقف نہیں ہم یوں ہی کچھ ریختہ گوئی کے

معشوق جو تھا اپنا باشندہ دکن کا تھا (میر)

تصوف بھی عجب طریق نظر ہے۔ ایک طرف تو اس میں تخیل

ادراک دل اور دماغ سب کو رومان انگیز تسلی ہوتی تھی۔ ہر حقیقت

میں حسن ہی نظر آتا تھا۔ دوسری طرف اس کے ساتھ ہی فن جمالیات یا مذاق و معیار کی بھی تربیت ہوتی تھی۔ بصارت اور بصیرت دونوں کو فرو تنسیم کی موجوں میں ڈوبے رہتے تھے۔ اس لیے ایک طرف تو مضامین میں دل گداز آجاتی تھی، دوسری طرف فن شاعری پر بھی آب درنگ چڑھ جاتا تھا ظاہر و باطن، لفظ و معنی میں جب ایک سلیقہ آجاتا ہے تو وہی ادب کلاسیکل ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ولی کے ہاں کلاسیکل ادب کی پوری شان ملتی ہے۔ نختگی اور قادر الکلامی ان کے ہاں اس قدر موجود ہے کہ ہم ان کے کسی شعر کو ٹکسال باہر نہیں کہہ سکتے۔

تصوف کے مسلک میں چوں کہ نظر اندر کی طرف رہتی ہے اس لیے ہمیشہ جزو میں کل، قطرے میں دریا اور دل کے آئینے میں دنیا کا تماشا دیکھا جاتا ہے اور اسی لیے ایسی شاعری ہمیشہ داخلی ہوا کرتی ہے۔ ولی کو اپنی دلی کیفیات کے مطالعہ اور ان کے اظہار کے علاوہ فرست ہی نہ تھی کہ وہ باہر کی دنیا کو دیکھیں۔ اگر کبھی ان کی نظر خارجی دنیا کو دیکھتی بھی ہے تو وہاں بھی انھیں حسن ہی نظر آتا ہے۔ خواہ وہ گوبند لال ہوں یا امرت لال یا ابوالمعالی یا گجرات و سورت کے نازنین۔ اور یہی وجہ ہے کہ غزل ان کا اپنا اصلی میدان ہے، احساسات اور واردات کی دنیا ان کی اپنی دنیا ہے۔ ویسے کہنے کو تو انھوں نے ہر صنف سخن میں شاعری کی ہے۔

موضوع اور طریقہ اظہار کے باب میں ولی کو کوئی خاص اجتہاد نہیں کرنا پڑا۔ اساتذہ فارسی کا کلام ان کے پیش نظر تھا۔ سخن آفرینی

کے تمام معیار، فکر و نظر کا پورا مذاق اور طرز ادا کے تمام اسلوب انھیں
 بہ آسانی مستعار مل گئے۔ بعض جگہ خسرو، سعدی، حافظ و نظیری وغیرہ
 مشہور اساتذہ کی غزلوں پر غزلیں لکھی ہیں بلکہ کہیں کہیں ایک آدھ
 شعر کا ترجمہ بھی کر دیا ہے۔

دلی کو ان کو برتنے میں کامیابی البتہ اس لیے ہوئی کہ خود صوفی

لہ مثلاً

تو چناں گرفتہ ای جاں بہ میان جان شیریں
 نہ توں ترا دو جاں را زہم امتیاز کردن
 (نظیری)

ایسا بسا ہے آکر تیرا خیال جیو میں
 مشکل ہے جیوسوں تجکوں اب امتیاز کرناں
 (دلی)

تحقیق حال ما زنگہ می توں نمود
 حرفے ز حال خویش بہ سیمانوشته ایم
 (نظیری)

پتیم نے قدم رنجہ کیا میری طرف آج
 یہ نقش قدم صفحہ سیمایہ لکھا ہوں
 (دلی)

از سر بالین من بر خیز اے ناداں طبیب
 درد مند عشق را دار و بجز دیدار نیست
 (خسرو)

مجھ درد پر دوا نہ کرو تم حکیم کا بن وصل نہیں علاج برہ کے سقیم کا
 جان زتن بردی و در جانی ہنوز (خسرو) درد ہا دادی و در مانی ہنوز
 تو ہے رشک ماہ کنعانی ہنوز تجھ کوں ہے خواباں میں سلطانی ہنوز
 (دلی)

صافی اور صاحب دل کھے۔ اکتساب ہنر میں اس جذب اندروں
کی بدولت انھیں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔

جو دوسروں کے ہاں قال تھا ان کے ہاں حال تھا۔ البتہ انھوں
نے اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ تشبیہ و استعارہ و تلمیحات میں اور زبان
میں ہندی عنصر کو نہیں بھولے ہیں۔

کبھی کبھی تو معشوق کی رعایت سے افعال بھی مونث برت جاتے
ہیں۔ صنائع بدائع کا استعمال اس زمانے کے مذاق کے مطابق بہت
ہے لیکن یہ صنائع و بدائع کے لیے شاعری نہیں کرتے اور کوشش
کرتے ہیں کہ ان کا استعمال آمد کے سلسلے میں معلوم ہو۔ صاحب کسب
ہیں اس لیے بعض غزلوں میں مضمون مسلبل بھی مل جاتا ہے۔ طبیعت
میں ترنم ہو اور زبان میں لوج تو چھوٹی بھر کی غزلیں سادہ ہونے
کے باوجود بڑا لطف اور مزہ دے جاتی ہیں۔

لہ مثلاً گنگارواں کیا ہوں اپس کے نین سستی
آ اے صنم شتاب ہے روز نہان آج
زلف تیری ہے موج جمناس کی
پاس تیل اُس کے جیوں سناسی ہے
اے صنم تجھ جسیں اُپر یہ حناں
ہندوے ہر دوار باسی ہے
ولی تجھ زلف کی گر سحر سازی کا بیاں بولے
چلے پاتال سوں باسک سوچ و تاب سوں ٹھکر
وغیرہ وغیرہ

ولی کے یہاں آپ کو ان تمام خوبیوں کے خوش ناموں نے نظر آئیں گے
مثال کے طور پر آپ ان غزلوں کا مطالعہ خصوصیت سے فرمائیں جن
کے مطالعے درج ذیل ہیں تو یہ سب باتیں واضح ہو جائیں گی۔

عشق میں لازم ہے اول ذات کو فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یاد یزدانی کرے
عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا
بغیر از دیدہ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا
شغل بہتر ہے عشق بازی کا کیا حقیقی و کیا مجازی کا
مت غصہ کے شعلے سوں جلتے کوں جلاتی جا
ٹک مہر کے پانی سوں توں آگ بجھاتی جا
کیا مجھ عشق نے ظالم کوں آب آہستہ آہستہ
کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ
مفلسی سب بہار کھوتی ہے مرد کا اعتبار کھوتی ہے
جسے عشق کا تیر کاری لگے اُسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے
ولی کا اثر

ولی کی شخصیت اور ان کے کلام کی اہمیت اس طرح اور بڑھ جاتی
ہے کہ انھوں نے اردو شعر و شاعری پر بہت زیادہ اثرات چھوڑے
ہیں اتنے زیادہ کہ ان کی حیثیت تاریخی ہو گئی ہے۔ مغلوں کے بڑھتے
ہوئے اثرات عالمگیر کے قیام اور رنگ آباد اور خصوصاً ۱۰۹۸ھ میں
فتح گو لکنڈہ کے باعث شمالی ہند کی زبان بہت کچھ دکن و گجرات میں

راج ہو گئی تھی وئی سے پیشتر کی دکنی یا گجراتی شاعری اور غزلیات میں نہ وہ زبان عام طور پر ملتی ہے جسے شمالی ہند اور جنوبی ہند دونوں جگہ کے شعراء وادبا مستند مان لیتے اور نہ تصوف اور تغزل کا وہ کامیاب امتزاج جو اس زمانے کا خاص مسلک تھا۔ چنانچہ وئی کا کلام گویا زبان اور خیالات کے اظہار کا وہ آخری نقطہ ارتقا تھا جسے تاریخ عرصہ سے طے کر رہی تھی۔

یہ صحیح ہے کہ دکن میں غزل گوئی بہت پہلے سے موجود تھی، وجہی غواصی، نصرتی، شوقی، ہاشمی اور سلطان قلی قطب شاہ وغیرہ کی غزلیں بہت دستیاب ہوئی ہیں لیکن ان کی زبان دکنی زیادہ ہے اردو کم۔ اس لیے ان میں وہ لطافت نہ آسکی جو وئی کے ہاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اور جس کی وجہ سے وئی ہر دو جگہ مقبول ہو گئے۔ وئی کے کلام میں ایسے اشعار کی تعداد زیادہ ہے جو آج کل کی مروجہ زبان میں ہیں یا جن میں سے ایک دو لفظوں کی تبدیلی سے موجودہ زبان بن سکتی ہے۔ خالص بھٹیٹ دکنی یا گجراتی زبان کا استعمال ابتدائی چند غزلوں کے علاوہ کہیں زیادہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وئی سے پہلے دکن میں نظموں پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ وئی کے عہد میں محض غزلوں کے دیوان تیار کیے گئے۔ اس لحاظ سے بھی وئی کا اثر دکن کی شاعری پر مسلم ہے۔

شمالی ہند میں تو وئی مشعلِ ہدایت ہی بن کر آئے۔ ان سے پہلے بھی دکنی شعراء کی غزلیں یہاں آیا کرتی تھیں لیکن زبان کی ناانوذ کے باعث کبھی مقبول نہ ہو سکیں۔ وئی جب پہلے پہل ۱۱۱۲ھ میں

ابوالمعالی اور دو ایک اور ساتھیوں کے ساتھ دہلی تشریف لائے۔ یہاں وہی فارسی گوئی کا چرچا تھا۔ بیدل، خان آرزو، سعد اللہ گلشن، فراق، ندیم، و داد، فطرت وغیرہ فارسی ہی میں غزلیں کہتے تھے اور شعر و سخن کی محفلیں گرم کرتے تھے۔ ارباب نشاط شاہانہ مجلسوں میں اور قوال، درویشوں کی سماع کی محفلوں میں حافظ، سعدی، خسر و اور دیگر شعراے فارسی خصوصاً شعراے متاخرین کے کلام سے کام لیا کرتے تھے۔ لیکن اردو زبان بن چکی تھی۔ اس میں صلاحیت اظہار کا کامیاب مظاہرہ البتہ ابھی تک کسی سے نہ ہو سکا تھا۔ جعفر زٹی، اٹل بلگرامی، یا خواجہ عطا بانکہ وغیرہ محض ظرافت کی خاطر فارسی اور ہندی کا بے تکاپو نڈلگا لیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی یہ پیوند کاری سنجیدگی سے بھی کی جاتی تھی لیکن بڑے پھوٹپھوٹ سے۔ کبھی اس میں افعال اور کبھی حروف ربط فارسی کے لائے جاتے تھے۔ کبھی ایک مصرع فارسی کا ہوتا ایک ہندی کا، کبھی آدھا مصرع فارسی میں آدھا ہندی میں غرض کہ عجب شتر گریگی کا عالم تھا اس لیے اس کا چلن عام نہ ہو سکا۔ میر تو اس قسم کے ریختہ گوئی کو قبیح کہتے تھے یہ دلی نے جب اپنی غزلیں اس زبان میں سنائیں جو عوام اور خواص

۱۔ میر کی عبارت یہ ہے ”بداں کہ ریختہ بر چندیں قسم است...“
 اول آن کہ یک مصرع فارسی و یک ہندی... دوم آن کہ نصف
 مصرع ہندی و نصف فارسی... سوم آن کہ حرف و فعل پارسی
 بہ کاری برند و این قبیح است (نکات الشعراء ص ۱۷۹)

سب میں آسانی سے سمجھی اور بولی جاتی تھی اور پھر اُس میں قادر الکلامی اور پختگی کی وہی شان دکھائی جو فارسی شعراء کے ہاں ملتی تھی اور جس کے خواص گرویدہ تھے یعنی وہی تصوف کی لطیف موشگافی، وہی عشق کی دل گدازی اور پھر اس کے ساتھ ساتھ صنائع و بدائع کا بھی اعلیٰ فن کارانہ استعمال جو مستند شعرائے فارسی کے ہاں پایا جاتا تھا تو اس نے شمالی ہند کے شعر و ادب اور موسیقی کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ ارباب نشاط اور قوالوں کو محفلیں گرم کرنے کا ایک بہت اچھا ساز ہاتھ آیا۔ دلی کی گلیوں میں مشکل ہندی گیتوں اور راگوں کے بجائے اردو کے عام فہم نغمے گونجنے لگے۔ عوام کے مذاق ترمیم میں ایک نئے رفیشن نے جنم لیا۔ خواص میں یہ اثر پیدا ہوا کہ اردو میں غزل گوئی فوراً شروع ہو گئی اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ اب اس زبان میں بھی اعلیٰ شاعری پیش ہو سکتی ہے دیوان بھی تیار کیے جاسکتے ہیں، وہ موزوں طبیعتیں جو فارسی میں زیادہ صلاحیت نہ رکھنے کے باعث گرفتہ دل رہتی تھیں آزادی اور مسرت کے ساتھ اس زبان میں نغمہ سنجی کرنے لگیں۔ دیوان بننے لگے اور اردو شعر و شاعری کا رواج عام ہو گیا۔ بلکہ دریا کا یہ بند اس زور شور سے ٹوٹا کہ بہت سے

۱۔ یہاں حاتم نے اپنے دیوان زادہ میں وئی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ لائق ذکر ہے۔

”خوشہ چیں خرم سخن و رانِ عالم بہ صورت محتاج، بہ معنی حاتم کہ از ۱۱۲۹ھ تا ۱۱۶۹ھ کہ چہل سال باشد عمر دریں فن صرف کردہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بوڑھے مشاق فارسی گو شعرا بھی اردو شاعری کی اس بڑھتی ہوئی قدر و منزلت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انھوں نے بھی بطور 'تفنن' اس مست نوخیز کو منہ لگانا شروع کر دیا۔

گویا شمالی ہند میں عموماً اور دہلی میں خصوصاً اردو غزل گوئی کا رواج و تلی ہی کی بدولت شروع ہوا۔ اس سے پیشتر شمالی ہند میں اردو نظم تو شاذ نظر آجاتی ہے لیکن غزل گوئی کہیں نہیں ملتی۔ یہ و تلی ہی کی کرا مت تھی کہ غزل گو یوں کا ایک طبقہ پہلے پہل دہلی میں پیدا ہوا۔ حاتم، آبرو، مضمون، شاکر، احسن، یکرنگ وغیرہ اس طبقے کے خاص شاعروں میں سے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے ایک غلطی یہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) و در شعر فارسی پیر و مرزا صاحب دور ریختہ ولی را استاد می داند۔ اول کسی کہ درین فن دیوان ترتیب نموده او بود۔
اسی طرح قائم کا بھی بیان ہے۔ وہ لکھتا ہے:

”بالجملہ بہمین تفول زبان ایساں سخن این بابا چناں قبول یافت کہ ہر بیت دیوانش روشن تر از مطلع آفتاب گردیدہ و ریختہ راقسے بہ فصاحت و بلاغت می گفت کہ اکثر استادان آن وقت زراہ ہوش ریختہ موزوں می نمودند“
لہ وکی کی غزلوں پر غزلیں متعدد شاعروں نے لکھیں۔ بہتوں نے دیوان بھی تیار کیے ہوں گے لیکن تذکروں سے صرف ایسے چند شعرا کا نام ہم تک پہنچ سکا ہے۔ اسی طرح کے ایک عالم اور شاعر فائز دہلوی تھے جن کا کلیات انجمن سے چھپ چکا ہے۔ اسی طرح کے ایک شاعر منعم تھے جن کا دیوان ۱۹۴۴ء میں نے دہلی میں دیکھا تھا اس کا قضیہ معارف ۱۹۴۲ء و ۱۹۴۵ء (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کہ اپنی شاعری کی بنیاد ایہام پر رکھی۔ ان کا خیال تھا کہ عام طور پر صنائع و بدائع اور خاص کہ ایہام گوئی کا التزام ہی مستند اور نچتہ شاعری کی دلیل ہے۔ اُس زمانے میں ہندی کے دوہوں کی بدولت ایہام گوئی کا چلن اس قدر عام ہو گیا تھا کہ ہندوستانی فارسی گو شعرا کے کلام میں بھی یہ صنعت کثرت سے استعمال ہونے لگی تھی۔ اسی لیے وٹی کی قادر الکلامی کار از بہت کچھ ان کی اسی قسم کی صلاحیت میں مضمحل سمجھا گیا۔ یہ صحیح ہے کہ وٹی کے یہاں دوسرے صنائع کے ساتھ یہ صنعت بھی کہیں کہیں استعمال میں لائی گئی ہے۔ مثلاً

مذہب عشق میں تری صورت دیکھنا ہم کو فرض عین ہوا

زہرہ جبینا خلق کے آدیں برنگ مشتری

گرناز سوں بازار میں نکلے دو ماہ مہرباں
خودی سے اولاً خالی ہواے دل اگر اس شمع روشن کی لگن ہے
ہے نقش کناری کا ترے جامے کے اوپر دامن کو ترے ہاتھ لگا کون سکے گا
لیکن ان لوگوں کا وٹی کی عظمت اور قادر الکلامی کار از اسی میں
مضمحل سمجھ لینا یقیناً غلطی تھی۔ اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے
کے رواج سے متاثر ہو کر اُس کی رو میں بہہ گئے اور اسی لیے
انہوں نے وٹی کے کلام کی شہرت کا باعث بھی اس قسم کے صنائع

۱۵ (بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کے پرچوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اب تو یہ دیوان
بھی تلف ہو گیا ہوگا۔ اسی طرح ایک بتلا کا دیوان ہے جو قلمی ہے اور لکھنؤ
یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ ہاشمی

اور بدائع کے استعمال کو سمجھا۔

ہاں، تو میں کہہ رہا تھا کہ وئی کی تقلید میں دہلی اور شمالی ہند کے اکثر شاعروں نے اپنے دیوان تیار کرنے شروع کیے۔ اس کی غزلوں پر غزلیں بھی کہیں اس کی متعدد زمینیں بھی اختیار کیں۔ وئی عموماً اپنی زمینیں بہت اچھی انتخاب کرتے ہیں۔ وئی کے مقلد شعرا کی چند کوششیں ملاحظہ ہوں۔ طوالت کے خوف سے یہاں ہر شاعر کی غزل کے مطلع ہی درج کیے جاتے ہیں۔ پوری غزلیں دیوانوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

وئی: روح بخشی ہے کام تجھ لب کا	دم عیسیٰ ہے نام تجھ لب کا
آبرو: مست دل ہے مدام تجھ لب کا	جام صہبیا ہے نام تجھ لب کا
وئی: شغل بہتر ہے عشق بازی کا	کیا حقیقتی و کیا مجبازی کا
آبرو: جو کہ محرم ہے عشق بازی کا	دل سے عاشق ہے جاں گدازی کا
وئی: مکھ تر آفتاب محشر ہے	شور اس کا جہاں میں گھر گھر ہے
حاتم: یار کا مجھ کو اس سبب ڈر ہے	شوخی ظالم ہے اور ستم گر ہے
وئی: ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے	

غمزہ خوں خوار ظالم بر سر بیداد ہے

حاتم: کالموں میں یہ سخن مدت سے مجھ کو یاد ہے

جگ میں بے محبوب جینا زندگی برباد ہے

وئی: کیا ہو سکے جہاں میں ترا ہر آفتاب
تجھ حسن کی اگن کا ہے یک اختر آفتاب

میر: منہ دھونے اس کے آتا تو ہے اکثر آفتاب

کھاوے گا آفتاب کوئی خود سر آفتاب

دلی: جسے عشق کا تیر کاری لگے اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے
 فائز: تری گالی مجھ دل کو پیاری لگے دعا میری تجھ من میں بھاری لگے
 دلی: خوب رو خوب کام کرتے ہیں یک نگہ میں غلام کرتے ہیں
 فائز: جب سچیلے خرام کرتے ہیں ہر طرف قتل عام کرتے ہیں
 دلی میں ان شعری و ادبی اثرات کے علاوہ دلی کی اپنی ایک
 خاص روش بھی تھی۔ اور یہ وہی روش تھی جس کا اس عہد کا تمدن
 آئینہ دار تھا۔ تصوف نے ممکن ہے سوسائٹی میں امر د کا ایک طبقہ
 پیدا کر دیا ہو۔ لیکن شعر و ادب میں اس نے پاک بینی کو قائم رکھا
 دلی کے کلام میں ہندی کی گھلاوٹ اور رس بھی ہے اور فارسی کی
 شیرینی اور پختگی کے ساتھ ساتھ قادر الکلامی بھی لیکن صوفیانہ پاک نظری
 کی بھی خاص روش تھی۔ عشق و عاشقی کے یہی منزه طریقے تھے جس
 کے باعث میر، قائم، آبرو وغیر دلی کے طرز کو سراہتے رہے۔ یہ
 سنت عرصے تک قائم رہی یعنی جب تک دلی برباد نہیں ہوئی۔ دلی
 کا یہ تمدن برقرار رہا۔ خان آرزو، مظہر، میر، سودا، درد، قائم اور
 اثر وغیرہ کے زمانے یعنی پوری بارہویں صدی ہجری تک دلی کی اس
 روش کی تقلید برقرار رہی لیکن جب دہلی تباہ ہو گئی اور شعر و شاعری
 کا مرکز لکھنؤ میں منتقل ہو گیا۔ تو یہیں سے وہ دور ختم ہو جاتا ہے جسے
 دلی کی روایت یا روش کہہ سکتے ہیں۔ انشائاً و جراتاً کا زمانہ

اے اس سلسلے میں 'دلی بارہویں صدی ہجری میں' از نواب درگاہ
 قلی سالار جنگ ملاحظہ فرمائیے۔

وہ پہلا دور تھا جس نے اس طہارت کو توڑا اور اپنے جذبات کی رو
میں بے وضو ہو گئے۔

لیکن وہی کا اثر محض تاریخی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس کے کلام میں
ایسے گل بھی ہیں جو باوجود زبان کی غرابت کے ہمیشہ شگفتہ و شاداب
رہیں گے۔ مثلاً

جسے عشق کا تیرکاری لگے اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

خوب رو خوب کام کرتے ہیں یک نگہ میں غلام کرتے ہیں
کھولتے ہیں جب اپنی زلفاں کوں صبح عاشق کو شام کرتے ہیں

مفلسی سب بہار کھوتی ہے مرد کا اعتبار کھوتی ہے
کیوں کے ملنا صنم کا ترک کروں دل بری اختیار کھوتی ہے

دل کو گر مرتبہ ہو درپن کا مفت ہے دیکھنا سری جن کا

گر ہوا ہے طالب آزادی بند مت ہو سچے وز تار کا

مسند گل منزلِ شبنم ہوئی دیکھ رتبہ دیدہ بیدار کا

ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں جنت سے بہار کیوں کے جاوے

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گلِ روسوں
خطاب آہستہ آہستہ ، جواب آہستہ آہستہ

عشق کے راہ کے مسافر کوں ہر قدم تجھ گلی میں منزل ہے

راہ مضمون تازہ بند نہیں تا قیامت کھلا ہے باب سخن

لذت معنی نہیں کچھ لذت صورت سوں کم
حرف با معنی ہے جیسے بوسہِ خواہاں لذیذ

ولی کی زبان

(از ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم)

زبان ہمیشہ بدلتی رہتی ہے لفظوں کی جو صورتیں، جو ترکیبیں آج سے سو پچاس برس اُدھر عام تھیں، آج ان میں سے بہت سی ایسی ہیں کہ اس زمانے کے لوگ ان سے واقف تک نہیں۔ اسی طرح جو آج رائج ہیں، نہیں کہا جاسکتا، ان میں سے کون کون سی آگے چل کے سراسر ترک ہو جائیں گی، کن کن کی شکل بدل جائے گی، کیا کیا محاورے اور لفظ نئے پیدا ہو جائیں گے۔ زبان کی یہ بدلتے رہنے کی صلاحیت اس کی زندگی کی علامت ہے۔ جو زبان اس صلاحیت کو کھو بیٹھی ہو، اس کا مردہ ہو جانا ایسا ہی یقینی ہے جیسے سورج ڈوب جانے پر رات کا آجانا۔ زبان جوں جوں بدلتی جاتی ہے، اُس کی صحت اور فصاحت کے معیار میں ترمیم ہوتی جاتی ہے۔ اس لیے واجب ہے کہ جو نظم یا نثر ہمارے سامنے ہو اُسے ہم اُسی زمانے کی زبان اور صحت و فصاحت کے معیار سے جانچیں پرکھیں جس زمانے میں وہ نظم یا نثر وجود میں آئی ہو۔ جو نقاد اس چودھویں صدی کی زبان کو بنا قرار دے کے بارہویں یا تیرہویں صدی کے شاعروں کی زبان کو غلط یا غیر فصیح کہہ بیٹھتے ہیں وہ ایسی بنیادی غلطی کرتے ہیں کہ ان کی تحقیق کی دیوار تریا

محمد تغلق کا دور آیا اور پائے تخت ہی دلی سے اٹھا کر دیوگیر پہنچا دیا گیا۔
 دلی شہر کے بسے والوں کو حکم ہوا کہ سب کے سب دیوگیر جا بسیں۔ دیوگیر
 کا نام دولت آباد رکھا گیا اور ایک بڑا بارونق شہر وہاں آباد ہو گیا۔ دلی سے
 لاکھوں آدمی وہاں پہنچ کر بس گیا اور علاوہ معمولی لوگوں کے وزیروں اور
 سپہ سالاروں، عالموں اور شاعروں، کاریگروں اور مہنروں کا
 دولت آباد میں جگھٹا ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اُس زمانے میں دولت آباد
 ایک چھوٹی دلی بن گیا ہو گا اور وہاں کی زبان وہی ہو گئی ہو گی جو اُس
 وقت میں دلی اور اس کے اطراف میں بولی جاتی تھی۔ یہ بات تو دکن
 کے کسی اور خطے کو حاصل نہیں ہوئی، پر اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ
 اس نئی زبان کا اثر دکن کے اور حصوں تک کچھ نہ کچھ پہنچا ہو گا۔ محمد تغلق
 کے بعد حسن بہمنی نے دکن میں سلطنت جمائی تو گلبرگے کو پائے تخت بنایا۔
 بہمنیوں کو تلنگانے، بیجانگر اور کرناٹک میں بڑی فتوحات ہوئیں اور ۱۳۹۷ء
 میں گولکنڈا بھی فتح ہو گیا۔ ان سب جگہوں میں دلی کی زبان نے کچھ نہ کچھ
 رواج پایا مگر وہ صورت نہیں ہو سکتی تھی جو دولت آباد اور اس کے پڑوس
 میں تھی۔ ۸۱۵ھ میں سید محمد گیسو دراز گلبرگے پہنچتے ہیں اور تھوڑے
 ہی زمانے میں صوفیوں کا اثر سارے دکن میں پھیل جاتا ہے۔ اس طرح
 دلی کی زبان نے دکن میں بہت رواج پایا مگر دراوڑی زبانوں کے علاوہ
 میں جو دولت آباد سے دور تھے، اس پر دلیسی زبان نے کچھ نہ کچھ اثر
 دراوڑی زبانوں کا ضرور قبول کیا۔ چنانچہ آج بھی مدراس کے علاقے

۱۷ یہ زبان خود دلی میں کہیں اور سے آئی تھی، مگر اس سے یہاں سے بحث نہیں

میں جوار دو بولی جاتی ہے اس میں تامل کا موسیقی لہجہ موجود ہے جوار کہیں کی اردو میں نہیں پایا جاتا۔ کچھ فرق زبان یا لہجے میں ہو جانا اس لیے بھی ضرور تھا کہ یہ لوگ اپنے اصلی مرکز سے دور جا پڑے تھے۔ دہلی کی آب و ہوا اور دراوڑی ملک کی آب و ہوا میں بھی بڑا تفاوت تھا۔ یہ خلافت اس کے دکن کا شمال مغربی حصہ، جس میں دولت آباد واقع ہے، مرٹھ ڈاڑی ملک تھا، اور صدیوں پہلے سے جو زبان بولی جاتی تھی وہ بھی مثل ہندوستانی کے ایک آریائی زبان تھی جسے شمالی ہند کی بولیوں سے گہرا تعلق تھا پھر، دکن کے اور مقاموں کے مقابلے میں دولت آباد دلی سے زیادہ قریب بھی تھا اور شمالی ہند سے اس کے تعلقات آئے دن تازہ ہوتے رہتے تھے، یہاں کی آب و ہوا بھی اتنی مختلف نہ تھی جتنی دراوڑی علاقوں کی۔ علاوہ مرٹھ زبان کے گجراتی زبان کا بھی جو ایک دوسری آریائی زبان تھی، کسی قدر اثر پڑا۔

ان حالات کو ذرا غور کی نگاہ سے دیکھیے تو یہ بات صاف دکھائی دینے لگتی ہے کہ دسویں صدی ہجری کے آخر تک دکن میں ہندوستانی زبان کی دو صورتیں ہو گئی تھیں، ایک وہ جو دولت آباد کے علاقے سے باہر دکن کے دراوڑی علاقوں میں رائج تھی اور جسے دلی کی زبان کے ساتھ تعلقات کو تازہ کرنے کے موقع بہت کم ملے اور جس میں ایک طرف گول کنڈے کے قطب شاہیوں اور دوسری طرف صوفیوں نے

لے پھر بھی "دکنی" زبان نے، خاص کر حیدرآبادی دکنی نے بہت کم دراوڑی اثر قبول کیا اور اس کے اسباب تھے۔

ایک خاص دکنی ادب پیدا کر دیا تھا۔ دوسری صورت زبان کی وہ صورت تھی جو دولت آباد اور اس کے نواح میں رائج تھی۔ گیارہویں صدی کے آغاز میں مغلوں نے دکن کا رخ کیا اور اس کا اثر تیزی سے بڑھتا گیا۔ انھوں نے بھی اپنا مرکز دولت آباد ہی کو بنایا اور اورنگ زیب نے دولت آباد سے چند میل ہٹ کر اورنگ آباد بسایا۔ شاہ جہاں، اور اورنگ زیب کے زمانے میں لوگ دلی سے جوق جوق اورنگ آباد آئے اور اپنے ساتھ دلی کی اردوے معلا لائے، جس نے دولت آبادی علاقے کی زبان کو تازگی بخشی اور دلی کی نئی زبان کو اورنگ آبادیوں نے شوق سے اختیار کیا، جس پر وہ آج تک فخر کرتے ہیں۔ یہی وہ زبان ہے جسے ہم دلی کے کلام میں پاتے ہیں اور سوا چند بہت خفیف اختلافات کے، یہ وہی زبان ہے جو دلی کے زمانے میں دلی میں بولی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا دیوان دلی پہنچا تو دلی والوں نے اُسے سر آنکھوں پر رکھا، شاعروں نے اس کی غزلوں پر غزلیں کہیں، اور زبان دانوں نے اس کے کلام کو سند پکڑا۔ اگر اس کے دیوان میں کہیں دو چار لفظ دلی کی

۱۵ دونوں شہروں میں ۱۴ میل کا فصل ہے، مگر یہ اُس وقت کہ جب اس کا رقبہ بہت گھٹ گیا ہے۔ فرانسیسی سیاحتی ورثینز صرف ۴ کوس یا ۸ میل کا فصل بتاتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ اورنگ زیب کے زمانے میں یہ دونوں شہراتنے پھیلے ہوئے تھے کہ دونوں کے بیچ صرف ۸ میل کا فصل تھا۔
۱۶ یہ ایک اور وجہ اورنگ آباد کی زبان اور باقی دکن کی زبان میں فرق ہو جانے کی ہوئی۔ اس کی تجدید ہو گئی اور اُس نے پرانی صورت کو محفوظ رکھا۔

اُس وقت کی زبان سے مختلف پائے ہوں گے، تو اُن کو چاہے شاعر کا اختراع جانا ہو، چاہے اس کی زبان کا پُرانا پن یا دکنیت، پر اُسے عیب نہیں مانا۔ آج بھی کہ دلی کا تعلق چھوٹے ڈیڑھ دو سو برس ہو چکے اور ننگ آباد کی زبان کو دلی کی زبان سے بہت مناسبت باقی ہے اور دکن کے اور حصوں کی زبان سے وہ الگ دکھائی دیتی ہے، اس لیے زیادہ صحیح ہوگا کہ ہم دلی کی زبان کو ”اورنگ آبادی“ کہیں۔ دکن کے باقی حصے میں اب سے سو ڈیڑھ سو برس پہلے تک جو زبان رائج تھی، اور جو اب بھی بولی جاتی ہے، اسے ”دکنی“ یا ”دکھنی“ کہنا نا درست نہ ہوگا۔

تیرہویں صدی کے اوائل کا ایک اور ننگ آبادی مصنف اسی فرق کو اپنی کتاب ”چراغ ابدی“ کے دیباچے میں جو ۱۲۲۱ھ میں اس نے تصنیف کی تھی، ان لفظوں میں ظاہر کرتا ہے:

”اگرچہ بعض عزیزوں نے زبان دکھنی ہندی آمیزش میں تفسیر جزا آخر کی لکھی ہے لیکن بہ سبب الفاظ دکھنی لطف زبان ہندی کا پورا نہیں پاتا اور دل یاروں کا واسطے مطالعہ اس کے رغبت کم لاتا اس واسطے خاطر قاصر میں اس فقیر کی آیا کہ تفسیر جزا آخر کی زبان ہندی میں کہ بالفعل اور ننگ آباد کے لوگوں کا محاورہ ہے لکھے کہ عوام اُس سے باوجود قلت بضاعت کے فائدہ تمام اٹھا دیں“

۱۷۔ اس زمانے میں توحید آباد کی اردو اور لکھنؤ، دلی کی اردو میں کم فرق رہ گیا ہے مگر اُس سے یہاں بحث نہیں۔

۱۸۔ دیکھو مولوی عبدالحق صاحب کا مقالہ ”پرانی اردو میں قرآن شریف کے ترجمے“ (رسالہ ”اردو“ اور ننگ آباد، ۱۹۳۷ء - ج ۱، ص ۳۲ -)

اس سے معلوم ہوتا ہے خود اورنگ آباد کے لوگ اپنی زبان کو دکنی سے کتنا دور اور دلی کی زبان سے کتنا قریب جانتے تھے، اور اورنگ آباد کے عوام بھی دکنی زبان کی کتابوں سے پورا فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ دونوں بولیوں میں اس طرح امتیاز کر لینے کے بعد، یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ ”اورنگ آبادی“ پر ایک حد تک ”دکنی“ کا اور اُس کا اس پر اثر پڑا ہے۔

اب دلی کی زبان کو دیکھنا چاہیے۔ پہلے ان اجزاء سے بحث کر لی جائے جو دلی کی زبان اور دلی کے شاعروں میر، سودا، درد اور ان کے ہم عصروں کی زبان میں مشترک ہیں۔

۱۔ لفظ :- بوجھنا (پہچاننا سمجھنا)، بولنا (کہنا کی جگہ)، پون (ہوا) پی، پیو، سجن، موہن (محبوب کے لیے)، پیونا (پینا) تجھ، مجھ، (تیرا، میرا) جیو، (جی)، لگ (تلک)، نین، نین (آنکھ)، ستی، سیتی (سے) کنے (پاس) نیٹ، نیٹھ (بالکل) سراسر یہ اور اس طرح کے بہت سے لفظ شاعروں کے کلام کے علاوہ دلی، پنجاب، صوبہ متحدہ اور بہار میں اب تک بولے جاتے ہیں۔ کسی لفظ میں حرف علت کا گھٹ کر ایک حرکت ہی رہ جانا یا حرکت کا کھنچ کر حرف علت ہو جانا، جیسے اُپر (اوپر) دکھو (دیکھو) لاگا، (لگا) لوہو (لہو)، اودھر، ایدھر، جیدھر۔ تشدید، کا جاتا رہنا یا اکہرے حروف پر تشدید کا آجانا، جیسے ”اتنا“ سے ”اتا“ اور ”پات“ سے ”پتا“ ہو جانا۔ یہ سب صورتیں دلی کے شاعروں کے کلام میں بھی موجود ہیں۔ نون غنہ پرانے زمانے میں بہت تھا، یہاں تک بعض لوگ فارسی لفظوں ”کوچہ“، ”بیچ“، ”پاچہ“ کو ”کوچہ“، ”بیچ“، ”پاچہ“ لکھا کرتے تھے۔ توں (تو) کوں (کو) سین (سے) نین (نے) سداں (سدا) دیکھناں (دیکھنا)

و غیرہ بہت عام تھے۔ ملفوظات خاص کر دلی اور پچھاں کے اور مقامات میں اکثر جاتی رہتی ہے اور اس کی جگہ اکثر ایک مخلوطی یا ہمزہ لے لیتا ہے، جیسے ”بہت“ کی جگہ ”بوت“، ”کہتا“ کے لیے ”تا“، ”کہوں“ (کوں) اسی طرح ”کئیں“ یا ”کس“ اور ”وئن“ اور ”نئیں“ عام طور پر سنا جاتا ہے۔ لکھاوٹ میں آکر ایک صورت کی ترجمانی نہیں ہوتی یا نہیں ہو سکتی، تو وہ صورت زبان سے مٹ نہیں جاتی۔ ملفوظات کہیں حذف ہو جاتی ہے جیسے ”گھراہٹ“ سے ”گھراٹ“ کہیں مخلوط ہو جاتی ہے، جیسے ”وہاں“ سے ”وہاں“، ”یہاں“ سے ”یہاں“ کہیں مخلوط ہوا اپنی جگہ بدل لیتی ہے، جیسے ”گڑھنا“ (گھڑنا) بعض لفظوں میں ان دونوں کا قلب اور ابدال ایک ساتھ ہوا ہے، جیسے ”پہچان“ اور ”پہچان“، ”پہونچا“ اور ”پونچھا“ لفظ کے بیچ یا آخر میں سے مخلوط ہوا اکثر جاتی رہتی ہے اور بھوک (بھوکھ) ترپ (ترپچہ) دھوکا (دھوکھا) سامنا (سامنھا) مانجنا (مانجھنا) بھکاری (بھکاری) اب سے تھوڑے دن پہلے تک دونوں طرح سے لکھے جاتے رہے ہیں۔

۲۔ جنس یا تانیث تذکیر کا اختلاف ہر دور میں رہا ہے اور یہ اختلاف مکان اور زمان دونوں پر مبنی ہے۔ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ زمان و مکان کا تفاوت نہیں پھر بھی اختلاف موجود ہے، ایک ہی شاعر ایک ہی لفظ کو کبھی مونث کبھی مذکر کہہ جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اردو نے مختلف اور متعدد زبانوں سے لفظ لیے ہیں۔ جب کوئی نیا لفظ آیا۔ اگر اس میں اردو کی رو سے کوئی علامت تانیث و تذکیر کی نہ تھی تو ایک مدت تک اس کی جنس متعین نہ ہو سکی اور اسی لیے اکثر لفظوں کا آج تک

قطعی فیصلہ نہ ہو سکا۔ جنس ہی کے متعین ہونے پر جمع کی صورت کا انحصار ہوا کرتا ہے۔ اس لیے اردو میں جنس اور عدد دونوں ایک سیال حالت میں ہیں اور یقین ہوتا ہے کہ شمالی ہند کے لوگوں نے وئی کے زمانے میں، اور اس کے بعد بھی اس کے کلام میں کوئی اجنبیت محسوس نہیں کی۔ خود وئی نے بھی ایک ہی لفظ کو کہیں مونث کہیں مذکر باندھا ہے۔

۳۔ نحوی ترکیب کو دیکھیے تو اس میں بھی وئی کے ہاں بیشتر وہی ترکیبیں ملتی ہیں جو شمالی ہند کی پرانی زبان میں ہیں، جیسے ”نے“ کا استعمال کبھی کرنا کبھی نہ کرنا اور کبھی اس کا استعمال آج کل کے استعمال سے مختلف ہونا یا اضافی ترکیب میں ”کا“، ”کی“، ”کے“ کا مقرر رکھنا۔

۴۔ لوگ اکثر املا کو بھی زبان سمجھ بیٹھتے ہیں، حال آنکہ املا تو لفظوں کی تصویر کھینچنے کی ایک کوشش ہے جو ہمیشہ کامیاب نہیں رہتی۔ املا کے قاعدے کیسے ہی ہمہ گیر اور مکمل بنائے جائیں زبان کی پوری اور سچی ترجمانی ان سے مشکل ہی سے ہو سکتی ہے۔ ایک ”کوئی“ کا لفظ ہم کئی طرح پر ادا کرتے ہیں (۱) فعل (۲) فعل (۳) فع ”کو“، ”کے“، ”کا“، ”کوئی“، ”سے“ وغیرہ کو کبھی فع کے وزن پر، کبھی صرف ایک حرکت کے برابر کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی کچھ حال ”کہیں“ اور ”نہیں“ کا ہے کہ کبھی فعل کے وزن پر، کبھی تہ کو گرا کے فع کے وزن پر بولتے ہیں، پرانے شاعروں میں کوئی ایسا نہیں جس نے ان مختلف صورتوں میں ان لفظوں کو نہ برتا ہو املا کی یکسانی کے لفظ کی شکل ایک معین کر لی جاتی، تلفظ مختلف طرح سے ہوتا۔ آخری دور کے شاعروں نے یہ الٹی گنگا بہائی کہ زبان

کو رسم کتابت کے تابع کر کے زبان پر قیدیں لگائیں۔ اس میں لوگوں نے بعضی ایسی غلطیاں کی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ صرف ایک مثال کافی ہوگی: ایک لفظ تھا ”کیوں کر“۔ ”کر“ کا بدل ہے ”کے“ اس لیے ”کیوں کر“ کا بدل ہوا ”کیوں کے“ بالکل اسی طرح جیسے ”آکر، جا کر، کر کر“ کی جگہ ”آکے، جا کے، کر کے“ بھی بولتے ہیں۔ پرانے زمانے میں ”کیوں کے“ لکھتے تھے۔

ایک دوسرا لفظ تھا ”کیوں کہ“ (جس کا پہلا ٹکڑا ہندی، دوسرا فارسی ہے) اس کا بدل ہے ”کس لیے کہ“ یا ”اس لیے کہ“ بھلا فارسی ”کہ“ کو ہندی ”کے“ سے، جو ”کر“ کا قائم مقام ہے، کیا واسطہ؟ مگر اصرار ہے کہ ”کیوں کے“ غلط ہے۔ ”کیوں کہ“ لکھو۔ اگر کوئی کہے کہ یہ لفظ اب بولا نہیں جاتا، تو یہ دعویٰ بھی غلط ہے۔ دلی والے آج بھی بولتے ہیں اور اس کی صحیح کتابت ”کیونکے“ یا (کیوں کے) ہے۔

جو یہ کہے کہ ریختہ، کیوں کے ہو رشک فارسی
گفتہ غالب ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کیوں
نہ جانوں کیوں کے مٹے داغ طعن بد عہدی
تجھے کہ آئینہ بھی ورطہ ملامت ہے

۵۔ ایک بڑا اعتراض دلی اور پرانے شاعروں پر کیا جاتا ہے کہ عربی، فارسی لفظوں کو، جن کے پچلے حروف کو جزم ہے انھیں حرکت دے دی ہے، جیسے ”شہر“ اور ”ہربان“ ء کے زبر سے، ”طبع“ اور ”شمع“ کو بت اور تم کے زبر سے باندھا ہے اور ”ثلث“ کو ل کی حرکت سے۔ ان اعتراض کرنے والوں کو یہ بھی تو نہیں معلوم کہ کس عربی لفظ کے

حرکات عربی میں کیا ہیں۔ ”شمع“ کا تم مفتوح اور ساکن دونوں طرح
 صحیح ہے اور ”ثلث“ کا ل ساکن بھی درست ہے اور مضموم بھی یہ لفظ
 کلام اللہ میں کئی جگہ آیا ہے اور ہر جگہ ل کے پیش سے ہے ”خط ثلث“
 کو عربی میں ”الخط الثلثی“ (ل کے پیش سے کہتے ہیں۔ اب ہے
 وہ لفظ جو صحیح عربی یا فارسی میں بچلے حروف کے جزم ہی سے ہیں سو
 ان کو بھی اکثر حرکت کے ساتھ بولتے ہیں ”ذکر“ اور ”فکر“ اور ”تخت“
 اور ”مہر“ اور ”شہر“ بچلے حروف کی حرکت سے اردو کے فصیحوں کی زبانوں
 پر ہیں اور سید انشاء نے تو صاف صاف کہا ہے کہ اردو میں یہ لفظ
 یوں ہی صحیح ہیں۔ وکی پر اس طرح اعتراض کرنا نادانی ہے۔ اُس
 کے تو برسوں کے بعد لوگوں نے حکم لگایا کہ شعر میں وہی صورت ان
 لفظوں کی جگہ پائے جو فارسی یا عربی میں ہے، مگر مزایہ کہ خود ایرانیوں
 نے عربی لفظوں میں بہت تصرف کر لیے تھے۔ پھر جب فارسی عربی
 لفظ ہندستانی میں آئے تو اس نے انھیں اپنے جنس پر کھینچا۔ سوادو
 چار قاریوں کے کون ہے جو ح اور ع کو حلق کی گہرائی سے نکالتا ہوگا
 اور ز، ذ، ض یا س، ث، ص میں فرق کرتا یا کر سکتا ہوگا اور تو اور
 ہندستان کے ممتاز شاعر جب اردو میں شعر کہتے تو ان لفظوں کو اسی
 صورت سے اپنے کلام میں لاتے جس صورت سے وہ ہندی عوام
 کی زبانوں پر تھے۔ ناصر علی سرہندی کا ساسر بر آوردہ فارسی شاعر
 جب اردو کہتا ہے، ”حیران“ (تی کی تخفیف سے) ”بیچارہ“ کو ”بچارہ“
 ”مبصر“ (ص کے زبر سے) ”شرح ملا“ کو ”شرح ملاں“ اور ”درس“
 (ر کے زبر سے) باندھتا: ”فکر“ اور ”فکر“ کو ”اثر“ اور ”سفر“ کا قافیہ

کرتا ہے۔ اسی کا ایک مصرع ہے :
 بت فرنگی بہ قتل ہمنار کھے جو پڑھیں جسیں دمام^{لہ}
 اب کیوں کہ کہیے کہ ”ہمنار“ اور ”ہمنار“ دکن کی مخصوص بولی تھی اور
 ہندی لفظ کو فارسی ترکیب میں نہ لاتے تھے۔

۶۔ اسی طرح کا ایک اور دوسوہ ہے کہ مجہول اور معروف و یائی
 کا یا ز کو ض کا اور س کو ص کا قافیہ کرنا دکنی زبان کی خصوصیت
 یادکن کے شاعروں کی سادگی ہے۔ معروف اور مجہول کا قافیہ فارسی کے
 اساتذہ کے کلام میں بھی کثرت سے ہے اور اردو کے مستند شعرا نے بھی
 بے تکلف اس طرح کہا ہے۔ ہم مخرج بلکہ قریب المخرج حروف کے قافیہ
 کرنے کا حال یہ ہے کہ فردوسی نے ”وحی“ کو ”ہنی“ کا، سعدی نے ”صباحی“
 کو ”ماہی“ کا، ”عدل“ کو ”فضل کا“ اور ”کسب“ کو ”اسب“ کا، کاتبی نے
 ”اصل“ کو ”نسل“ کا، اور ظہوری نے ”خرابا“ کو عامیوں کے تلفظ کے
 مطابق ”خراد“ قرار دے کے ”نہاد“ کے ساتھ قافیہ کیا ہے۔ پھر اگر دلی
 نے ”تسبیح“ کو عین اہل اردو کے مطابق ”تسبی“ کہا تو کیا گناہ کیا۔ اور ز
 اور ض کا قافیہ کیا تو کیا بدعت ہوئی؟

یہ تو ان لفظوں اور ترکیبوں کا بیان ہوا جن کو دکنی زبان سے مخصوص
 جاننا درست نہیں، اس لیے کہ یہ سب صورتیں شمالی ہند کے شاعروں
 کے یہاں بھی ملتی ہیں۔ مگر شمالی ہند کے شاعروں میں سے، جن کا کلام
 ایک اچھی مقدار میں ملتا ہے وہ سب دلی کے بعد کے لوگ ہیں دلی کے

ہم عسروں یا اُن سے پہلے کے شاعروں یا مصنفوں کا کلام بہت ہی کم اور ناکافی ہے، جس سے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کون کون سے لفظ اس وقت کی زبان میں رائج تھے اور کون کون سی ترکیبیں استعمال ہوتی تھیں، اس لیے یہ طے کرنا بھی آسان نہیں کہ جو لفظ ہم صرف دکنی یا اورنگ آبادی مصنفوں کے ہاں پاتے ہیں وہ اس وقت کی شمالی زبان میں بھی تھے اور بعد کو شمال میں تو محو ہو گئے مگر جنوب میں باقی رہے یا شمال میں کبھی تھے ہی نہیں اور حقیقت میں دکن کی پیداوار ہیں۔ آئندہ اگر مزید معلومات ہم پہنچے تو فیصلہ ہو سکے گا کہ ان کو شمالی زبان کے اجزا ماننا چاہیے یا جنوبی زبان کے۔ اس صورت حال کو سامنے رکھ کر یہاں ان اجزائے مختصر طور پر بحث کی جاتی ہے۔

۱۔ لفظوں میں تغیر (حرف کے بدل جانے سے) :-

(ا) ء اور ھ کے حذف، قلب اور ابدال سے اور بحت ہو چکی ہے دکن کی خصوصیت یہاں بھی وہی ہے کہ تغیر میں تعمیم زیادہ ہو گئی ہے ”سوکھا“ کو ”سکا“، ”باہر“ کو ”بھار“ بولتے ہیں۔ ”انکھاں“ کو ”انکھاں“ کو ”ہنکیاں“ بولتے ہیں۔ (گو کہ کتابت اس طرح نہیں کی جاتی،

(ب) ط، ڈ، ڑ میں سے اگر دو حرف یا ایک ہی حرف دوبارہ

کسی لفظ میں آئے تو پہلا ط کے بجائے ت، ڈ کے بجائے د ہو جائے گا۔

”توٹ گیا“ یا ”ٹوٹ گیا“ (ٹوٹ گیا) ”دند“ (دند) ”دند“ (دند) ”دانا“

(ڈانا) ”دیرھ“ (دیرھ) ”دیوڑی“ (دیوڑی) ”تھاٹ“ (تھاٹ) ”تھٹ“ (تھٹ)

(ج) حرف حصر یعنی ”ہی“ کی ء حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے تھی (تھی) مگر

ایسی صورتوں میں چ، چہ لگاتے ہیں، ”وچ“ (وہ ہی) ”تچ“ (تم ہی) یہ چ یا

مذہب ہو جاتی ہے یا مکسور اور کتابت میں اس کا مکسور ہونا سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس کو (مخلوط) قرار دینا درست نہیں یعنی چھ نہیں ہے۔ یہ لاحقہ غالباً گجراتی زبان سے دکن کی بولی میں آیا سنسکرت میں چ بطور لاحقہ کے آتی ہے مگر وہ حصر کے بجائے ترقی کا حرف ہے یعنی ”بھی“ کے معنی دیتی ہے اور دکن میں بھی ”بھی“ (ملفوظ ”بی“) بالکل اسی طرح استعمال ہوتا ہے جیسے سنسکرت میں چ لاحقہ یعنی دو اسموں کے بیچ میں چ آتی ہے۔ دکن میں کہیں گے ”ماں بی بچہ“ (یعنی ماں اور بچہ یا ماں بھی بچہ بھی) عجب نہیں کہ گجراتی اور دکنی میں یہ چ سنسکرت سے آئی ہو مگر معنی بدل کر بجائے حصر کے ترقی کے ہو گئے۔

۲۔ اردو والوں کا دستور ہے کہ لفظ کے بیچ یا آخر میں یا ہو تو ہی کوالفت

سے مخلوط کر دیتے ہیں جیسے ہندی ”پ یاہ، پ یا س، دھ یا ن“ سے ”پیاز، پیاس، دھیان“۔ فارسی ”پ یاز“ اور ”م یا ن“ سے ”پیاز“ اور ”میان“ عربی خ یا ل سے ”خیال“۔ دکن میں یہ تصرف بہت عام ہو گیا اور ”دریا“ اور ”دنیا“ بھی ”دڑیا“ اور ”دنیا ہو گئے۔ اسم سے گزر کر فعل کے صیغوں تک پر اس کا عمل ہوا۔ چلیا، لکھیا، کھلیا، ملیا وغیرہ۔

۳۔ آن لگا کر جمع بنتی ہے (اسم چاہے مذکر ہو چاہے مؤنث) اور یہ پنجاب، پانی پت، سہارن پور وغیرہ میں عام ہے اور دکن میں بہت ہی عام۔ بات، باتاں۔ تروار، ترواراں۔ ہات (ہاتھ) ہاتاں۔ پانو، پانواں۔ پیچ، پیچاں۔ آنکھ، آنکھاں۔ جوڑو، جوڑواں۔ وغیرہ

(۱) واحد مؤنث الفت پر ختم ہوتا ہو، تو ایک ہی (ملفوظ) بڑھا کر

اں لگائیں گے ادا، ادایاں۔ دعا یاں۔ دوا یاں۔ یہی کبھی مخلوط نہیں بولی جاتی۔

(ب) اگر واحد مونث یا مذکر ہی (مغزوف) پر ختم ہوتا ہو تو اس لگنے سے وہ ہی مخلوط ہو جائے گی۔ انکھیاں، پشانی (پیشانی)، پشانیاں، تسبی۔
تسبیاں، چھریاں، چھریاں، چھتریاں، برچھیاں، برچھیاں، موتی۔ موتیاں
درزی۔ درزیاں، مالی۔ مالیاں، گھوڑی۔ گھوڑیاں، اگر واحد ہی
(یا عی) یا ہی پر ختم ہو، تو جمع میں تے، ع، ؤ حذف ہو کر ہی ملفوظ ہو جاتی ہے
بھائی۔ بھایاں، رباعی۔ ربایاں (کتابت، رباعیاں) سپاہی (تلفظ سپاہی)
سپاہیاں (تلفظ۔ سپایاں)

(ج) الف پر ختم ہونے والے مذکر لفظوں کی جمع قائم حالت میں توالف
کوٹے (جہول) کر کے بنتی ہے، جیسے ”بکرا“ اور ”گھوڑا“ سے ”بکرے“ اور
”گھوڑے“۔ محرف حالت میں ”بکریاں“ کو اور ”گھوڑیاں“ سے وغیرہ۔
اس طرح محرف حالت میں مونث مذکر میں گو یا فرق ہی نہیں رہتا
اور سیاق عبارت سے تانیث و تذکیر میں امتیاز کرنا پڑتا ہے۔

(۴) نحوی خصوصیتوں کی تفصیل یہاں نہیں بیان کی جاتی چند غزلیں
غور سے پڑھنے پر وہ خصوصیتیں آپ ہی نمایاں ہو جاتی ہیں۔

آخر میں یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ ولی نرا شاعر نہ تھا۔ اس کے دیوان میں
جا بجا ایسے مقامات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے اہل علم میں
سے تھا، عربی نظم و نثر کے شہکار ہی اس کے مطالعے میں نہ رہتے تھے، علوم پر کھلی
اس کی نظر تھی۔ کلام کے صواب و خطا کو وہ خوب جانتا تھا یہ بھی سمجھتا تھا کہ لفظوں
کے ذرا سے ہیر پھیر سے شعر میں کیوں کر جان پڑ جاتی ہے، یہ بات حاصل نہیں ہوتی جب
تک کہ شاعر صحیح اور فصیح کو نہ پہچانے اور شعر کے فن کو نہ جانے ولی کے کلام سے ہم شعر اور
زبان دونوں کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ اگر ہم اس زمانے کی زبان سے واقف ہونے کی سعی کوشش کریں۔

فصل اول در بیان احوال و سیرت ائمه اطهار (علیهم السلام)
بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
الذين هم اصحابنا واوليائنا واولادنا واولادنا واولادنا واولادنا
والمسلمين اجمعين

رویت الف

(۱)

کیتا ہوں ترے نائفوں کو میں ورد زباں کا
کیتا ہوں ترے شکر کو عنوانِ بیاں کا
جس گرد اُپر پانوں رکھیں تیرے رسولان
اُس گرد کوں میں کھل کر وہ دیدہ جاں کا
مجھ صدق طرف عدل سوں لے اہل حیا دیکھ
تجھ علم کے چہرے پہ نہیں رنگ گماں کا
ہرزورہ عالم میں ہے خورشیدِ حقیقی
یوں بوجھ کے بلبل ہوں ہر اک غنچہ دہاں کا
کیا سہم ہے آفاتِ قیامت سستی اُس کوں
کھایا ہے جو گئی تیر تجھ ابرو کی کماں کا
جاری ہوئے آنجھو مرے یوسبزہ خط دیکھ
اے خضر قدم! سیر کر اس آبِ رواں کا
کہتا ہے وکی دل سستی یوں مصرعِ رنگیں
ہے یاد تری مجھ کوں سببِ راحتِ جاں کا

دو صنم جب سوں بسا دیدہ حیران میں آ
 آتش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ
 ناز دیتا نہیں گر رخصت گل گشت چمن
 اے چمن زار حیا دل کے گلستان میں آ
 عیش ہے عیش کہ اس مرہ کا خیال روشن
 شمع روشن کیا مجھ دل کے شبستان میں آ
 یاد آتا ہے مجھے جب دو گل باغ وفا
 اشک کرتے ہیں مکاں گوشہ دامن میں آ
 موج بے تابی دل اشک میں ہوئی جلوہ نما
 جب سب زلف صنم طبع پریشان میں آ
 نالہ واہ کی تفصیل نہ پوچھو مجھ سوں
 دفتر درد بسا عشق کے دیوان میں آ
 پنجہ عشق نے بے تاب کیا جب سوں مجھے
 چاک دل تب سوں بسا چاک گریبان میں آ
 دیکھ اے اہل نظر سبزہ خط میں لب لعل
 حسن تھا پردہ تجرید میں سبب آزاد
 شیخ یہاں بات تری پیش نہ جاوے ہرگز
 درد منداں کو بجز درد نہیں صید مراد
 حاکم وقت ہے تجھ گھر میں رقیب بد خو
 چشمہ آب بقا جگ میں کیا ہے حاصل
 دیو مختار ہوا ملک سلیمان میں آ
 چہک کے خواباں کا نمک ٹو کے نمک پروردہ
 یوسف حسن ترے چاہ زرخدان میں آ
 بس کہ مجھ حال سوں ہمسر ہے پریشانی میں
 چھپ رہا آ کے ترے لب کے نمکدان میں آ
 درد کہتی ہے مرا زلف ترے کان میں آ
 غم سوں تیرے ہے ترحم کا محل حال ولی
 ظلم کو چھوڑ سجن شیوہ احسان میں آ

اے گل عذار غنچہ دہن تک چمن میں آ
 گل سر پہ رکھ کے شمع نمین انجمن میں آ
 جیوں طفل اشک بھاگ نکو مجھ نظر سستی
 اے نور چشم نور منط مجھ نین میں آ

کب لگ اپس کے غنچہ مکھ کو رکھے گابند اے نو بہار باغ محبت سخن میں آ
 تا گل کے رو سے رنگ اڑے اوس کی سخن اے آفتاب حسن ٹک یک تو چین میں آ
 تجھ عشق سوں کیا ہے ولی دل کوں بیت غم
 سرعت سستی اے معنی بے گانہ من میں آ

(۴)

دونازنیں ادا میں اعجاز ہے سراپا خوبی میں گل رھاں سوں ممتاز ہے سراپا
 اے شوخ تجھ نین میں دیکھا نگاہ کر کر عاشق کے مارنے کا انداز ہے سراپا
 جگ کے ادا شناساں ہے جن کی فکر عالی تجھ قد کوں دیکھ بولے یوناز ہے سراپا
 کیوں ہو سکیں جگت کے دلبر ترے برابر تو حسن ہو رادا میں اعجاز ہے سراپا
 گا ہے اے عیسوی دم یک بات لطف سوں کہ جاں بخش مجھ کو تیرا آواز ہے سراپا

مجھ پر ولی ہمیشہ دل دار مہرباں ہے

ہر چند حسب ظاہر طناز ہے سراپا

(۵)

کتاب الحسن کا یہ مکھ صفا تیرا صفا دستا ترے ابرو کے دو مصرع سوں کا ابتدا ستا
 ترا مکھ حسن کا دریا و موجاں چین پیشانی اُپر ابرو کی کشتی کے یوں تل جیوں ناخدا ستا
 ترے لب ہیں بہ رنگ حوض کوثر مخزن خوبی یہ خال عنبریں تس پر بلال آسا کھڑا دستا
 اشارات آنکھیاں سوں گرچہ ہوں بیمار میں لیکن ترے لب اے مسیح وقت قانون شفا دستا
 ہوا جو گوہر دل غرق بحر حسن ہے نایاب زبس دریاے حسن دلبراں بے انتہا دستا
 بیاں اس کی نزاکت ہو ر لطافت کا لکھوں تاکے سراپا محشر خوبی منیں ناز و ادا دستا

یو خط کا حاشیہ گرچہ ولی ہے مختصر لیکن

مطوّل کے معانی کا تامی مد عا دستا

۸۳

(۶)

تو آج ہے سینہ شاد دستا مطلب ہے کہ با مراد دستا
تجھ مکھ کے صفحے پہ نقطہ، خال سرمایہ ہر یداد دستا
ہر نسخہ لذت جہاں کا انکھیاں میں تری سواد دستا
ابر و کے نرک یہ خال موزوں خوش مصرعہ مستزاد دستا
تیری یہ جبین با صحبت مجھ جلوہ با مداد دستا
تجھ نین کی کیا کروں میں تعریف یہ عین تلکٹ کا صاد دستا

عالم میں دلی سخن یو تیرا

مجھ فائدہ فواد دستا

(۷)

یوتل تجھ مکھ کے کعبہ میں مجھے اسود حجر دستا زرخداں میں ترے مجھ چاہ زمزم کا اثر دستا
پریشاں سامری کا دل تری زلف طلسمی میں زمر و رنگ یوتل مجھ کوں سحر باختر دستا
مرادل چاند ہو تیری نگہ اعجاز کی انگلی کہ جس کی یک اشارت میں مجھے شق القمر دستا
نین دیول میں پتی یو ہے یا کعبہ میں اسود ہے ہرن کا ہے یونا فہ یا کنول بھیتر بھنور دستا

دلی شیرینی زبانی کی نہیں ہے چاشنی سب کو

حلاوت فہم کو میرا سخن شہد و شکر دستا

(۸)

طاق ابر و ترا حرم دستا محرم اس کا عرب عجم دستا
خط ترا سر نوشت عاشق میں حرف تفتدیر کار قم دستا
خط ترا آئینہ سکندر ہے ہر دو عالم میں عدم دستا
لوح محفوظ ہے ترا رخسار زلف اس پر مگر قلم دستا

۸۴

تجھ زخماں کے چاہ کنعاں میں یوسف مصر دم بہ دم دستا
 خط ترا ہے ضرور لشکر حسن کاکل اُس کے اُپر علم دستا
 جان من غصہ و غضب تا کے
 وئی مشتاق پر کرم دستا

(۹)

مت آتش غفلت سوں مرے دل کوں جلا جا
 مشتاق دَرس کا ہوں ٹک یک درس دکھا جا
 بے رحم نہ ہو، غصہ نہ کر، بات مریا سُن
 ڈرتا نہیں، یک بات کی سو بات سُننا جا
 جلتا ہوں میں مدت ستیا اے حسن کے دریا
 ٹک مکھ کوں دکھا، آگ مرے دل کی بجھا جا
 خواہش ہے مجھے ورد کے پڑھنے کی ہمیشہ
 یک بار کسوطرز سوں ٹک اسم بتا جا
 جب اس کی طرف جاتا ہوں کر قصد تماشا
 کہتا ہے مجھے خوف رقیباں سوں کہ جا جا
 میں بوسہ کیا لب سوں پر کارو کے طلب جیوں
 غصے ستی بولیا کہ چلا جا بے چلا جا
 مدت سوں وئی جھانج میں ہے ہات سوں دل کے
 تو بھی اے جگر آہ کی نوبت کوں بجا جا

(۱۰)

تن پیس سرمہ کر کے بسا تجھ نین میں جا ہو بوئے گل بسا ہوں ترے پیرہن میں جا

۸۵

سرتار میں زُلف کی تری سیر جا کر وں باد صبا کا ساتھ لیا ہوں چمن میں جا
 آتش نے تجھ جمال کے جلوے کوں دیکھ کر کیتی ہے زندگی کوں اسپں کی کفن میں جا
 جگ میں جو اعتبار نہ پایا ترے نزدیک ہو کر خجل سُرُج نے لیا ہے لگن میں جا
 ماند خوں عقیق، ولی گل کے بہہ چلے
 شہرت مرے انجھو کی پڑے جب میں میں جا

(۱۱)

مت غصے کے شعلے سوں جلتے کوں جلاتی جا
 ٹک مہر کے پانی سوں تو آگ بجھاتی جا
 تجھ چال کی قیمت سوں دل نہیں ہے مرا واقف
 اے مان بھری جنچیل ٹک بھاؤ بتاتی جا
 اس رات اندھاری میں مت بھول پڑوں تجھ سوں
 ٹک پاؤں کے جھا نخبہ کی جھنکار سناتی جا
 مجھ دل کے کبوتر کوں باندھا ہے تری لٹ نے
 یہ کام دھرم کا ہے ٹک اس کو چھڑاتی جا
 تجھ مکھ کی پر سنش میں گئی عمر مری ساری
 اے بت کی بچن ہاری ٹک اس کو بچاتی جا
 تجھ عشق میں جل جل کر سب تن کوں کیا کا جل
 یہ روشنی افزا ہے انکھیاں کو لگاتی جا
 تجھ نہ میں دل جل جل جوگی کی لیا صورت
 یک بار اسے موہن چھاتی سوں لگاتی جا
 تجھ گھر کی طرف سندر آتا ہے ولی دائم
 مشتاق درس کا ہے ٹک درس دکھاتی جا

دل رُبا آیا نظر میں آج میری خوش ادا
خوش ادا ایسا نہیں دیکھا ہوں دو جاد لڑیا
بے وفا گر تجھ کوں بولوں ہے بجائے نازیں
ناز میں عالم نہیں ہوتے ہیں اکثر بے وفا
کم نلپ ہے نوجواں میرا برنگ ماہ نو
ماہ نو ہوتا ہے اکثر اے عزیزاں کم نلپا
مدعائے عاشقاں ہر آن ہے دیدار یار
یار کے دیدار بن دو جا عبث ہے مدعا
کیمیا عاشق کے حق میں ہے نگاہ گل رُخاں
گل رُخاں سوں جگ میں پایا ہوں ولی کیمیا

غضب سوں چہرہ رنگیں بہارِ ناز و ادا
بہارِ حسن میں ہے لالہ زارِ ناز و ادا
لکھا ہے صفحہ ایجاد پر مسطورِ صنع
قلم سوں موے کمر کے نگارِ ناز و ادا
چمن طرازِ نزاکت کیا ہے صنعت سوں
سہی قداں کامکاں جو بہارِ ناز و ادا
سنا ہوں خضر سوں دل کے یہ حرفِ تازہ و تر
بہارِ جلوہ خطا ہے بہارِ ناز و ادا
ولی پڑیا ہے نظر جب سوں دو کماں ابرو
ہزار دل سوں ہوا ہوں شکارِ ناز و ادا

دل کوں لگتی ہے دل رُبا کی ادا
دل کوں لگتی ہے دل رُبا کی ادا
گرچہ سب خوب رو ہیں خوب ولے
قتل کرتی ہے مسیرِ زکی ادا
حرف بے جا بجائے گر بولوں
دشمن ہوش ہے پیا کی ادا
نقش دیوار کیوں نہ ہوئے عاشق
حیرت افزا ہے بے وفا کی ادا
گل ہوئے غرق آبِ شبنم میں
دیکھ اس صاحبِ حسیا کی ادا
اشک رنگیں میں غرق ہے نس دن
جن نے دیکھا ہے تجھ جانا کی ادا

اے دلی درد سر کی دارو ہے
مجھ کوں اُس صندلی قبا کی ادا

(۱۵)

ہوش کھوتی ہے نازنین کی ادا سحر ہے سر و گل جبین کی ادا
گر ہے مطلوب تجھ کوں نقش مراد دیکھ اس کی بھواں کی چیں کی ادا
ہوش میرا نہیں رہا مجھ میں جب سوں دیکھا ہے نازنین کی ادا
موج دریا کو دیکھنے مت جا دیکھ اس زلف عنبریں کی ادا
اے دلی دل کوں آب کرتی ہے
نگہ چشم شر مکیں کی ادا

(۱۶)

ترے فراق میں دل کوں کیا ہوں بند جدا کیا ہوں خال اُپر جی کو جیوں سپند جدا
تجھے شمع کے برابر سو کہہ سکوں کیوں میں کہ نخل موم جدا سر بلند جدا
ترے یورخ کو ہورا برو کوں دیکھ اے ظالم جلا ہے سور جدا ہور گلیا ہے چند جدا
ترے لبوں کی حلاوت کو رکھ نظر بھتر شکر گھلی ہے جدی ہور گھلا ہے قند جدا
ترے جو قد سوں رکھانے شکر نے دل میں گہ تو کھینچ پوست کیا اس کوں بند بند جدا
ترے فراق میں کیا کہوں دوجے رقیباں سوا ہوا ہے مجھ سوں مراد دل اے دل پسند جدا
نہ بوجھ دل میں دوجے طالبان برابر مجھ کہ اہل عیش جدا ہور یو درد مند جدا
ترے یو لکھ کی جھلک ہور زلف کی موج کوں دیکھ تپاں ہے سرج تو بے تاب ہے سپند جدا
دلی برہ میں ترے حال کی حقیقت دیکھ
خجل ہے ناصح و رسوا ہے اہل پسند جدا

(۱۷)

ہے فیض سوں جہاں کے دل با فراغ میرا
مرہم سوں نہیں ہوا ہے محتاج داغ میرا
اسباب سوں دنیا کے بے غرض ہوں سدا میں
بن تیل ہو رہتی ہے روشن چسراغ میرا
و و ماہ جلوہ گر ہو دل کوں کیا منور
ہے آج آسماں سوں اوپر داغ میرا
مجھ دل کے آچمن میں کر یک نظر تماشا
داغاں کے ہے گلاں سوں روشن یو باغ میرا
از بسکہ زندگی میں یوں محو ہوں ولی میں
مشکل ہوا اجل کوں کہ ناسراغ میرا

(۱۸)

ہوا ہے سیر کا مشتاق بے تابی سوں من میرا
مرے دل کی بجلی کیوں ہے پوشیدہ مجلس میں
چمن میں آج آیا ہے مگر گل پیر من میرا
ضعیفی سوں ہوا ہے پردہ فانوس تن میرا
ہوا ہے جلوہ گرداغاں سوں سینے کا چمن میرا
موا ہوں تجھ جدائی کے دکھوں اے نورین دل
برنگ مردک انکھیاں کا پردہ ہے کفن میرا
لگے پھسکی نظر میں اے ولی دوکانِ حلوائی
اگر ہو جلوہ گر بازار میں شیریں بچن میرا

(۱۹)

دیکھا ہے جن نے تیرے رخسار کا تماشا
دیکھا ہے جن نے تیرے رخسار کا تماشا
نہیں دیکھتا سرج کی جھلکار کا تماشا
اے رشک باغ جنت جب سوں جدا ہوا توں
دوزخ ہے مجھ کوں تب سوں گلزار کا تماشا

۸۹

بے قصد مجھ زباں پر آتا ہے لفظ تمکین
 رشتے کو بندگی کے ڈالا آپس گلے میں
 دیکھا ہے جب سوں تیری رفتار کا تماشا
 دیکھا جو تجھ صنم کے زناں کا تماشا
 آدیکھ آپس آنکھیاں کے بیمار کا تماشا
 دیکھا جو تجھ بھواں کی تر دار کا تماشا

تب سوں ولی کا مطلب جا بیچ میں پڑیا ہے
 دیکھا ہے جب سوں تیری دستار کا تماشا

(۲۰)

موسیٰ اگر جو دیکھے تجھ نور کا تماشا
 اے رشک باغ جنت تجھ پر نظر کیے سوں
 اس کوں پہاڑ ہوئے پھر طور کا تماشا
 رضواں کو ہوئے دوزخ پھر حور کا تماشا
 تجھ زلف میں جو دیکھا دیکھو رک کا تماشا
 بس ہے موعداں کو منصور کا تماشا
 تو چیں میں دیکھ جا کر فغفور کا تماشا
 جیوں آسماں عیاں ہے مجھ دور کا تماشا
 وہ سر بلند عالم از بس ہے مجھ نظر میں
 تجھ عشق میں ولی کے آنجھو امانڈ چلے ہیں
 اے بحر حسن آدیکھ اس پور کا تماشا

(۲۱)

بے تاب آفتاب ہے تجھ مکھ کی تاب کا
 تجھ مکھ کی آب زلف کی موجاں کو دیکھنے
 پیا سا ہے اس جہاں میں ترے لب کے آب کا
 سب تن نین ہوا ہے سو جل پر حباب کا
 تجھ حسن انتخاب کا لکھتے تھے جب حساب
 ہے مدرسے میں چرخ کے خورشید فیض بخش
 جب سوں لیا ہے درس تری مکھ کتاب کا
 خالی ہے جام سرد اُپر ماہتاب کا
 مجلس ہے گرم چرخ کی تجھ آفتاب سوں

۹۰

تجھ شوق سوں مدام لبالب ہے جام نین شیشے میں دل کے جوش ہے نت اُس شراب کا
 مجھ شعر کی روانی سنیا جب سوں اے ولی
 نم ناک ہے تدهاں سنی دامن سحاب کا

(۲۲)

روح بخشا ہے کام تجھ لب کا دم عیسیٰ ہے نام تجھ لب کا
 حسن کے خضر نے کیا لبریز آب حیاں سوں جام تجھ لب کا
 منطق و حکمت و معانی پر مشتمل ہے کلام تجھ لب کا
 جنتِ حسن میں کیا حق نے حوض کوثر مقام تجھ لب کا
 رگ یا قوت کے قلم سوں لکھیں خط پر ستاں پیام تجھ لب کا
 سبزہ و برگ و لالہ رکھتے ہیں شوق، دل میں دوام تجھ لب کا
 غرق شکر ہوئے ہیں کام و زباں جب لیا ہوں میں نام تجھ لب کا
 مثل یا قوت خط میں ہے شاگرد ساغر مے مدام تجھ لب کا

ہے ولی کی زباں کو لذت بخش

ذکر ہر صبح و شام تجھ لب کا

(۲۳)

مجھ گھٹ میں اے نگہ گھٹ ہے شوق تجھ گھونگھٹ کا
 دیکھے سوں لٹ گیا دل تیرا زلف کا لٹکا
 کر یاد تجھ کیٹ کوں پڑتے ہیں اشک ٹپ ٹپ
 مکھ بات بولتا ہوں شکوہ تری کیٹ کا
 تجھ نین کے دیکھن کا دل ٹھاٹ کر چلا تھا
 غمزے کے دیکھ ٹھٹ کوں ناچار ہو کے ٹھٹکا

۹۱

تجھ خط کے بن توجہ کھلنا ہے اُس کا مشکل
 حلقے میں تجھ زلف کے جو جیو جا کے اٹکا
 ہرگز وہی کسی کن شاکی ترانہ ہوتا
 گر تجھ میں اے سٹیلے ہوتا نہ طورہٹ کا

(۲۴)

نہیں شوق اُس کے دل میں کدھیں لالہ زار کا
 مشتاق ہے جو پیو کے رُخ آب دار کا
 لگتا ہے مجھ کوں پنچہ خور شیدر عشتہ دار
 دیکھا ہے جب سوں دست نگاریں نگار کا
 ہر ذرہ اُس کی چشم میں لبریز نور ہے
 دیکھا ہے جن نے حسن تجلی بہار کا
 طاقت نہیں کسی کوں کہ یک حرف سن کے
 احوال گر کہوں میں دل بے قرار کا
 آوے وہی ہمارے طرف، تیغ ناز لے
 اُس شوخ کوں خیال اگر ہے شکار کا

(۲۵)

جگ منیں دو جا نہیں ہے خوب رو تجھ سا کا
 جب سوں تیری زلف کوں دیکھا ہے ابدائے صنم
 چاند کوں ہے آسماں پر رشک تجھ رخسار کا
 دل کو میرے تبتیں حاصل ہوا ہے پیچ و تار
 ترک کر سب کوں ہے مشتاق تجھ زنا کا
 جب سوں دیکھا ہے تیری لٹ پی دستار کا
 تیرا نقش پاتکیہ ہے مجھ بیمار کا
 تیرا نقش پاتکیہ ہے مجھ بیمار کا
 بلبلاں گر یک نظر دیکھیں ترے کھ کاچن
 پھر نہ دیکھیں زندگی میں کھ کدھیں گلزار کا

۹۲

بحرے پایاں نے مجھ آنجھواں ستی پایا ہے فیض ابر نیساں عبد ہے مجھ چشم گوہر بار کا
 ٹک ایس کا مکھ دکھائے راحت جان جگر
 ہے ولی مدت ستی مشاق تجھ دیدار کا

(۲۶)

دیکھنا ہر صبح تجھ رخسار کا بلبل و پروانہ کر نادل کے تئیں
 ہے مطالعہ مطلع انوار کا کام ہے تجھ چہرہ گل نار کا
 صبح تیرا درس پایا تھا صنم شوقِ دل محتاج ہے تکرار کا
 ماہ کے سینے اُپر اے شمعِ رو داغ ہے تجھ حسن کی جھلکار کا
 دل کوں دیتا ہے ہمارے پیچ و تاب پیچ تیرے طرہ طرار کا
 جو سنیا تیرے دہن سوں یک سخن بھید پایا نسخہ اسرار کا
 چاہتا ہے اس جہاں میں گر بہشت جاتا شاد دیکھ اُس رخسار کا
 آرسی کے ہاتھ سوں ڈرتا ہے خط چور کوں ہے خوف چو کیدار کا
 سرکشی آتشِ مزاجی ہے سبب ناصحوں کو گر مہی بازار کا

اے ولی کیوں سن سکے ناصح کی بات

جو دوانا ہے پر یارِ خسار کا

(۲۷)

یاد کرنا ہر گھڑی اس یار کا ہے وظیفہ مجھ دلِ بیمار کا
 آرزوئے چشمہ کوثر نہیں تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا

لہن - چہرہ

لہ "نسخہ اسرار" سے مراد غالباً نظامی کی مثنوی "مخزن اسرار" ہے۔

عاقبت کیا ہوئے گا، معلوم نہیں دل ہوا ہے بتلا دل دار کا
 کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر حرف حرف اس مخزن اسرار کا
 گر ہوا ہے طالب آزادی بند مت ہو سوجہ و زنا کا
 مسند گل منزل شبہم ہوئی دیکھ رتبہ دیدہ بیدار کا

اے دلکی ہونا سری جن پر نثار
 مدعا ہے چشم گو ہر بار کا

(۲۸)

گر میری طرف ہوئے گزر اس شوخ پسر کا سب راہ کروں فرش اپس نور نظر کا
 مقصود کا تیار کروں حلوہ بے دود تجھ لب ستی گریہات لگے تنگ شکر کا
 اے نور نظر جب سوں تو آیا ہے نظریں پلکان کو کیا شانہ ترے موئے کمر کا
 شرمندہ ہو تجھ لکھ کے دیکھے بعد سکندر بالفرض بنا دے اگر آئینہ قمر کا

جوں لالہ بجز آتش خاموش لب یار
 مرہم نہیں عالم میں ولی داغ جگر کا

(۲۹)

زخمی ہے جلاؤ فلک تجھ غمغمہ خوں ریز کا ہے شور دریا میں سدا تجھ زلف عنبر بیز کا
 تجھ صاحب نیزنگ کی دیکھے اگر تصویر کوں دل جا پڑے حیرت منیں نقاش رنگ آمیز کا
 اے عیسوی دم جگ منیں پایا و دم جاوداں جو جگ منیں بسمل ہوا تیری نگاہ تیز کا
 تب سوں ہوا ہے دل مرا کان نمک اے بانگ جب سوں سنیا ہوں شور میں تجھ حسن شور انگیز کا

یوں شعر تیرا اے دلکی مشہور ہے آفاق میں
 مشہور ہے جیوں کر سخن اس بلبیل تبریز کا

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا
 بغیر از دیدہ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا
 ہوا ہے مجھ پہ شمع بزم یک رنگی سوں یوروشن
 کہ ہر ذرے اُپر تاباں ہے دائم آفتاب اس کا
 کرے عشاق کوں جیوں صورت دیوار حیرت سوں
 اگر پردے سوں وا ہووے جمال بے حجاب اس کا
 سجن نے یک نظر دیکھا نگاہ مست سوں جس کوں
 خراباں دو عالم میں سدا ہے دو خراب اس کا
 مرادل پاک ہے از بس، وکی زنگ کدورت سوں
 ہوا جیوں جو ہر آئینہ مخفی ہیچ و تاب اس کا

سناوے محکوں گر کئی ہر بانی سوں سلام اس کا
 اگرچہ حسب ظاہر میں ہے فرقت درمیاں لیکن
 محبت کے مرے دعوے پہ تا ہوں زند مجھ کو
 برنگ لالہ نکلے جام لے کر اس زمیں سے جہم
 کفر کوں توڑ دل سوں دل میں رکھ کر نیت خالص
 ہوئی دیوانگی مجنوں کی یوں میرے جنوں آگے
 کرے آزادگی اپنی گرفتاری اُپر قرباں
 کہاؤں آخر دم لگ بہ جاں منت غلام اس کا
 تصور دل میں میرے جلوہ گر ہے صبح و شام اس کا
 لکھیا ہوں صفحہ سینہ پہ خونِ دل سوں نام اس کا
 اگر بخشے تکلم سوں مئے جاں بخش جام اس کا
 ہوا ہے رام بن حسرت سوں جا لکھن سورام اس کا
 کہ جیوں ہے حسن لیلیٰ بے تکلف پائے نام اس کا
 جو دیکھے یک قدم پھر، سرو گلشن میں خرام اس کا

لہ ن محکم۔

زباں تیشے کی کر سمجھے زباں دو بجے فصیحیاں کی
 اگر فریاد دل جا کر سنے شیریں کلام اس کا
 ولی دیکھا جو اس انکھیاں کے ساتی کن دو جامے
 ہوا ہے بے خبر عالم سوں ہو رخواہان جام اُس کا

(۳۲۱)

چاروں طرف کھلیا ہے گلزار رنگ و رنگ
 اس سیرجاں فراسوں سینہ کھلیا ہوس کا
 تجھ مکھ کے دیکھنے سوں اے آفتاب طلعت
 مشتاق دل سوں میرے شعلہ اٹھا اُس کا
 سب دلبراں پہ حق نے تجھ کو دیا فضیلت
 ہر مدرسے کے بعیت چرچا ہے تجھ درس کا
 یہاں ہم کے دریا میں گرداں ہے کشتی عقل
 اس موج شعلہ زن میں کیا آسرا ہے خس کا

پھر پھر ولی ترے کن آتا ہے جیوں کے سائل

تیری مٹھی زباں کا پایا ہے جب سوں چسکا

(۳۲۲)

گزر ہے تجھ طرف ہر بواہوس کا
 ہوا دھاوا مٹھائی پر لگس کا
 پس گھر میں رقیباں کونہ سے بار
 چمن میں کام کیا ہے خار و خس کا
 نگہ سوں تیری ڈرتے ہیں نظر باز
 سدا ہے خوف دزدوں کو عس کا
 بجز رنگیں ادا دوچے سوں مت مل
 اگر مشتاق ہے تو رنگ و رس کا

ولی کوں تک دکھا صورت اپس کی

کھڑا ہے منتظر تیرے درس کا

(۳۲۳)

تری زلفاں کا ہر تار سیہ ہے کال عاشق کا
 ہوا ہے اُس کے جلوے سوں پریشاں حال عاشق کا
 نہیں درکار تا بولے بیاں اپنی زباں سیتی
 عیاں ہے اشک کے طومار سوں احوال عاشق کا
 جاوے ملک بیتابی سوں یک لمحہ کدھی باہر
 زمیں میں بے قراری کی گڑیا ہے نال عاشق کا

۵۰

ترا دل اے پری پیکر اگر شہرت کا طالب نہیں
 اگر جاوے پیا کے مکھ طرف بخت آزمائی کوں
 پیا کے ابروے کچھ نے کیا ہے دل کوں سرگرداں
 جہاں جاتا ہوں وہاں تا ہے سائے کے نمون پچھے
 نہ ہووے چرخ کی گردش سوں کے حال میں گردش
 کدھی دام محبت سوں خلاصی اس کو ممکن نہیں
 نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت

وئی، یو مصرع رنگیں ہوا ہے ورد جان و دل
 فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا

(۳۵)

مجھ درد پہ دوا نہ کرو تم حکیم کا
 دیکھا ہوں قد و زلف و دہن پیو کا جب سی
 جنت میں کب دیے ہیں وہ رضواں کو مرتبہ
 پیو کے نزدیک انجھو کو مرے کچھ وقار نہیں

کرتا ہے اس کی زلف کی تعریف اے وئی

جو ہے مرید سلسلہ مستقیم کا

(۳۶)

دل کو گر مرتبہ ہو در پن کا
 جامہ زیاں کو کیوں تجوں کہ مجھے
 اے زباں کہ مدد کہ آج صنم
 حکمت عشق بو علی سوں نہ پوچھ

مفت ہے دیکھنا سری جن کا
 گھیر رکھتا ہے دور دامن کا
 منتظر ہے بیان روشن کا
 نہیں وہ قانون شناس اس فن کا

۹۷

آئینہ تجھ سے ہو کے ہم زانو غیرت افزا ہوا ہے گلشن کا
 امن میں تجھ نگہ سوں ہیں بے درد خوف نہیں مفلسوں کوں رہزن کا
 دل صد پارہ تجھ پلک سوں ہے بند خرقہ دوزی ہے کام سوزن کا
 تجھ نگہ سوں بہ شکلِ شانِ غسل دل ہوا گھر ہزار روزن کا
 ٹک وئی کی طرف نگاہ کرو
 صبح سوں منتظر ہے درشن کا

(۳۷)

ہر طرف ہے جگ میں روشن نام شمس الدین کا
 چین میں ہے شور جس کے ابروے پُر چین کا
 لکھ پہ لے رنگِ خجالت، چھوڑ کر معین گیا
 لعل نے سن کر سخن تیرے لب رنگین کا
 ہے ترے ہر موسوں روشن جلوہ گر رنگ وقار
 کیا عجب گر تجھ سے لیوے درس نت تمکین کا
 دیکھ تجھ پلکاں کوں بویا عاشق جاں بازیوں
 مرغ دل کے صید کوں چنگل ہے پوشاہین کا
 صورت تسکین نہیں دستی مگر اس حال میں
 اے وئی جب پیو پوچھے حال مجھ مسکین کا

(۳۸)

بدخشاں میں پڑیا ہے شور تیرے لعل رنگین کا
 ہوا ہے چین میں شہرہ تری اس زلف پر چین کا

عجب نہیں ہے اگر ساقی فلک کالے کماں ابرو

تری مجلس میں لیادے جام روشن ماہ سیمیں کا

لکھیا اے ظالم خوں خوار و صیاد دل عاشق

تری مژگاں نے میرے دل پر مضمون شاہیں کا

اٹھے شیریں سرِ تعظیم کوں اس کی ادب سیتی

اگر کسی کوہ کن بولے سخن تجھ عز و تمکین کا

ولی اُس طبع کا گلشن گل معنی سوں ہو روشن

جو کوئی دل کوں کرے مسکن مرے اشعار رنگیں کا

(۳۹)

خراباتی اُپر آیا ہے شاید دن خرابی کا

عجب رکھتا ہے کیفیت زمانہ نیم خوابی کا

کہ جیوں خفاش ہے دشمن شعاع آفتابی کا

بغیر از ماہ رو ہرگز تماشا ماہ تابی کا

لب تصویر پر ہے رنگ دائم لاجوابی کا

عجب کچھ لطف رکھتا ہے زمانہ نیم خوابی کا

کہ آئینے نے پایا ہے لقب حیرت مابی کا

ہوا ہے دل مرا مشتاقی تجھ چشم شرابی کا

کیا مدہوش مجھ دل کوں نیندی نین ساقی نے

خطِ شبِ رنگ کھتا ہے عداوت حسن خوابی کا

نہ جاؤں سخن گلشن میں کہ خوش آتا نہیں مجکو

نہ بو جھو اب ہوا ہے کم سخن و دلبہ رنگیں

پری رخ کوں اٹھانا نیند سوں بر جا ہے اے عاشق

نہ جانوں کس پری رو سوں ہوا ہے جا کے ہم زانو

ولی سوں بے حسابی بات کرنا بے حسابی ہے

نہیں و آشتا اے یار ہرگز بے حسابی کا

اے یہ شعر اس طرح بھی دیکھا گیا۔

پری رخ کوں اٹھانا نیند سوں بر جا نہیں عاشق عجب کچھ لطف رکھتا ہے زمانہ نیم خوابی کا

نہیں گئی تانسے احوال میری دل نگاری کا
 کہوں کس کن گریباں چاک کر دکھ بے قراری کا
 عجب نہیں اٹھ کے بے تاب سوں ہمارے کنا بے پر
 سنے گر ماجرا دریا ہمارے اشک جاری کا
 ترے غم میں نین سے جو نکلتا ہے انجھو باہر
 دو جاگو ہر کہاں ہے جگ میں اس کی آبداری کا
 تری دو انتظار کا ہے جسے حد ہو نہایت نہیں
 شکایت کس کنے جا کر کروں اس انتظار کا
 ہوئی ہے آرسی جو گن ترے مکھ کے تصویر میں
 بھبھوتی مون پہ لیا دم مارتی ہے خاک ساری کا
 کھڑا ہے راستی کے دم میں یک پگ پر سوجیوں جوگی
 ترے قدسوں لگا ہے دھیان سر جو باری کا
 ولی انکھیاں کی کر داوات پتلی کی سیاہی سوں
 لکھیا تیری صفت کوں لے قلم معنی نگاری کا

طالب نہیں مہر و مشتری کا دیوانہ ہوا جو تجھ پر ی کا
 یو غمزہ شوخ ساحری میں استاد ہے سحر سامری کا

لہ لاکر

۴۵ دم سادھے جوگی عموماً ایک ہی ٹانگ پر کھڑے ہوتے ہیں۔

تجھ تل سوں لے آفتاب طلعت
 کفار فرنگ کوں دیا ہے
 تیرا خط خضر رنگ لے شوخ
 توں سر سوں قدم تلک جھلک میں
 ممنون ہوں ذرہ پروری کا
 تجھ زلف نے درس کافری کا
 سلطان ہے خشکی و تری کا
 گویا ہے قصیدہ انوری کا
 خورشید ستی ہوا ہے ہم سر
 چیرا، ترے سر پر، زری کا
 ہے بند پیا کی بکت سری کا
 اے غنچہ نہ کر تو فخر، یو دل
 مشتاق نہیں سکندری کا
 پایا ہے جو کوئی دولت فقر
 چاکھیا جو مزہ قلندری کا
 کھیلکی لگے اس کوں شان دولت

کہتا ہے ولی پکار یوبات
 بندہ ہوں پیا کی دلبری کا

(۴۲)

شغل بہتر ہے عشق بازی کا
 ہر زباں پر ہے مثل شانہ مدام
 کیا حقیقی و کیا مجازی کا
 ذکر تجھ زلف کی درازی کا
 آج تیری بھواں نے مسجد میں
 ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا
 گر نہیں راز عشق سوں آگاہ
 فخر بے جا ہے فخر رازی کا

اے ولی سر و قد کو دیکھوں گا
 وقت آیا ہے سرفرازی کا

(۴۳)

یکایک مجھ و سائیک شہ جواں آسوار تازی کا
 کہ جن نے حق سوں پایا ہے خطاب عاشق نوازی کا

۱۰۱

نرک میرے کرم کر کر فصاحت ہو بلاغت سوں
 کہا دوسرے قد مجھ کوں سخن یوسف سرازری کا
 محبت یار بے پروا کی سینے میں ہے رات ہو رات
 یہی مطلب ہے رات ہو رات نمازی ہو نیاز کی
 مجھے بولیا کہ اگر عشق حقیقی سوں توں واقف نہیں
 تو بہتریوں ہے جادامن پکڑ عشق مجازی کا
 سنیا ہوں جب سوں یونکتہ وکی شیریں سخن سیتی
 لگیا ہے تب سوں شیوہ حجبی کوں میرے عشق بازاری کا

(۴۴)

پڑیا ہے لعل میں پر تو سخن تجھ لب کی ملائی کا
 بیاں ہے مہ سوں روشن تر تری صاحب کمالی کا
 تراقد مصرع برجستہ ہے دیوان عالی کا
 تری یو بیت ابرو شعر دستا ہے ہلائی کا
 گئی ہے خواب محفل کی ترے پاؤں کی سرخی سوں
 کہ جس کے عکس سوں رنگیں ہوا ہے نقش قالی کا
 تری لب کی حلاوت نے کیا مجھ طبع کو شیریں
 ہوا ہے نقل مجلس ذکر مجھ شیریں مقالی کا
 ہوا مجھ دل کی جنت میں سو ہریک آہ جیوں طوبی
 لٹک چلنا جو دیکھا، بس کہ میں سید معالی کا

اے ان، نرمی

نزاکت تجھ کمر کی دل نشیں ہے، اس سبب ساجن
 ہوا ہے شہرہ عالم میں مری نازک خیالی کا
 رنگیلے شعر کا کہنا کیا تھا ترک مدت سوں
 ترا یوقد ہوا ہے پھر کے باعث فکر عالی کا
 تر کا وہ طبع ہے ہموار اے رشک مہ کنعیاں
 کہ جس میں مؤبرا بر نہیں اثر بے اعتدالی کا
 ولی تجھ شعر کوں سنتے ہوئے ہیں مست اہل دل
 اثر ہے شعر میں تیرے شراب پر تگالی کا

(۳۵)

کیا ہوں جب سوں دعویٰ شاہ خواں کی غلامی کا
 علم بر پا ہوا ہے تب سوں میری نیک نامی کا
 اسے دشوار ہے جگ میں نکلنا غم کے پھاندے سوں
 جو کئی دیکھا ہے تیرے بر منیں جامہ دودامی کا
 اٹھاریجاں اگر چہ خواجہ بستیاں سرا لیکن
 دیا تجھ خط کوں اے یا قوت لب سر خط غلامی کا
 پری رویاں کے کوچہ میں خبر داری سوں جانے دل
 کہ اطراف حرم میں ڈر ہمیشہ ہے حرامی کا
 ہوا جو ہر شناس تیغ معنی اے ہلال ابرو
 کہ جن نے درس پایا ہے تجھ ابرو کی حسامی کا

اے پھندے اے بدن میں (بدن پر)۔ فارسی: دربر کردن۔ "پہننا"

۱۲۳

بے فریاد کے مانند کوہ بے ستوں میں جا
 اگر قصہ سنے خسرو تری شیریں کلامی کا
 اگر تجھ حسن کامل کی سنیں تعریف مہ رویاں
 تمام آکر کریں اقرار اپنی نامتسامی کا
 اگر تجھ حسن عالم گیر کو دیکھیں سخن فہماں
 نہ لاویں پھر زباں اوپر بیاں خوبان نامی کا
 لگے جیوں نخل ماتم سر و گلشن اُس کی انکھیاں میں
 تماشا جن نے دیکھا ہے سخن تجھ خوش خرامی کا
 حقیقت سوں تری مدت سستی واقف ہیں اے زاہد
 عبت ہم پختہ مغز اں سوں نہ کر اظہار خامی کا
 ولی لکھتا ہے تیری مست انکھیاں دیکھ اے ساتی
 بیاضِ گردنِ مینا اُپر دیوان جامی کا

(۴۶)

عبت غافل ہوا ہے گا فکر کر پیو کے پانے کا
 صفا کر آرسی دل کی سکندر ہو زمانے کا
 چراغ دل اگر گل ہے تو کر جیوں گل اسے روشن
 کہ یہ تحفہ ہے سالک کوں نرک حق کے لجانے کا
 نہ پاوے دین کی لذت جسے دنیا کی خواہش ہے
 قفل ہے لذت دنیا حقیقت کے خزانے کا
 نہیں یو آہ ہو رزاری جو سینے ہو رانکھاں میں ہے
 سمجھ بیشک کہ افسوں ہے یہ اُس پیو کے لبھانے کا

۱۰۴

موے کو جو بخشنے آہ حیواں بے گماں ہے حیوں

نین میں تیونچ پانی ہے سوتے دل کے جگاھنے کا

برہ کی آگ میں دھنسنے کی نہیں ہے کچھ فکر دل کوں

کہ حیوں غم نہیں ہے ابراہیم کو آتش میں جانے کا

وئی تجھ کو رکھیں گے شیر مرداں اپنی مجلس میں

رہے گر سگ ہو کہ دائم نبی کے آستانے کا

(۴۷)

لکھوں غنچے ابر حروف اس دہن کی نکتہ دانی کا

پر پروانہ اوپر لکھ سخن مجھ جاں فشانی کا

لکھا ہوں پردہ دل پر خیال اس یار جانی کا

سنیا ہے جب سے آوازہ تری روشن بیانی کا

نین سوں اپنے دے ساغر شراب ارغوانی کا

ہوا ہے شوق موہن کوں لباس زعفرانی کا

قلم ہے جو ہر آئینہ ناصاف مانی کا

لکھوں گر خامہ موسوں بیاں مجھ ناتوانی کا

یہا ہے مقتضا عالم میں ہنگام جوانی کا

کیا یک بات میں واقف مجھے راز نہانی کا

کتابت بھیجی ہے شمع بزم دل کوں اے کتاب

عزیزاں بعد مرنے کے نہ بوجھو تم کہ تنہا ہوں

چھپا کر پردہ فانوس میں رخ شمع ہے گریاں

پرت کی بزم میں تا سرخ روئی مجھ کوں ہو حاصل

بجا ہے گر کرے پرواز رنگ چہرہ عاشق

ترے لکھ کی صفائے حیرت افزا کیوں سکے لکھ

رہے دوڑو کمزریوں دیدہ تصویر حیراں ہو

شراب جلوہ ساقی سوں مت کر منع اے زاہد

وئی جن نے نہ باندھیا دل کوں اپنے نو نہالاں سوں

نہ پایا پھل جہاں میں ان نے ہرگز زندگانی کا

۱۰ (نسخہ) موے کو جو بخشا آہ حیواں میں اثر ہے حیوں

لیا ہے جب سوں موہن نے طریقہ خود نمائی کا
چڑھیا ہے آرسی پر تب سوں رنگ حیرت فرائی کا
اپس کی زلف کا فرکیش کی جھلکا رنگ دکھلا

کہ زاہد بے خبر دم مارتا ہے پارسانی کا
سُرج کوں گرا جازت ہو تو آوے سیس سوں چل کر
کہ اس کوں شوق ہے تجھ آستاں پر جہہ سائی کا
مرے دل کی حقیقت یوں ہوئی ہے شہرہ عالم
کہ جیوں مذکور ہوئے جگ میں تیری دل ربائی کا
کرے تا تجھ شکر لب سے طلب اک بوسہ شیریں
مرے دل نے لیا ہے اس سبب شیوہ گدائی کا
جو گئی تیری سیہ چشماں کوں سمجھا بے مروت کہ
بھروسا کیوں کے ہوئے اس کوں تیری آشنائی کا
سجمن کی انجمن میں ہوئے تب ہریک طبع روشن
ولی چرچا اچھے مجلس میں جب طبع آزمائی کا

جس وقت اے سری جن تو بے جواب ہوئے گا
مت جاچن میں لائن بلبیل پرت ستم کر
مت آئینے کوں دکھلا اپنا جمال روشن
نکلا ہے و دستم کر تیغ ادا کو لے کر
ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جیوں آفتاب ہوئے گا
گر می سوں تجھ نگر کی گل گل گلاب ہوئے گا
تجھ مکھ کی آب دیکھے آئینہ آب ہوئے گا
سینے کا عاشقاں کے اب فتح باب ہوئے گا
محشر میں تجھ سوں میرا آخر حساب ہوئے گا

مجکوں ہوا ہے معلوم اے مست جام خوبی تیری انکھیاں کے دیکھے عالم خراب ہوئے گا
 باتف نے یوں دیا ہے مجھ کو وئی بشارت
 اُس کی گلی میں جا تو مقصد شتاب ہوئے گا

(۵۰)

اس قدسوں جس چمن میں و دو نہاں ہوگا
 آوے گا گر سخن میں و و مایہ لطافت
 عالم میں جو ہوا ہے طالب تری بھواں کا
 ہے اُس کے حق میں ہر شب مانند روز محشر
 معنی کے ہے چمن کا جو بلبل معانی
 جیوں شمع گل ٹپیں گے شرمندگی سوں گل و
 کیا سرو کیا صنوبر ہر یک نہاں ہوگا
 شرمندہ اس کے آگے آب زلال ہوگا
 اس کے نگین دل پر نقش ہلال ہوگا
 جس کوں فراق جاناں سینے کا سال ہوگا
 تجھ گل بدن کے دیکھے رنگیں خیال ہوگا
 جس انجمن میں حاضر گو بند لال ہوگا

البتہ وصف تیرا لاوے گا ہر سخن میں
 جو شعر میں وئی سا صاحب کمال ہوگا

(۵۱)

تجھ غمزہ خوں ریز سوں لڑ کون سکے گا
 تجھ حسن کے بازار میں دیوانہ دل کوں
 پھرتی ہیں سیہ مست ہو شمشیر نظر لے
 ہیں خضر کے چشمے سوں ترے لب یو لبالب
 تجھ ناز ستم گر سوں جھکڑ کون سکے گا
 بن زلف کی زنجیر جھکڑ کون سکے گا
 بن نیندا ان انکھیاں کو پڑ کون سکے گا
 بن سبزہ خطا اُس کوں نیر کون سکے گا
 تجھ زلف کا بتار لکھا آج وکی نے
 اس سحر کے طومار کوں پڑ کون سکے گا

(۵۲)

تجھ نین کے شسوار سوں لڑ کون سکے گا
 بن نیندا اس انکھیاں کوں پڑ کون سکے گا
 لہ تجھ نین کے ساموں سوں اکڑ۔ ن لہتی۔

خوش آب جاتی ستیں یو لب ہیں لبالب
تجھ زلف کے تاراں نہیں ہے سحر کا بستا
بدست دو پستاں ترے سینے پہ ہیں قائم
دریاے برہ غم میں مجھے دل ہے سویونس

مانند ولی تجھ سوں جو پایا شرف وصل

اس بانج اپس دل سوں بچھڑ کون سکے گا

(۵۳)

زرد رو ہے جو کیا ہے فکر تسخیر طلا
کیوں کرے آلودہ زرجگ منیں صید مراد
گر غرض ہے تجھ کوں صافی باز رکھ دنیا سوں ہاتھ
نہیں ہے حاصل غیر گردش اس کوں جگ میں رات دن
دیکھ کر تجھ کھکھ کے پر تو کوں لے رشک آفتاب
جب سنا تجھ حسن سوں دعویٰ کیے ہیں اختر اں
شمع تیری بزم میں جس وقت ہوئے جلوہ گر
بواہوس رکھتے ہیں دام فکر رنگِ عاشقاں
زندگی زریں لباساں کی گئی بازی منیں
آہ سوں عاشق کی عارف بوجھتے ہیں حال دل
یوں زمین عشق میں ہے، دام عاشق نام یار
شکل تجھ بت کی جو مجھ دل میں منقش ہوئے ہے

اے ولی یو شعر ہے لبریز معنی سر بسر

ہے بجا اطراف اس کے گر ہو تحریر طلا

۱۰۸

(۵۴)

پی کے ہوتے نہ کرتوں مہ کی ثنا معتبر نہیں ہے حسن دور نما
باعث نشہ دو بالا ہے حسن صورت کے ساتھ حسن ادا
لے گل باغ حسن مکھ سوں ترے جلوہ پیرا ہے رنگ و بوے حیا
ماہ نو تجھ بھواں پہ کر کے نظر سوں مغرب چلیا ہے رو بہ قفا
سرخ رویاں منیں سر آمد ہے تجھ قدم کے اثر سوں رنگ خنا
نہیں ہے گل پی کے مکھ سا عالم میں قائل اس بات کی ہے باد صبا

لے ولی مجھ سخن کوں و و بوجھے
جس کو حق نے دیا ہے فکر رسا

(۵۵)

تیرے شکر لب کوں اب مثل غسل بولنا بلکہ غسل ہے یو اصل اُس کوں نقل بولنا
تجھ قد و قامت آگے سر و ہوا سرنگوں تجھ سے رواں سرو آگے سرو کوں شل بولنا
مکھ کے صدق میں تیرے در ہے مبارک بچن دُر سمندر اسے سٹ کے غسل بولنا
بات کی مجلس منیں میر سخن تو سچھ ہے جگ میں مسجا تجھے جلیبھ سنہل بولنا

مور ضعیف ہے ولی خاک قدم ٹھارے
بلکہ ضعیفی منیں اُس تے نبل بولنا

(۵۶)

تجھ حسن عالم تاب کا جو عاشق شیدا ہوا
ہر خوب رو کے حسن کے جلوے سوں بے پروا ہوا
دیکھا ہے تیرا زلف کے حلقے کو جن نے یک نظر
تجھ خال کے نقطے من و و بے سرو بے پا ہوا

۱۰۹

جس وقت سوں تجھ قد کے تیں لائے ہیں شاعر فکر کر
 اس وقت سوں عالم منیں نرخی سخن بالا ہوا
 ہیں صلح کل کے گوہراں میرے سخن سوں جلوہ گر
 از بس کہ وسعت مشربی سوں دل مرادریا ہوا
 پایا ہے جگ میں اے وئی وہ لیلیٰ مقصود کوں
 جو عشق کے بازار میں مجنوں نمون رسوا ہوا

(۵۷)

تجھ برہ کی آتش منیں دل جل کے انکارا ہوا
 اس کے اُپر جلنے کوں جیو جیوں عنبر سارا ہوا
 تجھ مکھ کے مصحف کے بھتر آیت جو دیکھی تہر کی
 ہیبت سوں جیوں زیر و زبر دل ٹوٹ سپارا ہوا
 فریاد کے تیشے سوں مجھ ادھکا ہوا ہے غم ترا
 ہر آہ دل کوں چیرنے سینے بھتر آرا ہوا
 گلشن منیں اس خلق کے و دکھ ہے تیرا رشک گل
 شبنم عرق کا جب اڑا ا فلاک کا تارا ہوا
 مجھ نین کے یعقوب کی نظارہ بازی پیر تھی
 یوسف کے دیکھے سوں جواں بھرا آج نظارا ہوا
 مارا ہے جس کوں اے صنم و درات دن تجھ پاس ہے
 دامن کوں بلکا گرد ہو تجھ راہ کا مارا ہوا
 غافل نہ رہ اے سنگ دل ہرگز وئی کے حال سوں
 جس آہ کی آتش کوں سن خارا کا دل پارا ہوا

(۵۸)

تجھ مکھ کا یوتل دیکھ کر لالے کا دل کالا ہوا
مستی منیں محشر تلک کو نین کوں بسر ہے دو
تجھ دور خطا سوں طوق جیوں تہتاب پر ہالا
گل زار کے مبحث منیں تھی راستی کی گفتگو
جو تجھ نین کے جام سوں مدھ پی کے متوالا ہوا
کاہل نین کا دیکھ کر بولے ہیں یوں جادو گرا
شمشاد پر تجھ سرو کا اکثر سخن بالا ہوا
عشاق کی تسخیر کوں یو سحر بنگا لا ہوا
ہر مو پلک کا ہاتھ میں ان کے سو جوں بھالا
مشتاق تیرے درس کا جنت سوں نروالا ہوا
جلتا ہے دوزخ رات دن تیرے جلے کے رشک

سٹ نین کی شمشیر کی اوچھڑ وئی کے دل اُپر
تیرے شکار ستاں میں یو نخچیر ہے پالا ہوا

(۵۹)

جب صنم کوں خیال باغ ہوا
فوج عشاق دیکھ ہر جانب
طالب نشہ شراب ہوا
ناز نین صاحب دماغ ہوا
رنگ سوں تجھ لبوں کی سرخی پر
حسگر لالہ داغ داغ ہوا
دل عشاق کیوں نہ ہوے روشن
جب خیال صنم چراغ ہوا

اے وئی گل بدن کوں باغ میں دیکھ
دل صد چاک باغ باغ ہوا

(۶۰)

جلوہ گر جب سوں ود جمال ہوا
فیض تشبیہ قد دلبر سوں
نور خورشید پائمال ہوا
سرو گلشن منیں نہال ہوا
نشہ سبزی خطِ خوباں
والی عالم خیال ہوا
یاد کر تجھ بھواں کی بیت بلند
ماہ نو صاحب کمال ہوا

دیکھ کر تجھ نگاہ کی شوخی
 ہوش عاشقِ رم غزال ہوا
 حسن اس دل ربا کامت سوں
 عکس آئینہ خیال ہوا
 وصف میں تجھ بھواں کے ہر مصرع
 ثانی مصرع ہلال ہوا
 جس نے دیکھا ہے تجھ نگہ کی تیغ
 پھر کے جینا اسے محال ہوا
 عزل مجنوں کے بعد مجھ کوں وتی
 صوبہ عاشقی بحال ہوا

(۶۱)

جب تجھ عرق کے وصف میں جاری قلم ہوا
 نقطے پہ تیرے خال کے باندھا ہے جن نے دل
 تجھ فطرت بلند کی خوبی کوں لکھتے سلم
 طاقت نہیں کہ حشر میں ہووے ووداد خواہ
 بے منت شراب ہوں سرشارا نبطا
 جن نے بیاں لکھا ہے مرے رنگ زرد کا
 عالم میں اس کا ناؤں جو اہر رقم ہوا
 وودا رُہ میں عشق کے ثابت قدم ہوا
 مشہور جگ کے بیچ عطار و رقم ہوا
 جس بے گنہ پہ تیری نگہ سوں ستم ہوا
 تجھ نین کا خیال مجھے جامِ جم ہوا
 اس کوں خطابِ غیب سوں زریں رقم ہوا
 شہرت ہوئی ہے جب سے ترے شعر کی دلی
 مشتاق تجھ سخن کا عرب تا عجم ہوا

(۶۲)

تصویر تیری دیکھ کر سارا جگت حیراں ہوا
 ابرو کی کشتی مت چھپا اس وقت اے درویش
 نہیں خال تیرے لکھ اپریہ دل ہے اس کا اے صنم
 سنبل پڑیا ہے دام میں تجھ زلف کے گل بدن
 وہ عاشقی کے کیش میں ثابت ہے دائم اے وتی
 تجھ زلف کے کوچے میں دل جا کے سرگرداں ہوا
 تجھ نین کی گردش ستمی عالم میں طوفان ہوا
 تیری زلف کوں دیکھ کر جو دشمن ایماں ہوا
 تجھ خطا کی خوبی دیکھ کر فرماں میں نافرماں ہوا
 تجھ سے کماں ابرو پر جو جو سوں قرباں ہوا

۱۱۲

(۶۳)

عشق سوں تیرے صنم جیو پہ طوفاں ہوا
مسکنِ اشکِ نین سا حل دامان ہوا
اے گل باغ ادا، سر و ترے قدانگے
دل پہ ہر آزاد کے صورت سوہاں ہوا
درد سوں آیا مری شام پہ روزیہ
صبح کا مجھ حال سوں چاک گریباں ہوا
کنج میں تجھ عشق کے جن نے کیا ہے مقام
اس کوں ٹوٹا بوریا تخت سلیمان ہوا
بس کہ اے نور نین تجھ میں ہے انسانیت
عشق سوں تیرے صنم صورت انساں ہوا
جب سوں ترے مکھ کی یاد کرتا ہوں اے گل بد
تب سوں ہر اک زخم دل باب گلستاں ہوا
تیری آنکھیاں کے آگے کیوں کے ہر اک اسکے
مدنگہ چوب دار ہر مژہ درباں ہوا
جگ کے دل اے برہمن کانپتے ہیں مثل بید
جب سوں یو ہندوے خال دشمن ایماں ہوا

تب سوں ولی کی زباں تیز ہے تجھ وصف میں

تجھ مژہ شوخ کا جب سوں زباں داں ہوا

(۶۴)

دو مرا مقصود جان و تن ہوا
جس کا مجھ کوں رات دن سُمرن ہوا
مثل میناے شراب بزمِ حسن
حوضِ دل تجھ عکس سوں روشن ہوا
نور کا ہے گنج تیرا یو جمال
حسن کے گوہر کا توں معدن ہوا
بس کہ یادِ حسن حیرت بخش ہے
دل مرا صافی میں جیوں درپن ہوا

جو ولی ہے مرجع ہر جزو کل

دو مرا مقصود جان و تن ہوا

(۶۵)

ہرا نچھو تجھ غم میں اے رنگیں ادا گل گوں ہوا
غیرت گل زار جنت دامن پڑ خوں ہوا

۱۱۳

ہے پسند طبع عالی مصرع سر و بلند

جب سوں گلشن میں ترا قد دیکھ کر موزوں ہوا

رات دن آنجھواں میں اپنے شاستر کرتا ہے تر

اے برہمن دیکھ تجھ کوں بید خواں مجنوں ہوا

گر نہیں ہے خنجر بے داد خواں کا شہید

دامن صد چاک گل کس واسطے پُر خوں ہوا

ہر غزل میں وصف لکھتا ہے ترے بے اختیار

تجھ نگاہ با ادا سوں جب ولی ممنوں ہوا

(۶۶)

چس چس جیس کو دیکھ خجل نقش چس ہوا

تجھ لب مٹھے کوں دیکھ پھکا انگبیں ہوا

تجھ خال کا خیال مجھے دل نشیں ہوا

مجھ دل کے دائرے میں سویدانہ بوجھ توں

وہ نقش پاک زینت رے زمیں ہوا

مسجد آفتاب ہوا ہے شرف سوں آج

تجھ یاد میں زبس کہ یودل دور میں ہوا

تو جہاں رہتا ہے وہاں تجھے دیکھتا ہوں میں

عنبر سوں موج بحر میں جا ہم نشیں ہوا

تجھ زلف کا خیال کہ وہ رشک مشک ہے

اس اشرف المکاں میں یودل جائیں ہوا

پی کی گلی نگاہ کر وہ ہے عجب مکاں

ہے آج مجکوں جگ میں وتی دست گاہ جم

اس کا خیال دل میں نقش نگیں ہوا

(۶۷)

سر اُپر اس کے بگولاتاج سلطانی ہوا

تخت جس بے خانماں کا دشت دیرانی ہوا

اپنے جوہر کی حیا سوں سر بسر پانی ہوا

کیوں نہ صافی اس کوں حاصل ہو جو مثل آرکا

جلوہ گر کب اُس اُنکے یو عالم فانی ہوا

زندگی ہے جس کوں دائم عالم باقی میں

۱۱۲

بے کسی کے حال میں یکاں میں تنہا نہیں غم ترا سینے میں میرے ہمدم جانی ہوا
 لے ولی غیرت سوں سورج کیوں جلے نہیں رات دن
 جگ منیں دو ماہ رشک ماہ کنعانی ہوا

(۶۸)

پھر میری خبر لینے و وصیاد نہ آیا شاید کہ مرا حال اسے یاد نہ آیا
 مدت سستی مشتاق ہیں عشاق جفا کے بے داد کہ و و ظالم بے داد نہ آیا
 جاری کیا ہوں مجھے رواں اشک رواں سوا افسوس کہ و و غیرت شمشاد نہ آیا
 جس غم منیں موزوں کیا ہوں آہ کامصرع و و مصرع دل چسپ پر ی زاد نہ آیا
 پہنچی ہے ہر اک گوش میں فریاد ولی کی
 لیکن و و صنم سننے کوں فریاد نہ آیا

(۶۹)

افسوس اے عزیزاں و و سم بر نہ آیا مجھ درد کی خبر سن و و بے خبر نہ آیا
 بیمار پر برہ کے نہیں گئی کہ مہرباں ہو مجھ دکھ کے پوچھنے کو جز درد سرنہ آیا
 مدت تلک جنگل میں دیوانہ ہو پھر اسیں آخر کوں و و پری رومی نری نظر نہ آیا
 آزاد سوں سُنیا بول یہ مصرع مناسب ”جس سوں و دیار ملتا ایسا سرنہ آیا“
 کیوں عاشقاں کی صفت میں پاویں و و سر زنی جن کی آنکھیاں کے او پر خون جگر نہ آیا
 میں غم سوں گل سراپا جیوں مو ہوا ہوں لیکن مجھ ناتواں کی جانب و و مو کمر نہ آیا
 عشاق مستفق ہو کہتے ہیں جان و دل سوں ہرگز میں کے او پر تجھ سا بشر نہ آیا
 کچھ نقد جاں کا کھونا تخصیص نہیں ولی کی
 نہیں گئی کہ تجھ گلی میں دل کوں بسر نہ آیا

(۷۰)

بے داد ہے بے داد کہ وویار نہ آیا
صدحیف ہے صدحیف کہ ووناز واداسو
فریاد ہے فریاد کہ غم خوار نہ آیا
یک بار مرے برمنیس دل دار نہ آیا
کیا اس کوں مرے حال پہ کچھ پیار نہ آیا
ہیہات مرے جیو کا خریدار نہ آیا

کیا ہے سبب اس وقت ولی جیو کوں لینے
لے ہات خنجر قاتل خوں خوار نہ آیا

(۷۱)

صدحیف کہ وویار مرے پاس نہ آیا
بیگانی لگی بات یگانے کی عجب ہے
میرا سخن راست اسے راس نہ آیا
آخر کوں اُسے غیر سوں و سو اس نہ آیا
افسوس و دگل دستہ خوش باس نہ آیا
ہرگز ووجھانے کوں مری پیاس نہ آیا
ووباغ محبت کا انتاس نہ آیا
جس باج مرے سینے پہ ہر آن ہے یک سال
اُس ماہ بناتن پہ مرے ماس نہ آیا
یوبات ولی دل کی سیاہی سوں لکھا ہوں
وہ فورین حیف مرے پاس نہ آیا

(۷۲)

ترے بن مجکوں اے سا جن یو گھر اور بار کرناں کیا
اگر تو نا اچھے مجھ کن تو یو سنسار کرناں کیا

۱۵۱، ۱۷ فریاد ہے، فریاد۔

۱۵۱، ۱۷، ۱۷ بے داد ہے بے داد۔

مُنڈی گردن منے بھا کر اپس کے آپ منصف ہو

نگارا یونچھ بک بک کراتا بزار کرناں کیا

اگے جب سوں نہ آنے کی تھی غسامن میں تمنا کے

تو مجھ سے دکھ بھری سوں پھر جھوٹا اقرار کرناں کیا

پتیارا نہیں ترے کہنے کا چپ حیران کرنا ہے

جو من میں نہیں چھ ملنے کا تو پھر تکرار کرناں کیا

ترے آنے کی باٹ اوپر بچھائے ہوں میں آنکھیاں کو

توں بیگی آ، کہ تجھ بن مجکوں یہ گھر دوار کرناں کیا

تمھیں ملنے سوں گر اپنے سہاگن نا کر دگے مجھ

تو جوڑا گجکری کا اور کر یلا دھار کرناں کیا

جو کئی جالے پرت کی آگ میں تن من کو یوں اپنے

ولی سنگم بنا، ایسے کوں پھر آدھار کرناں کیا

(۱۳۷)

پرت کی کنٹھا جو پہنے اسے گھر بار کرناں کیا

ہوئی جو گن جو کئی پی کی اسے سنار کرناں کیا

جو پیوے نیریناں کا اسے کیا کام پانی سوں

جو جھو جس دکھ کا کرتی ہے اسے آدھار کرناں کیا

سکھی تمنا کوں ارزانی یہ کسوت ہو زری نہ سب

دو ہے جو جیوں سوں بزار اسے سنگھار کرناں کیا

۱۳۷ یہ غزل بہت قدیم نسخوں میں نہیں ہے۔

خجالت کی گرد آنجھواں کے پانی سوں گلابے میں
 بنانے غم کے گھر مجکوں دو جا معمار کرناں کیا
 نہیں کئی دھرم دھاری جو کہے یتیم سوں سمجھا کر
 کہ دکھیا کوں بچھو ہی سوں اتا بیزار کرناں کیا
 محل دل کا تری خاطر بنایا ہوں میں دل جاں سوں
 جدائی سوں اسے تک بارگی مسمار کرناں کیا
 سہیلیاں جب تلک مجھ سوں نہ بولیں گے ولی آکر
 مجھے تب لگ کسی سوں بات ہو رگفتار کرناں کیا

(۷۴)

اہل گلشن پہ ترے قد نے جب امداد کیا ، اولاً سرو عنلا می سستی آزاد کیا
 اس کی تعظیم ہوئی اہل چمن پر لازم بلبیل باغ نے جب مصحف گل یاد کیا
 روز ایجاد تری چشم سوں اے نور نظر حسن کی فرد پہ دیوان ازل صدا کیا
 جن نے عشاق کے چہرے کوں دیار نگیناڑ معنی ناز کوں تجھ قد سستی ایجاد کیا
 سب سوں ممتاز ہوا سلسلہ معنی میں دل دیوانہ کوں جب عشق نے ارشاد کیا
 سینہ بلبیل قمری کوں کیا مخزن درد جب کہ اس سرور نے سیر گل و شمشاد کیا
 آج تجھ یاد نے اے دلبر شیریں حرکات آہ کوں دل کے اُپر تیشہ فرہاد کیا
 اے ولی جب سوں کیا عشق میں تحصیل جنوں
 روح مجنوں نے اپس کا مجھے استاد کیا

(۷۵)

مستی نے تجھ نین کی مجھے بے خبر کیا دل کوں مرے بھواں نے تری جیوں بھنور کیا
 تیری نگہ کے تیر کی ہیبت کوں دل میں رکھ سورج نے تن ایسا کا سرا سر سپر کیا

۱۱۸

تجھ مہر کا ہوا ہے دل و جاں سوں مشتری
 جب سوں ترے جمال پہ مہ نے نظر کیا
 تب سوں ہوا ہے محمل لیلیٰ کی شکل دل
 جب سوں ترے خیال نے دل میں گزر کیا
 جیوں سرو بے خزاں ہے جہاں میں و دسبز
 تیرے قد بلند پہ جن نے نظر کیا
 ہر شب تری زلف سوں مطول کی بخت تھی
 تیرے دہن کوں دیکھ سخن مختصر کیا
 حق تجھ عذار دیکھ کے سرچا ہے رنگ گل
 پیدا ترے لباًں ستا شہد و شکر کیا
 دیکھا ہے یک نگہ میں حقیقت کے ملک کوں
 جب بے خودی کی راہ میں دل نے سفر کیا

تیرا پو شعر جگ میں موثر ہے اے ولی
 تو دل منیں ہر ایک کے جا کر اثر کیا

(۷۶)

دل میں جب عشق نے تاثیر کیا
 فرد باطل خط تدبیر کیا
 بند کرنے دل و حشت زدہ کوں
 دام زہ زلف گرہ گیر کیا
 موج رفتار نے تجھ قد کی صنم
 سرو آزاد کوں زنجیر کیا
 سبز سختوں میں اسے لکھتے ہیں
 وصف تجھ خط کے جو تحریر کیا
 جزالم اس کوں نہ ہوئے حاصل
 عشق بے پیر کوں جو پیر کیا
 شمع مانند جلی اس کی زباں
 جن نے مجھ سوز کی تقریر کیا

گر یہ و گردِ ملامت سوں ولی
 خانہٴ عشق کوں تعمیر کیا

اے کئی دیوانوں میں اس غزل کا دوسرا مطلع اور دیکھا گیا۔ وہ مطلع ثانی یہ ہے

تجھ قد نے اہل دید کوں کو عالی نظر کیا
 تجھ رخ نے شوق بدر کا دل سوں بدر کیا

کشور دل کوں ترے ناز نے تسخیر کیا
 پیچ سوں نقد دل عاشق بے تاب کوں لے
 عاشق زار سمجھ مجھ سوں ہوا ہے بزار
 نالہ شوق نے شعلے کی زباں سوں جیوں برقا
 کیونکہ ذرات جہاں تجھ کوں پرستش نہ کریں
 گردِ غم آبِ نین، درد کے معمار نے لے

اے دلی شوخ کی زلفاں کی سیاہی لے کر
 قصہٴ حال پریشاں کوں میں تحریر کیا

خدا نے مکھ پہ ترے باب حسن باز کیا
 یو مکھ ترا ہے جیوں مسجد بھواں ہیں جیوں محراب
 گھلا ہوں شمعِ نمط اُس کے مکھ کے پر تو سے
 فدا کیا ہوں یو قامت اُپر دل و جہاں کوں
 کمند شوق میں کھینچا ہے زہرہ رویاں کو
 مثال زلفِ پڑی دل کی فوج بیچ شکست
 خدا دیا ہے مجھے صد ہزار عجز و نیاز

دلی اپس کے قدم بوس کے شرف سوں مجھے
 ہزار شکر کہ دلبر نے سرفراز کیا

صحن گلشن میں جب خرام کیا
 حق ترا جگ میں کیوں نہ ہو حافظ
 سر و آزاد کوں غلام کیا
 کہ تجھے حافظ کلام کیا
 کا ملیت کا تجھ کوں تھا دعویٰ
 حق نے دعویٰ ترا تمام کیا
 دو بھواں ہم سوں کیوں ہوں بانگی
 ماہ نونے جسے سلام کیا
 غمزہ شوخ نے بہ نیم نگاہ
 کام عشاق کا تمام کیا
 حق نے تجھ قد کوں دیکھ مثل الف
 خوش قد اں کا تجھے امام کیا
 کاف کوئی ہے تجھ کمر کا بیچ
 جگ میں اس کو سر کلام کیا
 تجھ دہن نے کہ میم معنی ہے
 دل سیما ب میں مقام کیا
 تاکہے خلق تجھ کوں ماہ تمام
 زلف تیری کوں حق نے لام کیا
 گل رھاں خوف سوں ہوئے یکسو
 تجھ نگہ نے جب اہتمام کیا

نام تیرا دلنی نے اے اکمل
 شوق سوں در د صبح و شام کیا

تجھ زلف کے مشتاق کوں مشک عنبر سوں کام کیا
 طالب جو تیرے لب کے ہیں اُن کوں شکر سوں کام کیا
 بوجھے ضرر کوں جو نفع اور نفع کوں بوجھے ضرر
 اُس عاشق ممتاز کوں نفع و ضرر سوں کام کیا
 جو بھید سوں محرم نہیں ہو طعن عاشق پر رکھے
 یو عاشق جاں باز کوں اس بے خبر سوں کام کیا

غافل قیامت کے بھتر اپنے کیے کوں پائیں گے
 جو کام کہتے بھاں درست ان کوں حشر سوں کام کیا
 یو شعر سن دل سوں ولی خطرہ گہر کا کارٹا سٹ
 میرا سخن جس کن اچھے اس کوں گہر سوں کام کیا

(۸۱)

ہے قد ترا سراپا معنی ناز گویا
 معنی طرف چلیا ہے صورت سوں یوں مراد
 ہر یک نگہ میں تیری ہے نغمہ محبت
 اے قبلہ رو ہمیشہ محراب میں بھوال کی
 تیری کلمہ مصور چتر ہے اس ادا سوں
 تجھ زلف کوں جو بولیا ہم دوش مصرع قد

پوشیدہ دل میں میرے آتا ہے راز گویا
 سورت سستی چلیا ہے کعبے جہاز گویا
 ہر تار تجھ نگہ کا ہے تار ساز گویا
 کرتی ہیں تیری پلکاں مل کر ناز گویا
 کتیا ہے صرف اس میں ناز و نیاز گویا
 رکھتا ہے مجھ برابر و فکر دراز گویا

وہ قاتل ستم گر آتا ہے یوں ولی پر
 جلدی سوں کھیدا اوپر آتا ہے باز گویا

(۸۲)

چشم دلبر میں خوش ادا پایا
 سیر صحرا کی توں نہ کر ہرگز
 جب نہ آیا تھا شکم مادر میں
 اسم اللہ و دمیم احمد ہے
 حفظ کرنے کوں مصطفیٰ رو کوں
 بعد شاہ نجف ولی اللہ
 اس معانی کوں بوالہوس ناداں

عالم دل کوں مبتلا پایا
 دل کے صحرا میں گر خدا پایا
 ابتدا سوں نہ انتہا پایا
 حق ستیں حق کوں حق نما پایا
 فیہ خیراً و حافظا پایا
 پیر کامل علی رضا پایا
 کیوں کے سمجھے ولی نے کیا پایا

رویت ب

(۸۳)

ترے جلوے سوں اے ماہِ جہاں تاب
 ترے مکھ کے سُرج کوں دیکھ جیوں برن
 رکھوں جس خواب میں تجھ لب اُپر لب
 تری نیناں دو قاتل ہیں کہ جن پاس
 ہوا دل سر بسر دریا کے سیلاب
 ہوئے ہیں عاشقاں سر تا قدم آب
 مجھے شکر سوں شیریں تر ہے دو خواب
 دوا برو کی ہیں دو تیغ سے تاب
 وئی تجھ سوز میں اے آتشیں خو
 سراپا ہے بہ رنگ شعلہ بے تاب

(۸۴)

کیوں ہو سکے جہاں میں ترا ہم سر آفتاب
 دیکھا جو تجھ کوں آپ سوں روشن جگت میں
 آیا ہے نقل لینے ترے مکھ کتاب کی
 گرمی سوں بے قرار ہو نکلیا سنے کوں کھول
 ہندو سُرج کوں دور سوں نت پوجتے ولے
 جن نے ترے جمال پہ کیتا ہے یک نظر
 پوجا کوں تجھ درس کی ہو جو گی فلک اُپر
 تجھ مکھ کے آفتاب اُپر گر کرے نگاہ
 تجھ حسن کی اگن کا ہے یک اٹکر آفتاب
 شرموں لیا نقاب زریں مکھ پر آفتاب
 تار خطوط سیتی بنا مسطر آفتاب
 تجھ عشق کا پیا ہے مگر ساغر آفتاب
 ہندوے زلف کے ہے بغل بھیترا آفتاب
 دیکھا نہیں و دوپہر کے نظر بھر کر آفتاب
 نکلیا ہے پہن جامہ خاکستر آفتاب
 پنہاں ہو ہر نظر سستی جیوں اختر آفتاب
 جگ میں وئی سوس کوں برابر کہے ترے
 ذرے سوں ہے نزدیک ترے کتر آفتاب

لے کیا

ترے مکھ پر اے نازنین یونقاب
 ادا فہم کے دل کی تسخیر کوں
 جھلکتا ہے جیوں مطلع آفتاب
 تراقد ہے جیوں مصرعِ انتخاب
 بجا ہے ترے حسن کی تاب سوں
 تری زلف کھاتی ہے گریب و تاب
 نظر کر کے تجھ مکھ کی صافی اُپر
 ہوئی شرم سوں آرسی غرقِ آب
 ترے عکس پڑنے سوں اے گل بدن
 عجب نہیں اگر آب ہو دے گلاب
 ترے وصل میں اس قدر ہے نشاط
 کہ مائل کوں آئے ہے راحت سوں خواب

کر میں بخت میرے اگر ٹک مدد
 دلی اُس سجن سوں بلوں بے حجاب

جب سوں دو نازنین کی میں دیکھا ہوں چھب عجب
 دل میں مرے خیال ہیں تب سوں عجب عجب
 جاتا ہے دن تمام اسی مکھ کی یاد میں
 ہوتا ہے فکر زلف میں احوال شب عجب

قطعہ

بے تاب ہو کے مثل گدایاں نزدیک جا
 بے باک ہو کے تب یو کیا میں طلب عجب
 دو نین سوں ترے ہے دو بادام کا سوال
 سن یو سوال دل میں رہا پتہ لب عجب
 بولیا میری نگاہ کی قیمت ہے دو جہاں
 جس دیکھنے سوں دل میں ترے ہے طرب عجب

اس دولتِ عظیم کوں یوں مفت مانگنا
 لگتی ہے بات مجکوں تری بے ادب عجب
 کیتا میں اس سوال میں دو جا بھی اک سوال
 کہ بہرہ مند لب سوں کہ تیرے ہیں لب عجب
 یک بار اس سوال میں سن یہ دو جا سوال
 دل میں رہا اپس کے دو شیریں لقب عجب
 اول تو شوخ آ کے غضب میں غصہ کیا
 سر تا قدم دو ناز اٹھایو غضب عجب
 جیو میں اپس کی ہمت عالی پہ کر نظر
 شیریں لبوں سوں اپنے چکھایا رطب عجب
 اس شعر کی یہ طرح نکالا ہے جب ولی
 یواختراع سن کے رہے دل میں سب عجب

(۸۷)

ملیا دو گل بدن جس کوں اُسے گلشن سوں کیا مطلب
 جو پایا وصل یوسف اُس کوں پیرا ہن سوں کیا مطلب
 مجھے اسباب خود بینی سوں دائم عکس ہے دل میں
 کیا جو ترک زینت کوں اسے درپن سوں کیا مطلب
 سخن صاحب سخن کے سن کے ملنے کی ہوس مت کر
 جو اہر جب ہوئے حاصل تو پھر معدن سوں کیا مطلب
 عزیزاں باغ میں جانانہیٹ دشوار ہے مجھ کوں
 گلی گل رو کی پایا ہوں مجھے گلشن سوں کیا مطلب

۱۲۵

وئی جنت منیں رہنا نہیں درکار عاشق کوں
جو طالب لامکاں کا ہے اسے مسکن سوں کیا مطلب

(۸۸)

ہوا تجھ غم سوں جاری شوق کا طومار ہر جانب
ہوا ہے گرم تیرے عشق کا بازار ہر جانب
تماشا دیکھ اے لیلیٰ کہ تیرے غم کی گردش میں
بگولے کی نمط پھرتا ہے مجنوں خوار ہر جانب
برہ میں دیکھ کہ فریاد پر شیریں کو سنگیں دل
اسی فریاد میں ہے رات دن کہسار ہر جانب
زبان حال سوں مجھ کوں کہا زگس نے سمجھا کہ
کہ اس انکھیاں کے ہر گلشن میں ہیں بیمار ہر جانب
ہوا ہے مست اس کے جام لب سوں باغ میں لالہ
کہ جس کے مکھ کے جلوے سوں گھلا گلزار ہر جانب
تمسک نہر سوں اس کی رکھا ہوں نہر سوں دل میں
کہ جس کے خال و خطا کی جگ میں ہے گفتار ہر جانب
تفحص کر کے دیکھا میں ہراک کے مدرسے میں جا
اسی کے حسن کے مطلب کا ہے تکرار ہر جانب
ہراک لبریز ہے خم تجھ محبت کے اثر سیتی
ہراک ساغر تری نیناں سوں ہے سرشار ہر جانب
وئی تجھ طبع کے گلشن میں جو گئی سیر کرتے ہیں
وہ تحفہ کر لے جاتے ہیں گل اشعار ہر جانب

رویت

(۸۹)

مدت کے بعد آج کیا جوں ادا سوں بات
کھلنے سوں اس لبوں کے ہوا حل مشکلات
دیکھے سوں آج مجھ پہ شبوں روز نیک ہے
ووزلف و مکھ کہ جس سوں عبارت ہے دیں وراثت
میٹھی تر کا یو بات اے نت نبات رینہ
گو یا رکھے ہیں لب میں ترے مایہ نبات
ظلمات سوں نکل کے جہاں میں عیاں اچھے
گر حکم لیوے لب سوں ترے چشمہ حیات
تجھ ناز ہو راد اسوں مر کا یہ ہے عرض غرض
یا عین التفات ہو یا حکم التفات
تب سوں اٹھا ہے دل سوں مرنے غیر کا خیال
تیرا خیال جب سوں ہوا ہے مرے سنگات
اُس وقت مجھ کوں عیش دو عالم ملے ولی
جس وقت بے حجاب کروں پیو سنگات بات

(۹۰)

سبز چیرے نے ترے اے سبز بخت
مجھ دل مجروح کے حق میں سجن
زہر قاتل ہو کیا جیو لخت لخت
مت ہو جیوں الماس ہرگز سینہ سخت
ہے تجھے ناز و ادا کا تاج و تخت
حسن کے کشور کاتوں ہے بادشاہ

مکھ اُپر تیرے ہے ایسا جھل جھلاٹ جس کے دیکھے ہوش نے بانڈھیا ہے رخت
 کر وئی پر ٹک عنایت کی نظر
 سن یو میرا حرف اے فرخندہ بخت

(۹۱)

سجھن ہے بس کہ تیرے حسن عالم گیر کی شہرت
 سکندر کوں ہوئی حاصل مثال آرسی حیرت
 چلیا دہشت سوں ڈرتا کانپتا مشرق سوں مغرب کوں
 فلک او پر سُرُج جب سوں سنا تجھ حسن کی شہرت
 نہ ہو وے مرگ کی تلخی سوں ہرگز آشنا جگ میں
 تری شیخیریں زبانی کا ملے عاشق کوں گرشربت
 تری آنکھیاں کی گردش نے کیا ساغر کو سرگرداں
 تری زلفاں کے حلقے نے کیا گرداب کوں چکرت
 جگت کے دل ربایاں کا ہوا تجھ میں ظہور آ کہ
 زلف ہے کشن، رخ بدریا و لب مصری سخن امرت
 نہ ڈھونڈو شہر میں فرہاد و مجنوں کا ٹھکانا تم
 کہ ہے عشاق کا مسکن کبھو صحرا کبھو پر بت
 وئی کوں اے سجن گاہے عطا کر بھیک درس کی
 دیا ہے لطف سوں تجھ کوں خدا نے حسن کی دولت

(۹۲)

سینے میں ہے تجھ ابروے پیوست کی نشست
 جیوں تیر دل میں ہے نگہ مست کی نشست

۱۲۸

تجھ زلف کج کا دل منیں بیٹھا ہے یوں خیال
 ماہی کے جیوں گلے منیں ہے شیشت کی نشست
 تیرے دونین دل میں مرے فتنہ خیز ہیں
 مشکل ہے ایک ٹھار دو بدست کی نشست
 تیری نگہ کے باز سوں ہے مرغ دل کا حال
 جیوں تن پہ ناتواں کے زبردست کی نشست
 تا سرخ رنگ کوں زرد کرے اس سبب بوغم
 دل میں وئی کے مس میں ہے جیوں جست کی نشست

(۹۳)

زباں حال سوں کہتا ہے یوں شمشاد ہر ساعت
 پڑیں گے قید میں اس قد کوں دیکھ آزاد ہر ساعت
 بچے گا کب تلک اے طائر دل زور وحشت سوں
 نگہ کا دام لے آتا ہے دو صیاد ہر ساعت
 ہوا ہے جب ستمی پروانہ دل اے شمع رو تیرا
 نگہ تجھ چشم کن جاتی ہے بہر صاد ہر ساعت
 ایس کی چشم مے گوں سوں دکھا کر گردش ساغر
 صنم کرتا ہے میرے ہوش کوں برباد ہر ساعت
 ترا خط خوف میں ہے ہاتھ سوں مقراض کے دائم
 کہ جیوں رکھتا ہے کودک دہشت استاد ہر ساعت
 نہیں یک عاشق و معشوق اس کے درد سوں خالی
 گل و بلبل سوں سنتا ہوں یہی فریاد ہر ساعت

۱۲۹

وئی مجھ دل میں بستا ہے خیال اُس سر و قامت کا
کہ جس کے شوق سوں جنبش میں ہے شمشاد ہر ساعت

(۹۴)

لب ترے پر کہ روح کا ہے قوت کاتب ناز نے لکھا ہے سکوت
نشہ بخششی میں مے سوں بہتر ہے تجھ لبوں کی مفسرِ جِ یا قوت
اس کے دیکھے سوں کیوں رہے طاقت جس کی باتاں سوں دل ہوا مبہوت
جو موادِ داغِ عشق سوں اس کوں تختہ لالہ سوں کرو تا یوت

اے وئی سبزہ لب دلبر
خوش نمائی میں ہے خط یا قوت

(۹۵)

کیا اس بات نے مجھ دل کوں مبہوت کہ کیوں آتا نہیں دو روح کا قوت
بجا ہے گر شہید سر و قد کوں بنا دیں چوب سوں طوبی کے تابوت
روایتِ خضر سوں پہنچی ہے مجھ کوں کہ اُس کا خط ہے موج آب یا قوت
دسے پلکاں سوں تجھ انکھیاں کی بودیج کہ جیوں بر چھپی پکڑ نکلے ہیں رجوت

وئی اس خوش بچن کی بات سر کہ
کہ اُس کی بات ہے عشاق کا قوت

(۹۶)

گمراہ ہیں تجھ زلف میں کئی اہل ہدایت یہ باٹ ہے ظلمات کی نہیں جس کوں نہایت
غمزے نے کیا ظلم مرے دل پہ سوتس پر کرتے ہیں ترے نین دو ظالم کی حمایت
عشاق کا ہے خون روا عشق کی رہ میں تجھ نین کے مفتی سوں سنیا ہوں یہ روایت
یو مکھ ہے ترہور و انوار الہی نازل ہے ترے حسن پہ سب حق کی عنایت

۱۳

ہر درد پہ کر صبر و آئی عشق کی رہ میں
عاشق کو نہ لازم ہے کرے دکھ کی شکایت
(۹۷)

خوباں کی ہر ادا سوں ہے نازک اداے بیت
معنی سستی بنا ہے نقابِ حیاے بیت
مت شعر پر تو چشمِ حقارت سوں کر نظر
مانند ابرو واں کے انکھیاں پر ہے جاے بیت
معنی کی صورت اس میں ہوتی ہے جلوہ گر
روشن ہے آرسی سوں رخ با صفاے بیت
وومصرع بلند ہے معنی میں ہر باں
لیا تا ہے چیں بھواں منیں ظاہر بر اے بیت
اس کے سوا دزلت سوں عالم میں لے و لی
کعبہ نمون سید ہے سراپا رداے بیت

ردیہت ث

(۹۸)

ملتا نہیں ہے مجھ سوں وودل دار الغیاث
اس بے وفا کے جور سوں صد بار الغیاث
مجھ دل کا دیکھ حال پریشاں ہو آپ سوں
کرتے ہیں تیری زلف کے ہر تار الغیاث

۱۳۱

نہیں دیکھتا ہے باغ میں زرگس کوں لے صنم
 تیرا انکھیاں کا آج طلب گار الغیاث
 تیرا نین کوں دیکھ کے گلشن میں گل بدن
 زرگس ہوا ہے شوق سوں بیسما الغیاث
 بازار میں جہاں کے نہیں کوئی اے ولی
 تیرے سخن کا آج حشر بیدار الغیاث
 (۹۹)

شوخی میرا بے میا ہے الغیاث صاحب جو رو بھٹا ہے الغیاث
 دو صنوبر قامت گل زار حسن محشر ناز و ادا ہے الغیاث
 اس کماں ابرو کا ہر تیرنگہ جیوں خدنگ بے خطا ہے الغیاث
 پائمال قاتل رنگیں ادا خون عاشق جیوں حنا ہے الغیاث
 ہوں پیا کے شربت لب بن مرین جس میں گل قند شفا ہے الغیاث
 جن نے دیوانہ کیا ہے حشلق کوں دو پرکار و کیا بلا ہے الغیاث
 بیل باغ وفا ہوں میں ولی
 گل سرا پا بے وفا ہے الغیاث
 (۱۰۰)

کدھی میری طرف لالہ تم آتے نہیں سو کیا باعث
 چھبیلامکھ اپس کا ٹک دکھاتے نہیں سو کیا باعث
 جدائی کے پھنسا ہوں دام میں بولو مرے شہہ کوں
 کہ مجھ اس دکھ کے پھاندے سوں چھڑاتے نہیں سو کیا باعث

اے بعض نسخوں میں ردیف "کیا معنی" ہے

کیا سب زندگانی کوں فدا تیری محبت میں
 اچھوں لگ بات اپس دل کی سناتے نہیں سو کیا باعث
 ہوا ہے دل مرا مخمور تیرے غم سوں اے سا جن
 اپس کے نین سوں پیلا پلاتے نہیں سو کیا باعث
 ولی اس بات کا افسوس ہے مجھ دل میں دائم
 کہ میری بات کوں خاطر میں لاتے نہیں سو کیا باعث

ردیف

(۱۰۱)

ہے جلوہ گر صنم میں بہارِ عتاب آج
 عالم کا ہوش کیوں کے رہے گا عجیبوں میں
 کیا ناز و کیا غرور ہے اُس نو بہار میں
 کیوں مومن ضعیف نہ ہوں غم سوں اے صنم
 تیرے انگے لبوں کے کہ ہیں چشمہ حیات
 اُس کی نگاہ مست سوں معلوم یوں ہوا
 اعجاز حسن دیکھ کہ دور وے باعرق
 کیا بے خبر ہوا ہے معلّم صنم کوں دیکھ
 معلوم نہیں کہ تہا قہ میں شمشیر لے صنم
 کیا آرزوے وصل کروں اس سوں اے ولی
 دیتا نہیں ہے ناز سوں سیدھا جواب آج

(۱۰۲)

ہے حسن کے نگر میں سجن تجھ کوں راج آج
خوش دلبری کا تجھ کوں ملا تخت و تاج آج
اس ناز ہو ر ادا کے تجمل کوں دیکھ کر
سب دل براں نے آ کے دیا تجھ کوں باج آج
پر و انہ ہو کے کیوں نہ گرے چاند چرخ سوں
فانوس دل میں شوق ترا ہے سراج آج
تجھ زلف کوں نجیر پہ رکھ دانت فیل مست
کس بھید سوں کنگھی کوں دیا آ کے عاج آج
مقد و دو جہاں منیں میرا سو تو نچر
جگ میں نہیں کسی سوں ترے باج کاج آج
لب میں ترے مفرح یا قوت ہے سجن
بیمار دل مرے کوں وہی ہے علاج آج
دو شوخ مجھ کوں آ کے ملا اس سبب ولی
شادی میں اس کی صرف کیا ہوں میں لاج آج

(۱۰۳)

جولاں گری میں گرم ہے دو شہسوار آج
سینے سوں عاشقاں کے اٹھے ہے غبار آج
تجھ اسپ برق تاز کی جولاں کوں دیکھ دل
مانند بجلی کے ہوا بے قرار آج

۱۳۴

بے شک کرے گا خاطر عشاق باغ باغ
 آیا ہے التفات پہ وہ نوبہا آج
 گلزار تجھ جمال کا گلشن میں دیکھ کر
 قرباں ہیں عندلیب ہزاراں ہزار آج
 سینے کے رکھ طبق میں دل چاک چاک کوں
 لایا ہوں میں نیاز بجائے انار آج
 اے آتشیں بہار ترے مکھ کی آب دیکھ
 پیدا کیا ہوا کوں دل خاک سار آج
 ہیں بے شمار دل میں مرے خار خار شوق
 چیرے کوں دیکھ سر پہ ترے نوک دار آج
 گردش ترے نین کی کہ جوں دور جام ہے
 دیکھے سوں اس کے دل کا گیا ہے خار آج
 تیرے نین نے یک نگہ التفات سوں
 عالم کے وحشیاں کو کیا ہے شکار آج
 اطراف آسماں کے ہجوم شفق نہیں
 تجھ رنگ نے ہوا کوں کیا لالہ زار آج
 بر جا ہے آسماں سوں تو اضع طلب کیے
 پایا ہے تجھ کرم سوں ولی اعتبار آج

(۱۰۴)

دیکھے سوں تجھ لبوں کے اُپر رنگِ پان آج
 چونا ہوئے ہیں لالہ رخاں کے پَران آج

نکلا ہے بے حجاب ہو بازار کی طرف
 ہر بوا لہوس کی گرم ہوئی ہے دکان آج
 تیرے نین کی تیغ سوں ظاہر ہے رنگِ خمیں
 کس کوں کیا ہے قتل اے بانگے پٹھان آج
 آخر کوں رفتہ رفتہ دل خاک سار نے
 تیری گلی میں جا کے کیا ہے مکان آج
 اعجاز عشق دیکھ کہ مجھ ناتواں اُپر
 اس سنگ دل کے دل کوں کیا مہربان آج
 کل خط زبان حال سوں آکر کرے گا عذر
 عاشق سوں کیا ہوا جو کیا تو نے مان آج
 البتہ گل پیادہ ہو دوڑیں رکاب میں
 اس نو بہار حسن کی دیکھیں جو شان آج
 تیری بھواں کوں دیکھ کے کہتے ہیں عاشقاں
 ہے شاہ جس کے نام چڑھی یو کمان آج
 گنگا رواں کیا ہوں اپس کے نین سستی
 آ اے صنم شتاب ہے روزِ نہان آج
 اے عقل موشگاف تامل سوں کر نظر
 آتا ہے کس ادا سوں وونازک میان آج
 کیوں دائرے سوں زہرہ جبین کے نکل سکوں
 یک تان میں لیا ہے مرے دل کوں تان آج

میرے سخن کوں گلشن معنی کا بوجھ گلی
 عاشق ہوئے، میں بلبل رنگیں بیان آج
 جو دھا جگت کے کیوں زڈریں تجھ سوں اے صنم
 ترکش میں تجھ نین کے ہیں ارجن کے بان آج
 جاناں کوں بس کہ خوف رقیباں ہے دل منیں
 ہوتا ہے جان بوجھ ہمیں سوں آجان آج
 تجارِ حسن پاس ہیں دو لعلِ بے بہا
 اس جنس آب دار کا لینا ہے دان آج
 شعلے کوں دل کے سہج ہے جانا فلک اُپر
 برپا کیا ہوں آہ سوں میں زرد بان آج
 کیوں کر رکھوں میں دل کوں ولی اپنے کھینچ کر
 نیس دست اختیار میں میرے عنان آج

ردیف

(۱۰۵)

دستا ہے تجھ جبین سوں سر اسر ظہور صبح
 تجھ دیکھنے کوں جگ میں ہوا ہے عبور صبح
 بے تاب آفتاب ہے تب سوں جہاں منیں
 دیکھا ہے تجھ کوں جب ستی اے رشک نور صبح
 تجھ مکھ کی آرسی میں ہے نور خدا عیاں
 روشن ہے تجھ جمال ستی کوہ طور صبح

ظاہر میں تجھ بہار میں اسباب عیش کے
 ہے جلوہ گرہ یو تجھ سستی دار السرور صبح
 تجھ لکھ کا نور جب سوں تماشا کیا ولی
 کر ڈال گا ہے تب سوں جگت میں مرور صبح

(۱۰۶)

برنگ صافی دل کیوں نہ ہو صفائے قدح
 زہے طرب کہ ہو از م عیش میں دم ساز
 کیا ہے ساتی عشرت بہار الفت سوں
 اگر اشارت ابرو کرے دو ماہ تمام
 خمار حشر سوں کیا غم ہے مے پرستاں کوں
 سدا ہے اس خم نیلی سوں جوش زن یہ بات
 ہوا ہے قلقل مینا سوں مجھ اُپر ظاہر
 ہوا ہے صبح کے مانند آفتاب ضمیر
 کہ دست آئینہ رو ہے مدام جاے قدح
 صنم کے لعل سوں یا قوت بے بہاے قدح
 خنایے پنجرہ رنگیں نگار پائے قدح
 ہلال بزم میں ہو چرخ زن بجائے قدح
 لکھے جو قبر کے تعویذ پر دعائے قدح
 کہ نقد ہوش فلاطوں ہے رونماے قدح
 کہ مئے پرست کے سینے میں کجاں ثنائے قدح
 عیاں ہے جس کے اُپر جلوہ ضیائے قدح
 ولی کے دل سستی اے شوخ احتراز نہ کر
 ہمیشہ انجمن گل رخاں ہے جائے قدح

ردیف

(۱۰۷)

سجمن اول کے زمانے میں یوں نہ تھا گستاخ
 چمن میں لکھ کے ترے مثل تاک ہے سرکش
 اسی دنوں میں ہوا ہے یو کیا بلا گستاخ
 اپس کے کچھ پہ نہ کر زلف کوں انا گستاخ
 ترے یوں پہ خط سبز کیا ہے بوجھ اسے
 شکر اُپر ہے یو طوطی خوش ادا گستاخ

یو رنگ زرد اڑا مجھ ضعیف کوں لے کر ہوا ہے کاہ لے جانے یو کھر باگستاخ
 دلی کے دل میں ہے شوخیا سو تجھ ہوا کی اتی
 تری زلف پہ ہوئی جس قدر ہوا گستاخ

(۱۰۸)

مرزہ بتاں کی ہیں تجھ غم میں خواب مائل سرخ
 لگی ہے ترک کے پٹکے کوں یا مسلسل سرخ
 سجن کی دیکھ کے میں چشم سرخ خواب آلود
 اپس انکھیاں کوں کیا خواب گاہ مائل سرخ
 کتاب عشق پہ شکر و اشک خونیں سوں
 پلک کی کر کے قلم کھینچتا ہوں جدول سرخ
 کیا ہے دفع مرے درد سر کوں رونے نے
 ہوا ہے حق میں مرے خون دیدہ صندل سرخ
 شفق نہ بوجھ کہ مجھ آہ آتشیں نے دلی
 فلک کوں جا کے کیا ہے برنگ منقل سرخ

رولیف و

(۱۰۹)

ہمیشہ ہے بہار سرو آزاد نہ جاوے دولت حسن خدا داد
 ترے رخ سوں کہ دائم بے خزاں ہے ہوا ہے زیب و رگل زار ایجاد
 ہوا مانند مجنوں مو پریشاں تراقد دیکھ کر گلشن میں شمشاد

۱۳۹

کیا ہوں سہو راہ کو چہ غم ہوا ہوں بس کہ تیرے لطف سوں شاد
 خلاصی کیوں کہ پاوے بلبلی دل نگاہ مہرباں ہے دام صیتاد
 وفا کوں ترک مت کہ ہرگز اے دل محبت ہے وفا بن سست بنیاد
 نہیں ہے بے قراری اس کی بے جا
 وئی جس دل میں ہے زلف پری زاد

(۱۱۰)

تجھ گل بدن پہ جگ کے پونے گل عذار بند
 گلشن میں تجھ بہار کے ہے نو بہار بند
 گلزار میں لٹک کے چلے کہ تو یک قدم
 مانند آب آئینہ ہو جو نثار بند
 مانی نے تجھ جمال کے گلشن کوں دیکھ کر
 بیچا لجا کے شہر میں بھولاں کے ہار بند
 تیری نین پہ دیکھ میں آہو کوں مبتلا
 بوجھا کہ تجھ نگہ میں ہے وحشت شعار بند
 ہے تجھ شکار بند کی ہر یک کوں آرزو
 خوش ووشکار جن کو لے یوشکار بند
 تجھ قد کوں دیکھ سرو ہے گلشن میں پابہ گل
 آزاد بھال ہوا ہے سو بے اختیار بند
 امید مجھ کوں یوں ہے وئی کیا عجب اگر
 اس ریختے کو سن کے ہو معنی نگار بند

جب سوں ہو اتر اے یو قد دل رہا بلند
 مت پست فطرتاں سوں مل اے سرو ناز نہیں
 سستا ہوں ہر طرف سوں صدائے بلا بلند
 بیمار گر نہیں یہ تری چشم غمزنہ زن
 تجھ قد کا نام جگ میں ہے نام خدا بلند
 کیوں ہاتھ میں لیے ہیں نگہ کا عصا بلند
 تجھ ابرواں کوں دیکھ کے کیتا ہے اے صنم
 تجھ حق منیں ہلال نے دست دعا بلند
 عشاق کوں نہیں ہے دو جا مدعا بلند
 حق نے کیا جہاں میں تر نقش پا بلند

میں عاشقاں کی فوج کا سردار ہوں ولی

مجھ آہ کا ہوا ہے علم تا سما بلند

ہوا ہے گرم توں جب آفتاب کے مانند
 زمیں پہ کیوں نہ گریں اہل بزم جرعمین
 کیا ہے ہوش نے پرواز آب کے مانند
 تری نگہ میں ہے مستی شراب کے مانند
 گل ستارہ گریں گل گلاب کے مانند
 گل ستارہ گریں گل گلاب کے مانند
 ہر ایک رگ سستی تار رباب کے مانند
 ہر ایک رگ سستی تار رباب کے مانند
 غبار سینہ ہو پانی سحاب کے مانند
 غبار سینہ ہو پانی سحاب کے مانند
 ہوا ہوں خالی ایس سوں رکاب کے مانند
 ہوا ہوں خالی ایس سوں رکاب کے مانند
 سیاہ نامہ ہوا ہوں کتاب کے مانند
 سیاہ نامہ ہوا ہوں کتاب کے مانند
 گئی ہے چرخ پہ تیر شہاب کے مانند
 گئی ہے چرخ پہ تیر شہاب کے مانند
 ہوئے ہیں آب سر ایا حباب کے مانند
 ہوئے ہیں آب سر ایا حباب کے مانند
 ہر ایک چشم کوں تسخیر خواب کے مانند
 ہر ایک چشم کوں تسخیر خواب کے مانند
 کہ مجھ زبان پہ ہے حاضر جواب کے مانند
 کہ مجھ زبان پہ ہے حاضر جواب کے مانند

نہ بھول گرم نگاہ ہی لہے شوخ چشماں کی
 محبت ان کی ہے دھوکا سراب کے مانند
 گر آبرو کی سے خواہش کسی کی نعمت پر
 نہ کھول حرص کے دیدے کو قاب کے مانند
 نہ ہو تو فکر سوں دنیا کی مومنن بار یک
 سیاہ دل کو کرے گی خضاب کے مانند
 نگاہ گرم سوں اس شعلہ قد نے مجلس میں
 کیا برشتہ وتی کوں کباب کے مانند

(۱۱۳)

تیری نین کی سختی ہے دلبری کے مانند
 تیری نگاہ موزوں ہے عبہری کے مانند
 ظاہر نہیں کسی پر تجھ لعل کی حقیقت
 واقف ہوا ہوں اُس سوں میں جو بہری کے مانند
 ہر چند رنگ زردی حاصل ہے عاشقوں
 لیکن شگفتہ رو ہیں گل جعفری کے مانند
 طاقت نہیں کسی کوں تا اس صنم کوں دیکھے
 عالم کی ہے نظر سوں پنہاں پری کے مانند
 یہ ریختہ وتی کا جا کر اسے سناؤ
 رکھتا ہے فکر روشن جو انوری کے مانند

(۱۱۴)

چنچل کوں جا کے بولو آبیجلی کے مانند
 اس وقت انکھیاں برستا ہیں بادی کے مانند
 سوزن سوں تجھ پلک کی اے نور جان دیدہ
 ہر استخوان میں روزن ہے بانسلی کے مانند
 عالم میں جس کے سر پر گل دستہ ادب ہے
 دو کوں کہے چین کو تیری گلی کے مانند
 گر آرزو ہے تجھ کوں مقصد کے گل کے کھلنا
 ملک بند کر زباں کوں مکھ میں کلی کے مانند
 مشتاق تجھ درس کالے شمع بزم خوبی
 دیکھا نہیں ہے دو جاہر گز وتی کے مانند

۱۵ (ن) سے ۱۶ (ن) ہر

۱۴۲

سخن شناس کے نزدیک نہیں ہے کم نہ یزید
 کسی کے مطلب رنگیں کوں جو کیا ہے شہید
 یہ زلف و خال سے نے دیا ہے جگ کوں فریب
 دغا کے دینے میں یک رنگ ہیں یہ پیر و مرید
 کھلا ہے عقدہ دل تجھ پلک کی سوزن سوں
 ترے نین کا اشارہ ہے قفل دل کی کلید
 ہوا ہے مشتری اُس رشک مشتری کا دل
 کیا جو اہل خرد کے ہزار دل کوں خرید
 ہوا ہے حق کی توجہ سوں اے ہلال ابرو
 ترا جمال مسور و آئی کے دل کی عید

رہیت ذ

اے شکر لب قدسوں تجھ لب کی ہیں باتاں لذیذ
 حرف تر اس کے ہیں جیسے حلوہ سوہاں لذیذ^{۵۲}

۱۵ (ن) نگ

۵۲ اس لفظ کی صحیح ترکیب ”حلو اے سوہاں“ چاہیے مگر قدما نے اکثر موقعوں پر عرف عام کا لحاظ رکھا ہے۔ اگر لفظ جلوہ کی طرح لفظ حلوہ میں ہائے ہوز ہوتی تو یہ ترکیب صحیح ہوتی۔

دل کوں فرحت بخش ہے دائم ترے غم کا ہجوم
 صاحب ہمت کوں نت ہے کثرت مہماں لذیذ
 مت ہراک نااہل کے ملنے سوں راضی ہو صنم
 ہے نصیحت تلخ ظاہر لیک ہے پنہاں لذیذ
 لذت معنی نہیں کچھ لذت صورت سوں کم
 حرف با معنی ہے جیسے بوسہ خواں لذیذ
 اے ولی ترک علائق دل کوں لذت بخش ہے
 جیوں ہے دنیا دار کوں فکر سردسا ماں لذیذ

رولیت

(۱۱۷)

گرچہ میں چلے دو رشک بہار
 بللاں ہر طرف سوں اٹھ دوڑیں
 یاد تجھ خط سبز کی اے شوخ
 حق نے تیری آنکھیاں کوں بخشا ہے
 جن نے دیکھا ہے اس پری رو کوں
 تجھ درس کے خیال میں دائم
 تجھ لب آگے اے مشتری طلعت
 گل کریں نقد آب و رنگ نثار
 دیکھنے کوں اُسے ہزار ہزار
 زخم دل پر ہے مرہم زنگار
 مئے وحشت سوں ساغر سرشار
 صورت ہوش سوں ہوا بیزار
 مثل نیساں ہے چشم گوہر بار
 آب حیواں کا سرد ہے بازار

اے بہ قدر یک حرکت

بس کہ پایا ہے تجھ جفا سوں شکست خانہ دل ہوا ہے آئینہ زار
 اے وئی اس سوں حرف ہوش نہ پوچھ
 جو ہوا مست جلوہ دیدار

(۱۱۸)

مجھ کوں پہنچی اس شکر لب کی خبر حق شکر خورے کوں دیتا ہے شکر
 بو علی سینا اگر دیکھے اسے قاعدے حکمت کے سب جائے بسر
 سات پردوں میں رکھوں اس کو چھپا آوے گر انکھیاں میں دو نور نظر
 مجھ کوں سب عالم کہے باریک میں گر لگے ٹک ہاتھ و دنازک مکر
 اس لبوں کا اے وئی طالب ہے دل
 جس کے غم سوں لعل ہے خونیں جگر

(۱۱۹)

آیاتوں کمر باندھ کے جب جو روجھا پر میں جی کوں تصدق کیا تجھ بانگی ادا پر
 مجھ دیدہ خوں بار میں یک بار قدم رکھ اے شوخ ترا جیو ہے گر رنگ خا پر
 انکھیاں ہیں یہ خوبان جہاں کی کہ لگی ہیں بوٹے نہیں زر گس کے صنم تیری قبا پر
 تشبیہ جو تجھ خطا کوں دیا مشک ختن سوا عالم کوں ودا آگاہ کیا اپنی خطا پر
 دشوار ہے حیرت سوں وئی اس کوں نکلنا
 باندھا ہے جو دل اُس رخ آئینہ نما پر

(۱۲۰)

کیتا ہے نظر جب ستی اس رشک پری پر باندھیا ہے جو کئی جیو کوں اُس چھند بھری پر
 دیکھے سوں ترے داغ کے جلوے کوں جگر پر کیا خوب اٹھا نقش عقیق جگری پر
 چنچل نے نظر ناز سے آہو پہ کیا نہیں قرباں ہوا اس چشم کی والا نظری پر

۱۲۵

ہموار کیا آپ اُپر ترک و فاکوں باندھیا ہے مگر ناز سوں اب جیلہ گری پر
 بوجھا ہے وکی تب سستی موہن نے سرج کوں
 کیتا ہے نظر جب سستی دستار زری پر

(۱۲۱)

سجمن تجھ گل بدن کا آج نسین ثانی چمن بھیترا
 غلط بولا چمن کیا بلکہ جنات عدن بھیترا
 ترے گلزار رنگین کا جو کئی مقتول ہے اے گل
 وواپنے خوں میں جیوں گل غرق ہے خونین کفن بھیترا
 پڑی ہے دل میں پروانے کے تیرے عشق کی آتش
 ہوئی ہے شمع تیرے مکھ سوں روشن انجمن بھیترا
 تو دو گل پیرہن ہے مصر میں خوبی کے اے موہن
 کہ لاکھاں دل کے یوسف ہیں ترے چاہ ذقن بھیترا
 چمن میں اس سبب جاتا ہوں اے رشک ہزاراں گل
 کہ تیری باس کی پاتا ہوں ملک بو یا سمن بھیترا
 سراپا زندگانی کوں جلاتی ہے ترے شوقوں
 عجب تجھ عشق کی گرمی ہے شمع شعلہ زن بھیترا
 یہ مکھ کی شمع سوں روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس
 وکی پروانگی کرتا تری ملک دکن بھیترا

(۱۲۲)

اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر
 راست کیشاں سوں اے کہاں ابرو کج ادائی نہ کر خدا سوں ڈر

۱۳۶

مت تغافل کوں راہ دے اے شوخ جگ ہنسائی نہ کر خدا سوں ڈر
 ہے جدائی میں زندگی مشکل آجدا ئی نہ کر خدا سوں ڈر
 عاشقاں کوں شہید کر کے صنم کھن خنائی نہ کر خدا سوں ڈر
 آرسی دیکھ کر نہ ہو مغرور خود نمائی نہ کر خدا سوں ڈر
 اُس سوں جو آشنائے درد نہیں آشنائی نہ کر خدا سوں ڈر
 رنگ عاشق غضب سوں اے ظالم کہربائی نہ کر خدا سوں ڈر
 اے ولی غیر آستانہ یار
 جہہ سائی نہ کر خدا سوں ڈر

(۱۲۳)

سنایا جب خبر شادی کی قاصد صبح دم آکر
 منگوار خصت مرے نزدیک باہر دل سوں غم آکر
 ترے ملنے سوں تار روشن کرے دل کی مجالس کوں
 ہوئی ہے شعلہ زن سینے میں خواہش دم بدم آکر
 بجز تجھ جام لب کے اے پری پیکر نہ پیوں ہرگز
 اگر دیوے اپس کے ہاتھ سوں مجھ جام جمہ آکر
 نظارہ جو کیا میں تجھ مبارک حسن کا موہن
 کھبا مجھ دل میں تیری زلف خم در خم کا خم آکر
 ولی تجھ حسن کی تعریف میں جب ریختہ بولے
 سنے تب اُس کوں جان و دل سوں حسانِ عجم آکر

لہ ایک نسخے میں دو غزلوں میں تقسیم ہے۔ دوسری غزل کا مقطع یہ ہے،
 اے ستم گر غضب سوں رنگ ولی کہربائی نہ کر خدا سوں ڈر

۱۲۷

(۱۲۴)

اگر گلزار میں بیٹھے دوسرے ناز میں اگر کرے نظارگی اس کی سو فردوس بریں کر
اگر ہونے صنم خانے پہ اس بت کا گزر بیشک . تصدق اس پہ ہوویں سب نگار تاراں ہیں
عجب اس شوخ چنچل کی آنکھاں میں شوخ اور چنچل ہوئے قریاں جس اوپر آہوئے صحرائیں
کرے شیرازہ بندی دل کی جو اس لکھ کے دیکھے ہو پریشاں ہو اگر دیکھے دو زلف عنبریں اگر
عجب نہیں جاں میں اس کے اگر اٹکاؤ لی کا دل
کہ اس کے دام میں لاکھاں پھنسے ہیں اہل دیں اگر

(۱۲۵)

پڑا ہوں کوہِ غم میں اس دل ناشاد سوں جا کر
دعا بولو مری بجانب سوں گئی فریاد سوں جا کر
برہ کے ہاتھ سوں گردابِ غم میں جا پڑا ہے دل
کہو میری حقیقت چرخ بے بنیاد سوں جا کر
گرفتاراں کی غم خواری اتا لازم ہوئی تجھ پر
حقیقت مرغِ دل کی یوں کہو صیاد سوں جا کر
کیا ہے خون نے سودا کے غلبہ تن نہیں میرے
نگہ کے نیشتر کوں لا کہو فصا د سوں جا کر
ولی اُس قد کا طالب ہے مبارک باد آ بولو
کہو سمجھا کے گلشن میں ہر اک شمشاد سوں جا کر

(۱۲۶)

عاجزاں کے اُپر ستم مت کر اس قدر سختی اے صنم مت کر
اس ترقی کے وقت میں اے شوخ مہربانی اپس کی کم مت کر

۱۲۸

رحم بے جا ستم برابر ہے یوں رقیباں اُپر کرم مت کر
 اس نصیحت کو گوش جاں سوں سن دل کوں میرے مکانِ غم مت کر
 رام تجھ امر کا ہوا ہے ولی
 گر ہے انصاف اس سوں رم مت کہ

(۱۲۷)

چمن میں جب چلے اُس حسن عالم تاب سوں اٹھ کر
 کرے تعظیم خوش بو ہر گل سیراب سوں اٹھ کر
 کرے گر آرسی گھر میں لجا تجھ مکھ کی ہسانی
 دھلاوے ہات کوں تیرے اسپں کی آب سوں اٹھ کر
 ترے ابرو کی گر پہنچے خبر مسجد میں زاہد کوں
 تماشا دیکھنے آوے ترا محراب سوں اٹھ کر
 ترے پانوؤں کی نرمی کی اگر شہرت ہو عالم میں
 وہیں آوے قدم بو سی کوں محمل خواب سوں اٹھ کر
 وتی تجھ زلف کی گر سحر سازی کا بیاں بولے
 چلے پاتال سوں باسک سو بیچ و تاب سوں اٹھ کر

(۱۲۸)

میں تجھے آیا ہوں ایماں بوجھ کر
 بلبل شیراز کوں کرتا ہوں یاد
 دل چلا ہے عشق کا ہو جو ہری
 ہر نگہ کرتی ہے نظارے کی مشق
 اے سخن آیا ہوں ہو بے اختیار
 باعث جمعیتِ حباں بوجھ کر
 حسن کوں تیرے گلستاں بوجھ کر
 لب ترے لعل بدخشاں بوجھ کر
 خط کوں تیرے خطِ ریاں بوجھ کر
 تجھ کوں اپنا راحتِ جاں بوجھ کر

۱۲۹

زلف تیری کیوں نہ کھائے پیچ و تاب حال مجھ دل کا پریشاں بوجھ کر
رحم کر اُس پر کہ آیا ہے وئی
درد دل کا تجھ کوں درماں بوجھ کر

(۱۲۹)

اے باد صبا باغ میں موہن کے گزر کر
مجھ داغ کی اُس لالہ خونیں کوں خبر کر
کیا درد کسی کوں کہ ہے درد مرا جسا
اے آہ مرے درد کی توں جا کے خبر کر
سب طرز تغافل کوں مرے حق میں روار کھ
اے شوخ مری آہ سوں البتہ حذر کر
دو جا نہیں تا پی سوں کہے دل کی حقیقت
اے درد تو جا جو میں اُس پی کے اثر کر
کیا غم ہے اُسے تیر حواث سوں جہاں میں
بوجھا جو کوئی گردش ساغروں سپر کر
کئی بار لکھا اس کی طرف نامے کوں لیکن
ہر بار سٹا اشک نے مجھ نامے کو تر کر
ہر وقت نہ سٹ کھل تغافل کوں انکھاں میں
ٹکے مہر سوں اس طرف اے بے مہر نظر کر
اس صاحب دانش سوں وئی ہے یہ تعجب
یک بار گی کیوں مجھ کوں گیا دل سے بسر کر

لہ ن کر = لگا لہ ن یک لہ بہ قدر یک حرکت

(۱۳۰)

ہستیار زمانے کے ترے مکھ پہ نظر کر
عالم میں ہے دو تیر ملامت کا نشانہ
تجھ نیہہ کے کوچے میں گئے ہوش بدر کر
جس دل میں ترے غم کا گیا تیر گزر کر
جو کئی کہ تجھے بدر کہے اس کوں بدر کر
جس عشق نے عالم کوں سٹازیر و زبر کر
اس ظالم خوں خوار کوں جی پیش کیا ہوں

رونے سستی فارغ ہو وئی بیوکوں دیکھا
کعبے کی زیارت کیا دریا سوں اتر کر

(۱۳۱)

شوخی نکلا جب قدم کوں تیز کر
یک بہ یک آیا ادا سوں مجھ طرف
ناز کے شب دیز کوں مہمیز کر
ہر پلک کوں دشنہ خوں ریز کر
مہربانی اس کی دست آویز کر
عاشقاں کے خون سوں پر ہمیز کر
کہہ اپس کی نرگس بیہار کوں

اے ولی آتا ہے وومقصود دل
خانہ دل خوں سوں رنگ آمیز کر

(۱۳۲)

اے سر و خراماں توں نہ جا باغ میں چل کر
کر چاک گریباں کوں گلاں صحن چمن میں
مت قمری و شمشاد کے سوئے میں خلل کر
آئے ہیں ترے شوق میں پردے سوں نکل کر
تصویر بنایا ہے تری نور کوں حل کر
تجھ عشق کی آتش ستمی کا جل ہوئی جل کر
پانی ہوا تجھ گال کے جو عشق میں گل کر
کیوں جاوے سپاہی دم شمشیر سوں ٹل کر
اے نور نظر شمع کوں دیکھا ہوں سراپا
بے آب لگے آب حیات اس کی نظر میں
تجھ ابروئے خم دار سوں ہرگز نہ پھرے دل

۱۵۱

اے جانِ وئی لطف سوں آبر میں مرے آج
مجھ عاشق بے کل ستمت وعدہ کل کر

(۱۳۳)

ہوا ہوں بے خبر تجھ مست آنکھیاں کی خبر سن کر
ہوا ہوں ناتواں جیوں موتری نازک کمر سن کر
نہیں تجھ لعل شیریں پر خط سبز اے گلستاں رو
یہ طوطی ہے کہ آئی ہے ترے لب کی شکر سن کر
سرا پاہو کے سودائی پڑا تجھ غم کے حلقے میں
تری زلفاں کی سنبل نے حکایت سر بسر سن کر
پرت کے پنتھ میں ہرگز قدم پھینے نہ رکھ اے دل
ہٹاتے ہیں قدم نامرد اس رہ کے خطر سن کر
بگولے کی نمط آتا ہے مجنوں بے سرو بے پا
مرے دیوانہ دل کوں اپس کارا ہبر سن کر
صبا کے ہاتھ سوں جیوں ہے ہر اک غنچہ پریشاں دل
یونہی ہر دل پریشاں ہے مری آہ سحر سن کر
وئی تیری گلی کوں سن کے یوں مشتاق ہے نس دن
کہ جیوں عشاق ہوں مشتاق وصف مومر سن کر

(۱۳۴)

دل مرا ہے دو آتشیں پیکر راکھ ہو گئے ہیں جس کوں دیکھ شر

اے پرنگر - سبر

کیا کہوں نبض دل کی بے تابی
عشق بازاں میں اس کوں راحت ہے،
اُن نے پایا ہے منزلِ مقصود
ترک لذت کی جس کوں ہے لذت
آشنایاں کوں موجِ آب و وفا
ہے محبت کی تیغ کا جوہر
بزمِ دلبر میں اے ولی جا تو
شوق کا آج ہاتھ لے ساغر

(۱۳۵)

جو آیا مست ساقی جام لے کر
نگہ تیری سدا آتی ہے جیوں تیر
نہ جانوں خط ترا کس بے خطا پر
اڑا آہوئے دل سوں رنگ و حشت
جو کئی باندھا ہے تیری زلف میں دل
ترے لب ہو تری آنکھیاں کوں ہدیہ
بنائی ہے جہاں میں لیلۃ القدر
تری ساتی گری کوں لالہ باغ
میں اس کوں جیوں نگیں کرتا ہوں سجد
ولی تیرے لبوں سوں اے تنک طبع
چلا ہے لذت دشنام لے کر

لہ آتش لہ ن - ملا۔

(۱۳۶)

عجب نہیں جو کرے دل میں شیخ کے تاثیر اگر مقدمہ عشق کوں کروں تحریر
جنون عشق ہوا اس قدر زمیں کوں محیط کہ پار سا کوں ہوئی موج بوریا زنجیر
زبان قال نہیں طفل اشک کوں لیکن زبان حال سوں کرتے ہیں عشق کی تقریر
صفیہ پہ چہرہ عشاق کے مصور عشق جگر کے خوں سوں لکھا طفل اشک کی تھوڑی
گلی سوں ینہہ کی کیوں جاسکوں ولی باہر
ہوئی ہے خاک پر کارو کی رہ کی دامن گیر

رولیت نہ

(۱۳۷)

ہوا مجھ چشم سوں بستان غم سبز ہو ا تجھ جو رسوں بخت الم سبز
ہوا قد سرو کے مانند صنم کا لباس سبز سوں سر تا قدم سبز
کہیں جو ہر شناساں حسن تجھ دیکھ زمرہ کا ترانے ہیں صنم سبز
شنا لکھنے میں تجھ آہو نین کی ہوا جیوں شاخ زرگس ہر قلم سبز
ولی نے جو لکھا تجھ خط کی تعریف
ہوا جیوں برگ ریجاں ہر رقم سبز

(۱۳۸)

لباس اپنا کیا دو گل بدن سبز ہوا سر تا قدم مثل چین سبز

لہ ن تجھ چشم۔

عجب چھب سوں کھڑا ہے دو پری رو سراو پر چیرا بر میں پیرہن سبز
 اگر اس دھج سوں آوے انجن میں تو ہو ویں بخت اہل انجن سبز
 فصاحت کیا کہوں اُس خوش دہن کی کسی کا وہاں نہیں ہوتا سخن سبز
 ولی جو جی دیا اُس خط کوں کر یاد
 بجا ہے گر کریں اس کا کفن سبز

(۱۳۹)

نہ مل ہر بلبل مشتاق سوں اے گل بدن ہرگز
 ہر اک گلشن میں جیوں نرگس نہ کھول اپنے نین ہرگز
 جہاں کے گل رھاں سارے تجھے نازک بدن کہتے
 تو ہر پلکاں کے کانٹاں پر نہ رکھ اپنے چرن ہرگز
 تو بے شک روح ہے جگ میں خلاصہ چار عنصر کا
 بجز تجھ روح کے قائم نہ ہو جگ کا بدن ہرگز
 زلیخا سے کتے عاشق ترے پر جیو وارے ہیں
 نہ کر مسکن ہر اک یوسف کا یہ چاہِ ذقن ہرگز
 بغیر از عید مت دکھلا کسی کوں یہ ہلال ابرو
 نہ مل مہتاب میں بھی کس سوں اے چندر بدن ہرگز
 جو شائق شمع رو کا ہے اسے سو اس جاں سوں کیا
 نہ دھڑنا مثل پروانے کے پروانے کفن ہرگز
 حقیقت کے لغت کا ترجمہ عشق مجازی ہے
 دو پائے شرح میں مطلب نہ بوجھے جو متن ہرگز

دم تسلیم سوں باہر نکلنا سو قباحت ہے
 نہ دھر اس دائرے سوں ایک دم باہر چوں ہرگز
 غنیمت جان اس تن کے قفس میں مرغ دم اپنا
 نہ پہنچے گا بغیر از شوق تا حب الوطن ہرگز

(۱۳۰)

ہوا نہیں ووصنم صاحب اختیار ہنوز
 پری رھاں کی جھلک کا کیا ہوں بسکہ خیال
 دو چشم چار ہوئی شوق چار ابرو سیں
 ہزار بلبل مسکیں کا صید ہے باقی
 بجائے خود ہے ترے ہاتھ سوں نگار ہنوز
 گیا نہیں ہے مری چشم سوں خار ہنوز
 تری پلک کا مرے دل میں خار خار ہنوز
 نگاہ شوخ صنم در پئے شکار ہنوز
 وئی جہاں کے گلستاں میں ہر طرف ہے خزاں
 ولے بجال ہے دوسر و گل عذار ہنوز

(۱۳۱)

مت جا سجن کہ ہوشِ دل آیا نہیں ہنوز
 اس چشم اشک بار سوں میری عجب نہ کر
 میں درد اسی کا تجھ کوں سنایا نہیں ہنوز
 سینے کا داغ تجھ کوں دکھایا نہیں ہنوز
 تجھ لطف کے زلال نے لے مایہ حیات
 میرے سینے کی آگ بجھایا نہیں ہنوز

۱۳۱ اس غزل پر دلی نے خمہ کیا ہے۔ ویسے یہ غزل الگ سے کسی نسخے میں نہیں ملتی۔

ہوں گرچہ خاکسار ولے از رہ ادب دامن کوں تیرے ہاتھ لگایا نہیں ہنوز
 اپنی انکھاں کے نور کوں تیرے قدم تلے لے نور دیدہ فرسٹ بچھایا نہیں ہنوز
 زاہد اگرچہ فہم میں ہے بوعلی وقت میرے سخن کے رمز کوں پایا نہیں ہنوز
 آزاد اپنے عشق سوں مت کر وئی کے تئیں
 تیرا غلام جگ میں کہایا نہیں ہنوز

(۱۴۲)

تو ہے رشک ماہ کنعانی ہنوز تجھ کوں ہے خواباں میں سلطانی ہنوز
 ہر جھلک دیتی ہے تجھ رخسار کی آرسی کوں درس حیرانی ہنوز
 شرم سوں تجھ مکھ کے لے دریائے حسن چہرہ گوہر پہ ہے پانی ہنوز
 حلقہ زن ہے تجھ دہن کی یاد میں خاتم دست سلیمانی ہنوز
 رات کوں دیکھا تھا تیری زلف کوں دل میں ہے باقی پریشانی ہنوز
 تجھ کمر کوں دیکھ حیراں ہو رہا موقلم لے ہاتھ میں مانی ہنوز
 روز اول سوں چمن میں حسن کے نہیں ہوا پیدا ترا ثانی ہنوز
 جان جاتی ہے، ولے آتا نہیں کیا سبب و دلبر جانی ہنوز

لے وئی اس گل بدن کے عشق میں

شغل بلبیل ہے غزل خوانی ہنوز

(۱۴۳)

داغ سوں دل قرص زہر اندود رکھتا ہے ہنوز
 مثل سورج آتش بے دود رکھتا ہے ہنوز

لے ن - ہرز

بس کہ گایا ہوں سرود عشق تیری یاد میں
 دل یو میرا لہجہ داؤد رکھتا ہے ہمنوز
 باغ میں دیکھا ہوں اے یا قوت لب ریحاں کیتیں
 شوق تجھ خط کا غبار آلود رکھتا ہے ہمنوز
 نور تجھ رخسار کا سینے میں ہے نت جلوہ گر
 مجھ دل آتشِ مزود رکھتا ہے ہمنوز
 گرچہ غیر از نامراد مایا اب تلک حاصل نہیں
 لیک دل تجھ لب سستی مقصود رکھتا ہے ہمنوز
 تجھ دہان کا لعدم سوں ہے تعجب مجھ کہ حق
 طالبان کو اس کے کیوں موجود رکھتا ہے ہمنوز
 یو دلی تجھ عشق کے مجھ پر تا اسپند کرے
 چنگ میں دل کوں بجائے عود رکھتا ہے ہمنوز

زدیف نس

(۱۳۳)

میں جب سستی دیکھا ہوں بہار گل نرس ہے وحشی دل تب سوں شکار گل نرس

لہ ن، دہ میں اس زمین میں دو غزلہ ہے، ایک غزل یہ ہے۔ دوسری
 اشرف کے دیوان میں بھی ملتی ہے اس لیے ضمیمہ الف میں درج کی گئی۔ بہت
 سے نسخوں میں زدیف نس میں کوئی غزل نہیں ہے۔ ہاشمی

کیوں بارنگہ ہوئے تجھ انکھیاں کے چمن میں
 پلکاں ہیں مری خار حصار گل زرگس
 بیمار ہے اے یار تری چشم کے دوراں
 آدیکھ ٹک یک دیدہ زار گل زرگس
 زرگس نے کیا اس کے نین دیکھ زرا یثار
 کر نقد دل اپنے کوں نثار گل زرگس
 آیا ہے ولی مطلع رنگیں لے ترے پاس
 یو مطلع رنگیں ہے بہار گل زرگس

ردیف شش

(۱۳۵)

عشق کے ہاتھ سوں ہوئے دل ریش
 جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش
 جیو میرا ہوا ہے زیر و زبر
 جب سوں تیرا فراق آیا پیش
 شوخ کے دل سوں دل ہوا پیوست
 آتش عشق کا لگا ہے سر ریش
 تجھ پہ قرباں ہوں اے کماں ابرو
 جب سوں لیا یا ہوں عاشقی کا کیش
 جس کوں قربت ہے عشق سوں تیرے
 اس کے نزدیک کب عزیز ہیں خویش
 تجھ بن اک پل نہیں مجھے آرام
 بیگ دکھلا درس اے مرہم ریش
 اے ولی اس کا زہر کیوں اترے
 جن نے کھایا ہے عاشقی کا نیش

ردیف ص

(۱۳۶)

کیوں نہ ہو محبوب میرا جگ میں خاص
 اس کی کرتے ہیں صفت سب عام خاص
 لے یہ غزل ن ۱۲ اور نسخہ معاصر میں ہے۔ - ۱۵۹

خوش قداں سب اس انگے حیران ہیں ہے لٹک میں جیوں کبک رفتار خاص
 مجھ کوں پہنچا ہے صنم میں اے سجن عاشقوں کی جائے ہے دار الخواص
 قتل کرتے ہیں دو نیناں پر خمار کون ہے لیوے تجھ آنکھوں میں قصاص
 آرزو ہے نت وئی کوں وصل کی
 کب ملے گا میرے تئیں دو نور خاص

(۱۳۷)

نئیں مرے دل کوں تری زلف کے چوگاں سوں خلاص
 زلف تیری سوں ہے لینا مجھے یک روز قصاص
 عشق کی راہ میں جن سر کوں دیا ہے جگ میں
 حق کے نزدیک اچھے گا سو وہی خاص الخواص
 جب لٹک چال سجن کی مجھے یاد آتی ہے
 دل مرار قص میں آتا ہے مثال رقص
 رکھ رقیباں سپہ رو کے سجن کوں دل میں
 پی! نہ دھو! صفحہ خاطرستی حرف اخلاص
 اے وئی قدر ترے شعر کی کیا بوجھے عوام
 اپنے اشعار کوں ہرگز توں نہ دے جز بہ خواص

قیمت دیکھو! مایہ چہ دانند عوام
 حافظا گو ہر یک دانہ مدہ جز بخواص
 (حافظ)

رویت ض

(۱۳۸)

تجھ مکھ کے اس چین میں یو خطا ہے بہار محض
جنت ہے جس کے لطف آگے شرمسار محض
وہ مکھ ترا ہے اے گل گلزار عاشقاں
ہے لالہ زار جس کے آگے داغ دار محض
بن مرہم وصال نہ ہو وے اسے شفا
جو تجھ نگہ کے تیر سوں ہے دل فگار محض
شکر خدا کہ جس کے کرم سوں جہان میں
تجھ حسن کا خیال ہے مجھ شرمسار محض
اس کوں قرار کیوں کے اچھے لیل تار میں
جو تجھ زلف کی یاد میں ہے بے قرار محض
اے دل تو اس کی نین کی مستی سوں ذوق کر
بن اس کے جگ کے شغل ہیں تجھ کوں خار محض
گا ہے وئی کے حال پہ چشم کرم سوں دیکھ
مدت سوں تجھ گلی میں ہے امید وار محض

(۱۳۹)

آزاد کوں جہاں میں تعلق ہے جاں محض
دل باندھنا کسی سوں ہے دل پر وبال محض
بادخزاں سوں رنزیہ سمجھا کہ جگ منیں
آتی ہے باغ عیش سوں بوے ملاں محض
یوبات عارفاں کی سنودل سوں ساں لکان
دنیا کی زندگی ہے یو وہم و خیال محض

بن خامشی وئی نہ ملے گوہر مراد
حیرت کے باج اور ہے سب قیل و قال محض

(۱۵۰)

تجھ زلفت کے بے تاب کوں مشک ختن سوں کیا غرض
تجھ لعل کے مشتاق کوں کانِ مین سوں کیا غرض
مدت ستی اے گل بدن چھوڑا چین کی سیر کوں
مشتاق ہوں تجھ درس کا مجکوں چین سوں کیا غرض
پر واکفن کی نہیں مجھے اے شمع بزمِ عاشقاں
تجھ عشق میں جو سہر دیا اس کوں کفن سوں کیا غرض
بر جا ہے گر اہل ہوس طالب نہیں مجھ شعر کے
جن کو سخن کی بوجھ نہیں ان کوں سخن سوں کیا غرض
ہرگز وئی کے پاس تم باتاں وطن کی مت کہو
جو نیہہ کے کوچہ میں ہے اس کوں وطن سوں کیا غرض

ردیف غ

(۱۵۱)

دل تجھ نگاہ گرم سوں سوزاں ہے جیوں چراغ
اس سوز شعلہ خیز سوں خنداں ہے جیوں چراغ
وہ آب و تاب حسن میں تیرے ہے اے سخن
خورشید جس کوں دیکھ کے لرزاں ہے جیوں چراغ

۱۶۲

یوں تجھ نرک نخل ہے نمک ہر جمال کا
 روشن صبح کوں دیکھ پشماں ہے جیوں چراغ
 مسند پر عافیت کی وو ہے بادشاہ وقت
 جس دل کی انجمن منیں ایماں ہے جیوں چراغ
 عالم کی دوستی سوں ہے نفرت وئی کتیں
 ہر آشنا کے دم سوں گریزاں ہے جیوں چراغ
 (۱۵۲)

جب سے گئے وو شہاں، آہ دریغا دریغ
 غم میں ہے ہر دو جہاں، آہ دریغا دریغ
 جب سوں وو نورِ جہاں جگ سوں ہوئے ہیں نہاں
 تب سوں ہے یو غم عیاں، آہ دریغا دریغ
 سارے فلک میں ملک غم میں ہیں سر پاؤں لگ
 جب سوں سنے یو بیاں، آہ دریغا دریغ
 عابدیں دار کوں، واقف اسرار کوں
 ورد ہے آہ و فغاں، آہ دریغا دریغ
 ویسے شہ پاک کوں صاحب ادراک کوں
 دکھ دیے وو گمراہاں، آہ دریغا دریغ
 شاہ کے ماتم کا بھارا، سر پہ ہوا بے شمار
 تو ہوا خم آسماں، آہ دریغا دریغ
 دین کے گلزار میں گلشن اسرار میں
 کاں سوں آئی یو خزاں، آہ دریغا دریغ

دیں کا ہے خالص ووزر، غم کی کسوٹی اُپر
 حق نے کیا امتحاں، آہ دریغا دریغ
 غم میں دلی ہے مدام، شاہ کا کمر غلام
 نت کیا وردِ زباں، آہ دریغا دریغ

رولیت و

(۱۵۳)

پڑی جب نظر چشم دلبر طرف ہوا ہوش یک بارگی بر طرف
 اگر آبر و تجھ کوں در کار ہے نہ جان خوب رویاں کے کشور طرف
 گھلے دیکھ تجھ لب کا آب حیات کرے یک نظر گرتوں شکر طرف
 ز بس تجھ ملاحظت کا مشتاق ہوں پڑا شور مجھ عشق کا ہر طرف
 دلی کوں نہیں مال کی آرزو
 خدا دوست نہیں دیکھتے زر طرف

(۱۵۴)

نہ کر سکوں ترے یک تار زلف کی تعریف کروں ہزار کتب تجھ ثنا میں گر تصنیف
 عجب نہیں جو فلک پر خط شعاعی دیکھ اگر ورق پہ سُرُج کے لکھیں تری تعریف
 لطیفہ وقت اُپر زین بخش مجلس ہے سدا گلاب میں ہر گز نہیں ہے بوئے لطیف
 عجب نہیں جو سخن کہہ رہا ہو مجھ پہ کھینچے کہ مجھ کوں کاہ منن عشق نے کیا ہے ضعیف

لہ ن۔ لطیف

۱۶۴

کیا ہوں برین اپس کے لباس عریانی
وئی برہ نے دیا یوقبا مجھے تشریف

(۱۵۵)

ترے فراق میں گل کرایتا ہوا ہوں ضعیف
بجا ہے تن کوں اگر بال سوں کروں تردیف
چمن میں دہر کے ہرگز نہ مجھ ہوا معلوم
کہ کب ہے فصل ربیع اور کدھاں ہے فصل خریف
ترے رقیب کوں عاشق سوں کیوں کے دیوں نسبت
کہ فرق اُن میں ہے جیوں فرق درکشیف و لطیف
تمیز سوں جو اگر مجھ طرف نگاہ کرے
تو شاہ حسن سوں بس ہے مجھے یہی تشریف
عجب نہیں جو مصنف پر آفریں بولے
وئی جو کوئی سنے اس وضاں کی یو تصنیف

ردیف ق

(۱۵۶)

چڑھی دکھی جو تجھ بھوں کی کماں قرباں ہوئے عاشق
نشانِ ناوکِ مرگاہِ خون افشاں ہوئے عاشق

لہ وضع

۱۶۵

خیال سروبالا ہے گل گل زار خوبی سوں
 چمن آسا بہار آراے باغ جاں ہوئے عاشق
 مئے سرگشتگی سوں جام دل پر بس کہ رکھتے ہیں
 بہ رنگ ساغر گر داب سرگرداں ہوئے عاشق
 ز بس تیغ نگاہ شوخ سرکش کی ہے خوں ریزی
 نگاہ چشم قربانی منط حیراں ہوئے عاشق
 بہ رنگ شمع بزم حسن میں ہے جب سوں تو روشن
 پتنگ آسا ترے اوپر بلاگرداں ہوئے عاشق
 نہیں یولالہ صحرا دریا لہو کا بھرا ہے گا
 ز بس تجھ غم منیں انکھیاں سوں خوں باراں ہوئے عاشق
 دلی کر نقد دل اپنا نثار امرت بچن اوپر
 کہ جس جاں بخش جاں آگے غلام از جاں ہوئے عاشق

ردیف ک

(۱۵۷)

چہرے پہ ہے سجن کے عجب نور کی جھلک دیکھے سوں جس جھلک کے گئی بجلی کی چمک
 لاتا ہے نذر آئینہ آفتاب کوں ہو مشتری جمال ترے کا سجن فلک

لہ ن میں کچھ فرق کے ساتھ مقطع یوں دیا ہے؛
 تصور دل میں کرتے ہیں درس اس رشکِ جنّت کا بہ رنگ گل دلی آ کہ بہارستاں ہوئے عاشق

اس دور میں خلاصی جاں ہے نہ پٹ کٹھن
 بانگی نین کے ہاتھ میں خنجر ہے ہر ملک
 پوشیدہ کیوں جہاں میں ہے عشق صاف قلب
 ہے اس کے لعل لب کے آگے خوب بد محک
 طاقت ہے کس کوں رخ پہ ترے کر سکے نگاہ
 خورشید سوں ادھک ہے ترے چہرے کی جھلک
 کہتے ہیں شاعرانِ زمن مجھ کوں اے ولی
 ہرگز ترے کلام میں ہم کو نہیں ہے شک

(۱۵۸)

اے صنم تیرے مکھ کی دیکھ جھلک
 منفعلی ہے مدام شمسِ فلک
 دیکھ تجھ میں جمالِ حق کا ظہور
 ہیں دعا کو فلک پہ سائے ملک
 دیکھ کر تجھ دہن کی تنگی کوں
 عالماں کے پڑا ہے دل میں شک
 لب ترے کا حقوق ہے مجھ پر
 کیوں بھلاؤں میں دل سوں حق
 اے ولی جب نظر میں پیو آیا
 ہو گیا سب وجود میرا حک

ردیف ل

(۱۵۹)

دیکھ تیرے سو پو کھبا لے بال
 رشک سوں جل گئے ہیں کالے کال
 جب کہ ابرو کی تو کماں کھینچی
 تیر مرثگاں نے تب سنبھالے بھال
 زلف کے تیج دیکھ کر سنبل
 پیچ ہو رتاب میں ہے ڈالے ڈال

لہ تیل میں تر (ن) گھیا لے گھنیا لے۔

کئیں شکاریاں نے تجھ نگہ کا دام دیکھ آتش میں غم کے جالے جال
 اس وئی پر نظرِ رسم کی کر
 ہے یہ تقصیر وار بالے بال

(۱۶۰)

دل کی مچھلی پر سٹا تجھ برہ نے جنجال جال
 دام میں تجھ نیہ کے دل کا ہوا بے حال حال
 اے ستم گر عاشقاں پر یوں نہ کر جو روستم
 خیر ہو شر کی حقیقت میں ہے یک مثال قال
 خط نہیں آغاز تجھ رخسار کے یو آس پاس
 حسن کے لینے کو یو آئے ہیں استقبال بال
 مفلساں کوں عاقبت کے گھر میں نہیں درکار زر
 حق کی بخشش سوں انھوں کوں بس ہے نیک اعمال
 اے ولی حق کی طلب یو دولتِ عظمیٰ آ ہے
 عشق سینے کے خزینے میں ہے مالا مال

(۱۶۱)

لب پہ دل بر کے جلوہ گر ہے جو خال
 یو ہے عاشق ایس کی صورت کا
 اُس کے لکھ کی شعاع کوں کرتا ہے
 نہیں کچھ مال و زر کی مجھ کوں طمع
 حوض کوثر پہ جیوں کھڑا ہے بلاں
 جیوں کہ حیراں ہے اُس اُپر مثال
 ہر صبح آفتاب استقبال
 شوق سوں اس کے دل ہے مالا مال

لہ توں

اے وتی پی مے محبت کوں
گر ہے رمضان وگر مرہ شوال

(۱۶۲)

شمع بزم وفا ہے امرت لال
ماہ نو کی نمون ہے سب کوں عزیز
دل مرا کیوں نہ بند ہو اس کا
خوش لباسی کی کیا کہوں تعریف
اس سوں بے گانگی کبھو نہ کرے
لعل تیرے بھرے ہیں امرت سوں
سر و باغ ادا ہے امرت لال
اس سبب کم نما ہے امرت لال
آج رنگین قبا ہے امرت لال
وضع میں میرزا ہے امرت لال
جس سٹی آشنا ہے امرت لال
نام تیرا بجا ہے امرت لال
اے وتی کیا کہوں بیاں اس کا
لطف میں دل رہا ہے امرت لال

(۱۶۳)

ہے آج خوش قدی میں کمال گو بند لال
بر جا ہے اس کے دل کوں کہوں گلشن بہار
خواباں حیا سوں غرق عرق ہوں تو کیا عجب
ہے بس کہ بے مثال نہ دیکھا جو خواب میں
استاد چال سرو ہے چال گو بند لال
آتا ہے جس کے دل میں خیال گو بند لال
جس وقت جلوہ گر ہو چال گو بند لال
آئینہ خیال مثال گو بند لال
کر اس دعا کوں ورد زباں اے وتی مدام
لطف خدا ہو شامل حال گو بند لال

اے انبرت لال (قدیم اٹلا)

کے دن، کو بیر۔ کبیر۔ گو بیر۔ گو ہیر

۱۶۹

مدت ہوئی سجن نے دکھایا نہیں جمال - دکھلا اپس کے قد کوں کیا نہیں مجھے نہال
 یک بار دیکھ مجھ طرف اے عید عاشقاں تجھ ابرواں کی یاد سوں لاغریوں جیوں طلال
 برہا ہے گر ہمن پہ تصدق ہو مشتری بولا ہوں تجھ جمال کوں خورشید بے زوال
 وودل کہ تھا جو سوختہ آتش و سراق پہنچا ہے جا کے رخ کوں صنم کے برنگ خال
 ممکن نہیں کہ بدر ہو نقصاں سوں آشنا لاوے اگر خیال میں تجھ حسن کا کمال
 گر مضطرب ہیں عاشق بے دل عجب نہیں وحشی ہوئے ہیں تیری انکھاں دیکھ کر غزال
 فیض نسیم مہر و وفا سوں جہان میں گل زار تجھ بہار کا ہے اب تلک بجال
 کھویا ہے گل رخاں نے رعونت سوں آب و رنگ گردن کشا ہے شمع کی گردن اُپر وبال

ہرگز نہ دیوے رسم وفا ہاتھ سوں ولی
 یک بار اس غزل کوں سنے کر گو بند لال

چمن میں گیا جب سوں وونو نہال ہو اسرواُس سرو قد سوں نہال
 ہوئی تب سوں خاطر نشاں جب سستی ترے تیر کی دل میں پائی ہے بھال
 مویا سرو نے گرچہ قمری کا دل ترے قد کی لیکن زالی ہے چال
 مجھے یک گھڑی تجھ بنا چین نہیں ترے بن ہے ہر آن سینے پہ سال
 ترے عشق نے خم کیا ہے مجھے مرے حال پر زلف تیری ہے داں
 جہاں میں پھرا لیکن اے باحیا کہوں کیا تجھ ابرو کے چوگال کا حال
 نہ دیکھا ہے آئینہ تیری مثال

لے (ن) کو بیر - کبیر - گو بیر - گو ہیر -

نہ ڈر روز محشر سستی سیتا
 کہ آلِ نبی پر نہ آئے گی آل
 طبع مال کی سر بسر عیب ہے
 خیالات گنج جہاں سرسوں ٹال
 بھروسا نہیں دولت تیز کا
 عجب نہیں کہ تا ظہر آوے زوال
 جب آیا غضب میں دو آتش مزج
 کیا آب عشاق کے دل کو گال
 تجھے زلف صیاد دیتی ہے بیچ
 نہ اس دام کے ہاتھ سوں دل کو جال
 ولی شعر میرا سر اسر ہے درد
 خط و خال کی بات ہے خال خال

(۱۶۶)

میری نگہ کی رہ پہ اے فرخندہ فال چل
 ہے روز عید آج اے ابرو ہلال چل
 تیری نین کی دید کوں اے نور ہر نظر
 شک نہیں اگر ختن سستی آویں غزال چل
 ممکن نہیں ہے تن کی طرف اس کی بازگشت
 جو دل گیا ہے دلبر دل کش کی نال چل
 پیتم کی زلف بیچ دسا مجھ سواد ہند
 وحدت کے مے کدے میں نہیں بارہوش کوں
 اے بے خبر اگر ہے بزرگی کی آرزو
 اس راہ مار بیچ میں اے دل سنبھال چل
 اس بے خودی کے گھر کی طرف سدھ کو ڈال چل
 اے بے خبر اگر ہے بزرگی کی آرزو
 دنیا کی رہ گزر میں بزرگاں کی چال چل
 گر عاقبت کے ملک کی خواہش ہے سلطنت
 خوش خصلتی کے ملک میں اے خوش خصال چل
 مرشد کی منزلت کا اگر عزم جزم ہے
 سایہ نمط تو پیر کے دائم دنبال چل
 آیا تری طرف جو ولی تو عجب نہیں
 آتے ہیں تجھ گلی میں صاحب کمال چل

(۱۶۷)

بیگ درس دے نہ دے لکھ پہ اے چنچل
 جو مراہمت لے نہ لے رسم فریب و دغل
 لے بہ یک حرکت لے ہاتھ میں لینا۔

مجھ پہ نظر کر، نہ کر بات رقیباں سستی بیت مری سن، نہ سن دوسرے کی جانِ غل
میرے نزدیک آ، نہ آ رکھ کے وہم دل منیں جی میں وفا دھڑنہ دھڑنے میں خوف و خلل
ظلم سے دل دھو، نہ دھو مہر کے پانی سوں ہاتھ موم صفت ہو، نہ ہو کوہ نمون تو اطل

قول مجھے دے، نہ دے رسم وفا ہاتھ سوں
آولی سوں مل، نہ مل کس سوں اے شیریں شکل

(۱۶۸)

کہوں کس کن عزیزاں! جا کے درد بے نشانِ دل
نہیں یک گوش محرم تا سنے آہ و فغانِ دل
غبارِ خاطر غم ناک سوں مجھ پر ہوا ظاہر
کہ غیر از درد و جان نہیں ہے یار کارِ دل
ہوئی ہے بندت سوں راہِ اظہار شکایت کی
خیالِ خالِ خواہاں جب سوں ہے مہر دہانِ دل
پڑی تجھ زلفِ کافر کیش پر جب سوں نظر میری
صنم تب سوں گئی ہے ہاتھ سوں دل کے عنانِ دل
بیانِ سینہ چاکاں اے وہی کیوں کر سنے ہریک
کہ بوئے گل سوں نازک تر ہے آہنگِ زبانِ دل

(۱۶۹)

تجھ بے وفا کے سنگ سوں ہے پارہ پارہ دل
ریزش میں تجھ جفا سوں ہے مثل ستارہ دل
لرزاں ہے تب سوں رعشہ سیما کی نمط
جب سوں تری پلک کا کیا ہے نظارہ دل

۱۶۲

تجھ مکھ کے آفتاب کی گرمی کوں دیکھ کر
جل شوق کی آگن سوں ہوا جیوں انگارہ دل

بے شک شفاے خاطر بیمار ہو تہاں
تجھ لب کے جب طبیب ستی پاوے چارہ دل
آوے اگر وتی کے سنے کے محل میں توں
دیکھے ترے جمال کوں پھر کہ دوبارہ دل

(۱۴۰)

عبارت تجھ زلف سوں ہے تسلسل
ترے مکھ کے چمن کوں یاد کر کہ
دسے تجھ حسن کے دریا پھولوں موج
ترے رخسار و لب کوں دیکھ اے شمع
میں دیکھا ہوں نگاہ دل سوں اے شوخ
کیا اس دور میں اے جلوہ بد مست
ہوا زنجیر بند اے دام عشاق
ہو اتیری کمر میں گم تامل
دیالالے نے اپنے دل اُپر گل
اگر رخسار پر چھوٹے یو کاکل
ہوئے پروانہ ہر طوطی و بلبل
تری انکھیاں سے بے جا ہے تغافل
تری انکھیاں نے کارِ نشہ مل
تری زلفاں کے ہر حلقے میں سنبل
وتی تیری گلی کوں دیکھ بولیا
یہا ہے ہند اور کشمیر و کابل

(۱۴۱)

تجھ مکھ اُپر ہے رنگ شرابِ یارِ گل
معتشوق کوں ضرر نہیں عاشق کی آہ سوں
تیری زلف ہے حلقہ دود چراغ گل
بگھتا نہیں ہے باد صبا سوں چراغ گل

اے بہ اخفائے نون

۱۴۳

رہتا ہے دل پیا کے تفحص میں رات دن
 عاشق مدام حال پریشاں سوں شاد ہے
 ہے کار عند لیب ہمیشہ سراغ گل
 آشفگی کے زیج ہے دائم فراغ گل
 تجھ داغ سوا ہوا ہے چمن زار دل مرا
 ای شوخ آ کے دیکھ تماشائے باغ گل
 جلتے ہیں پی کے شوق سوں عشاق رات دن
 ہے دل میں بلبلوں کے شب و روز داغ گل
 یوں تجھ سخن میں نشہ معنی ہے اے وئی
 جوں رنگ بو کی مے سوں ہے لبریز ایام گل

(۱۷۲)

اے شمع تو روشن کیا جب انجمن گل
 اے غنچہ دہاں نام ترا جب سوں لیا ہوں
 اپنے گل مقصود کوں پایا چمن گل
 اس آن سوں خوش باس ہوا ہے دہن گل
 بازار میں شاید کہ کرے سیر سری جن
 اس واسطے بازار ہوا ہے وطن گل
 تجھ ناز کی تلوار نے جب سوں کیا زخمی
 ہے تب ستی آلودہ خوں پیر ہن گل
 مجھ دل پہ وئی دل بر رنگیں کی حقیقت
 محفی نہیں بلبل کے اُپر جیوں سخن گل

(۱۷۳)

تجھ زلف اور دہن میں ہے مختصر مطول
 گل زار میں نکل کر گل گشت اگر کرے توں
 تو صاحب درس ہے بوجھا ہوں روز اول
 تجھ گل بدن کے دیکھے سب گل پریں گل گل
 جگ کے مصوراں سب تصویر دیکھ تیری
 تجھ سرو قد کوں دیکھے نقاش نقش بھولے
 حیرت میں جا پڑے سو لکھنا رہا معطل
 پھر نقش کاڑھنا سوان کوں ہوا ہے اسکل
 یو در کو مرگ دیکھے سو مرگ کا ہو طالب
 ہر جنس کا معما بوجھا گیا ہے لیکن
 تجھ راز کا معما جگ میں رہا ہے لائل
 خوشبو بدن پہ تیری زلفاں نہیں ہیں چوندھر
 کالے بھنگ مل کر گھیرے درخت صندل

۱۷۴

ساری سکھیاں نے مل کر کیا بے خطا دی ہے تجھ نازنین موہن کی آنکھیاں میں خطا کا حل
 اے شوخ چشم عالم سن بات گوش دل سوں
 تجھ بے وفا کے غم سوں دامنِ ولی ہے بے گل

رویت م

(۱۷۴)

تجھ شاہِ خوباں کے ہوئے کئی صاحبِ اکرامِ رام
 تجھ حسن کے دیوان سوں پائے ہیں کئی حکامِ کام
 تجھ درس کا کئی برس سوں مشاق ہوں اے بے وفا
 دے شیشہ لب سوں کدھی ایک خیریت انجامِ جام
 گل کر پڑیں گے گلِ منن بے شک گلستاں کے بھتر
 تجھ گل بدن کے حسن کوں گر تک کریں گلِ فامِ فام
 ہر مرغِ دل کوں آپ نے لا کر کریں گے بندیاں
 دیکھیں گے پھر گر بھر نظر تجھ زلف کا خدامِ دام
 تجھ زلف نے جو دائرے باندھے صفارِ خسار پر
 دیکھے نہیں اس شان کا کوئی صاحبِ اسلامِ لام
 تجھ نین کے خنجر سوں ہے مجروح دلِ عشاق کا
 تیری نگہ کی تیغ سوں ہیں صاحبِ سنگرامِ رام
 تن کے ملک میں اے ولی تجھ عشق کے حاکم نے آ
 دل کی رعیت سوں لے کر چو کھا کیا ہے دامِ دام

لے اپنے

غم ترا ہے قوت کھاتا ہوں محبت کی قسم
 نہیں مجھے دنیا کا غم تجھ غم کی راحت کی قسم
 اے گل باغ نزاکت باغ میں امکان کے
 تجھ سانسیں دیکھا ہوں میں تیری نزاکت کی قسم
 جب سوں اے آئینہ رو دیکھی تری تصویر کوں
 گل رغاں تب سوں ہوئے تصویر حیرت کی قسم
 عاشقاں اے رشک لیلیٰ دیکھ تیرے رم کے تئیں
 مثل مجنوں ہیں بیاباں گرد و وحشت کی قسم
 اے ولی اس دل ربا کوں کہہ کہ میرے حال پر
 لطف سوں کہ یک نگہ تجھ کوں مروت کی قسم

(۱۷۶)

ہجرت کی رات نے مجھ یک آسماں دیا غم
 اب مہراپس کی ہرگز اے صبح روزہ کر کم
 اے آفتاب طلعت دل پر مرے نظر کہ
 تا یک گھڑی میں آوے تجھ پاس مثل شبنم
 تجھ بھوں کو جب سوں دیکھا تجھ پاس اے برجن
 گوشے میں بیٹھ چلا مثل کماں ہوا خم
 تجھ زلف سوں لیا ہے کعبہ سیاہ پوشی
 تیرے ذقن کے شرموں پانی ہوا ہے زم زم
 ہے اے ولی پرت سوں معمور کعبہ دل
 نہیں باج حق کے دو جادل کے حرم کا محرم

(۱۷۷)

جلوں تجھ عشق کی آتش منیں تا چند اے ظالم
 شتابی آ کہ جی تجھ پر کروں اسپند اے ظالم

۱۷۶

خوش ابرو جیوں نگہ رکھتے ہیں انکھیاں میں مجھے جب سوں

تری انکھیاں کے ڈورے کا ہوا ہوں بندے ظالم

پریشانی کے دفتر کا اسے فہرست کہہ سکے

تری زلفاں سوں جس کے دل کو ہے پیوندے ظالم

پڑی ہے آرسی حیرت میں تیرے مکھ کے جلوے سوں

مجھے تجھ حسن کی حیرت کی ہے سوگند اے ظالم

ولی کی سوزش دل کی طبیبیاں کر سکیں دارو

ترے رخسار و لب سوں گر ملے گل قند اے ظالم

(۱۷۸)

صنم کے لعل پر وقت تکلم
سجن مکتب میں جب آیا ہر اکوں
سمجھ کر بات کر اے مرد ناصح
نہیں کئی داد دیتا اس کی جگ میں
زجا انکھیاں میں آمجھ دل میں اسوخ
ہوا پیدا و گل روج سوں جگ میں

رگ یا قوت ہے موج تبسم
ہوا ہے سہو تعلیم و تعلم
نصیحت عاشقاں کو ہے حکم
کیا تجھ زلف سوں جس نے نظلم
کہ نسین خلوت میں دل کی خون مردم
ہوا ہے ہوش میرا تب ستم گم

ہوے اشک ولی از بس کہ جاری

اٹھا امواج دریا میں تلاطم

(۱۷۹)

جیوں گل شگفتہ رو ہیں سخن کے چمن میں ہم
ہم پاس آ کے بات نظیر سیا کی مت کہو
ہیں داستان عشق ہمیں یاد کئی ہزار
جیوں شمع سر بلند ہیں ہر انجمن میں ہم
رکھتے نہیں نظیر اسپس کی سخن میں ہم
استاد بلبلوں کے ہیں ہر یکت چمن میں ہم

۱۷۷

خواباں جگت کے جو سوں ملتے ہیں ہم سستی کامل ہوئے ہیں بس کہ محبت کے فن میں ہم
 اس شوخ شعلہ رنگ کی جب سوں لگن لگی جلتے ہیں تب سوں شعلہ نمط اس لگن میں ہم
 یک بار ہنس کے بول صنم نہیں تو حشر لگ جیوں برق بے قرار رہیں گے کفن میں ہم
 ہر چند جگ کے بخت سیاہوں میں ہیں ولے کا جل ہو، جا بسے ہیں سجن کے نین میں ہم
 فریاد تب سوں تیشہ نین سر کیا تلے باز دھے ہیں جب سوں جو کوں شیریں سخن میں ہم
 دو جگ ہوئے ہیں دل سوں فراموش اے ولی
 رکھتے ہیں جب سوں یاد سری جن کی من میں ہم

(۱۸۰)

شراب شوق میں سرشار ہیں ہم کبھو بے خود کبھو ہشیار ہیں ہم
 دورنگی سوں تری اے سرور عنا کبھو راضی، کبھو بے زار ہیں ہم
 ترے تسخیر کرنے میں سری جن کبھو ناداں، کبھو عیار ہیں ہم
 صنم تیرے نین کی آرزو میں کبھو سالم، کبھو بیمار ہیں ہم
 ولی وصل و جدائی سوں سجن کی
 کبھو صحرا، کبھو گلزار ہیں ہم

ردیفان

(۱۸۱)

میٹھا بچن بولے اگر دو دلبر شیریں زباں
 ہو ماہ مصری جیوں شکر آب خجالت میں نہاں
 زہرہ جبیناں خلق کے آویں بہ رنگ مشتری
 گر ناز سوں بازار میں نکلے دو ماہ مہرباں

۱۷۸

اے نور چشم عاشقاں تیری صفت کرنا سکے
 گر مردم بینا کوں ہو مانند مرثکاں صد زباں
 پڑھنا مطول کا کیا ان نے درس میں مختصر
 تیری زباں سوں جو سنا علم معانی کا بیاں
 دیکھا ہوں دریائے جنوں تجھ آشنائی میں پیا
 ہے پردہ چشم پر کشتی کوں میری بادباں
 دل بند ہے غنچہ نمط تیرے دہن کی فنکریں
 ہے تجھ لبیاں کی یاد سوں ہر اشک رنگ ارغواں
 تیری نگہ کے تیر سوں زخمی ہوا شیر فلک
 تیری بھواں کے سہم سوں خم ہے کمان آسماں
 انجھواں کی سرخی دیکھ کر یا قوت ہے خونیں جگر
 ہو زعفران ہے زرد رو دیکھے سوں رنگ عاشقاں
 اے نو بہار خوش لقا جب سوں ہوا ہے توجہ جدا
 تجھ بن ہے دل کے باغ میں اول سوں آخر لگ خزاں
 نس دن سجن تجھ ہجر میں رہتے ہیں باب چشم و ا
 تا ڈر خواب آوے نہیں تیلی ہے ان میں پاسباں
 یوں دوستاں کے ہجر سوں داغاں ہیں سینے پر ولی
 صحرا کے دامن کے اُپر جیوں نقش پائے رہرواں

(۱۸۲)

کیوں نہ ہووے عشق سوں آباد سب ہندوستان
 حسن کی دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خاں

بیچ و تاب بے دلاں اس وقت پر بے جا نہیں
 لٹ پٹی دستار سوں آتا ہے و و نازک میاں
 دل ہوئے عشاق کے بے تاب مانند سپند
 جب دو نکلے ہو سوار تازی آتش عناں
 کیوں نہ ہو بے تابی عشاق کا بازار گرم
 ہے نگاہ شوخ سرکش فتنہ آخر زماں
 جس طرف ہو جلوہ گر و آفتاب بے نظیر
 صبح کے مانند ہووے رنگ روئے گل رجاں
 کب نظر آوے گا یارب وہ جوان تیر قد
 جس کے ابرو کے تصور نے کیا مجھ کوں کماں
 اے وکی گر مہرباں ہووے چمن آراے حسن
 خاطر ناشاد ہووے رشک گل زار جاناں

(۱۸۳)

یہ خط تجھ مکھ کے گلشن میں دسے جیوں سبزہ رجاں
 ورق پر حسن کے دیکھو لکھے ہیں یہ خط رجاں
 جو تجھ خط کی غلامی میں کیا ہے ترک فرماں کوں
 تو اس کا باغ کے بھیتر رکھے ہیں ناؤں نافرماں
 جو تجھ یا قوت لب کا خط ہوا مشہور عالم میں
 رہا یا قوت خط لے کر اپس کا جگ میں ہو جیراں
 ترا خط دائرہ ہے جیم کا اور خال ٹھوری پر
 بلا شک جیم کا نقطہ ہے اے اہل سخن داں جاں

۱۸۰

وئی یہ دائرہ خط کا ہے اس حسن کا قلعہ
سو اس قلعے میں دیکھو تجلی شہ شاہاں

(۱۸۴)

تجھ قد اُپر جب سوں پڑی جگ میں نگاہ عاشقاں
تب سوں گئی طوبیٰ ملک جیوں تیر آہ عاشقاں
جب سوں ترا مکھ دیکھ کر معشوق سب عاشق ہوئے
تب سوں تو ملک حسن میں ہے بادشاہ عاشقاں
ساعت شناساں دنگ ہیں عشاق کے احوال سوں
یک یک گھڑی تجھ ہجر کی ہے سال و ماہ عاشقاں
پہنچے ہیں منزل سالکاں تجھ حسن کے پر توستی
یہ نور تیرا اے سجن ہے شمع راہ عاشقاں
وہ یوسف کنعانِ دل کس کارواں میں ہے وئی
جس کے زرخداں کوں جگت بولے ہیں چاہ عاشقاں

(۱۸۵)

ہے نازیں صنم کا زلفاں دراز کرناں
دل لے گیا ہے میرا پھر مانگتا ہے جی کوں
لے قبلہ رو دے ہے محراب تجھ بھواں کی
فتنے کا عاشقاں پر دروازہ باز کرناں
برجا ہے نازیں کوں عاشق پہ ناز کرناں
واجب ہوا انکھاں سوں اب جاننا کرناں

اے پرانے اردو املا میں کرنا، تو، کو، وغیرہ کے آخر میں نون لکھا جاتا تھا۔ پرانی کتابت
دکھانے کے لیے وہی التزام قائم کیا گیا ورنہ اس زمانے کی طرز تحریر کے مطابق
اس غزل کو ردیف الف میں ہونا چاہیے تھا۔

کیوں کر چھپا سکوں میں تجھ درد کی حقیقت
 ایسا بسا ہے آ کر تیرا خیال جیو میں
 ہے منحصر اسی میں عاشق کی سرخ روئی
 میں عشق سوں کیا ہوں تجھ دل کوں نرم آخر
 یک بارگی رقیب بد خو کی بات سن کر
 دروادی حقیقت جن نے قدم رکھا ہے
 ہے پہنچنے کا سا ماں کعبے کوں مدعا کے
 ہے کام آہ دل کا افشاے راز کرناں
 مشکل ہے جیوسوں تجھ کوں اب امتیاز کرناں
 خدمت میں گل رخاں کی جیوسوں نیاز کرناں
 ہر اک کا کام نہیں ہے آہن گداز کرناں
 بے جا ہے پاک میں سوں یوں احترام کرناں
 اول قدم ہے اس کا عشق مجاز کرناں
 دریائے عاشقی میں دل کوں جہاز کرناں

شاید غزل ولی کی لے جا اسے سنا دے

اس واسطے بجا ہے مطرب سوں ساز کرناں

(۱۸۶)

قسمت تری ہے حق پہ نہ ہونا امید بھیاں
 سختی کے بعد عیش کا امیدوار اچھ
 نہیں اس قفل کوں غیر توکل کلید بھیاں
 ظلمات میں یو غم کے ملے گا تجھ آب خضر
 آخر ہے روزہ دار کو اک روز عید بھیاں
 دامن تلے ہے رات کے روز سفید بھیاں
 سب کام آپس کے سونپ کے حق کو نچنت ہو
 یہ ہے تمام مقصد گفت و شنید بھیاں

حاجت آپس کی کہنے و نواں سوں کہہ ولی

محتاج جس نرک ہیں قدیم و جدید بھیاں

(۱۸۷)

سجمن تجھ انتظاری میں رہیں نس دن کھلی انکھیاں
 مثال شمع تیرے غم میں رو رو بہہ چلی انکھیاں

اے بعض نسخوں میں قافیہ ن جمع کے ساتھ درج ہے مثلاً کھلیں، چلیں، تملیں وغیرہ

ہوئی جیوں جلوہ گر تجھ یاد سوں مجھ دل میں بے تابی

تپش شعلہ من گرمی سوں غم کے تلملی انکھیاں

جدائی جب سوں سہی ظاہر تدہان سوں بوجھتا ہوں میں

ترے بن تیل کے جیوں میل سرے کی سلی انکھیاں

ترے بن رات دن پھرتیاں ہیں بن بن کشن کے مانند

اپس کے نگہ اُپر رکھ کہ نگہ کی بانسلی انکھیاں

نرک میرے کرم سوں تاکہ آوے بے حجاب ہو کہ

تماشے میں ترے جیوں آرسیا ہیں صیقلی انکھیاں

تری نیناں پہ گر آہو تصدق ہو تو اچرج نہیں

کہ اُس کوں دیکھ کر گلشن میں زکس نے ملی انکھیاں

اتی خواہاں ہیں تجھ حسن و ملاحظت ہو ر لطافت کی

کہ گویا دل میں رکھتیاں ہیں سدا فکر ولی انکھیاں

(۱۸۸)

قرار نہیں ہے مرے دل کوں اے سجن تجھ بن

ہوئی ہے دل میں مرے آہ شعلہ زن تجھ بن

شتاب باغ میں آ اے گل بہشتی رو

کہ بلبلاں کوں جہنم ہوا چسمن تجھ بن

قران کب ہو میسر ترا اے زہرہ حبیب

ہر ایک آن ہے مجھ حق میں سو قرن تجھ بن

۱۸ سلائی ۱۵ بیک حرکت

۱۸۳

چمن کی سیر سوں نفرت ہے اس سبب کہ مجھے
 سفید داغ سوں مکروہ ہے سمن تجھ بن
 اے رشک چشمہ خضرا پنے مکھ کی شمع دکھا
 کہ ہے بہ صورت ظلمات انجمن تجھ بن
 نہ کرتغافل اے مصر حسن کے یوسف
 مثال دیدہ یعقوب ہیں نین تجھ بن
 وئی کے دل کی حقیقت بیان کیوں کے کروں
 گرہ ہوا ہے زباں پر مری سخن تجھ بن

(۱۸۹)

دل ہے مرا خراب سخن ، دیکھ کر حُسن بے حجاب سخن
 بزم معنی میں سر خوشی ہے اسے جس کوں ہے نشہ شراب سخن
 راہ مضمون تازہ بند نہیں تا قیامت کھلا ہے باب سخن
 جلوہ پیرا ہوشا ہد معنی جب زباں سوں اٹھے نقاب سخن
 گوہر اس کی نظر میں جانہ کرے جن نے دیکھا ہے آب و تاب سخن
 ہرزہ گویاں کی بات کیوں کے سنے جو سنا نغمہ رباب سخن
 ہے تری بات اے نزاکت فہم لوح دیا چہ کتاب سخن
 ہے سخن جگ منیں عدیم المثل جز سخن نہیں دو جا جواب سخن
 لفظ رنگیں ہے مطلع رنگیں نور معنی ہے آفتاب سخن
 شعر فہموں کی دیکھ کر گرمی دل ہوا ہے مرا کباب سخن
 عرفی و انوری و خاقانی مجکوں دیتے ہیں سب حساب سخن
 اے وئی درد سر کبھو نہ رہے جب ملے صندل و گلاب سخن

۱۸۴

(۱۹۰)

تری زلف سوں ہر اک نس ہوں بے قرار سجن
ہوا ہوں شانہ صفت غم سوں دل نگار سجن
جو ہراں پہ ہیں غالب ترے یہ ناخن سرخ
خاسوں اس کے اوپر پھر نہ کر نگار سجن
تری آنکھاں کے نشے سوں مدا م گلشن میں
نین میں زرگس شہلا کے ہے خمار سجن
صبح پہ وعدہ نہ کر آج مجھ کوں دے دیدار
ترے بچن کا نہیں مجھ کوں اعتبار سجن
اپس کی مکھ کی طرف دیکھ کر نظر سرما
نہ کر زلف کی اشارت سوں مار مار سجن
ترے بہار کے فیض ہو اسوں عالم میں
کھلے ہیں گل کی نمن جگ کے گل عذار سجن
وئی نثار ہے تجھ پر تو اس پہ مہر سوں دیکھ
یو بات تجھ کوں کہا ہوں میں لاکھ بار سجن

(۱۹۱)

سب چمن کے گل رخاں کا تو ہے زیب اے گل بدن
گل بدن تجھ سانہ دیکھا گرچہ دیکھا سب چمن
انجمن میں تجھ وراں دو جا نہیں کوئی زیب ور
زیب در سو تو پنج ہے مانند شمع انجمن

لے ورا کا قدیم املا۔

خوش بچن تیرے فصاحت میں ہیں مستثنائے وقت
 وقت گر پاؤں تو تجھ مکھوں سنوں میں خوش بچن
 برہمن تجھ مکھ کوں دیکھا پاس ہندو زلف کے
 زلف کے تاراں جینیو کر کے سمجھا برہمن
 دھن کے گالاں پر یہ بالاں کوں جو دیکھا مثل گال
 گال نے اس خال کوں محبوب سمجھا مال و دھن
 تجھ ذقن کی لذتاں میں محو پایا سیب کوں
 سیب کوں ہے چاہ تب سوں جب سوں دیکھا تجھ ذقن
 کسی جتن سوں شعر بولا ہوں ولی سن شوق سوں
 شوق سوں جو ہر من رکھ اس کوں کر کے کسی جتن

(۱۹۲)

مجھ کوں ہے دارالامن پیو کا نقش چرن
 پیو کا نقش چرن مجھ کوں ہے دارالامن
 پیو کا شیریں بچن مجھ کوں ہے آب حیات
 پیو کا شیریں بچن مجھ کوں ہے آب حیات
 اے مہ سمیں بدن مکھ کوں اپس کے دکھا
 اے مہ سمیں بدن مکھ کوں اپس کے دکھا
 مجھ سوں گیا ماومن دیکھ کے تیرے نین
 مجھ سوں گیا ماومن دیکھ کے تیرے نین
 تجھ سوں لگی ہے لکن اے گل باغ حیا
 تجھ سوں لگی ہے لکن اے گل باغ حیا
 زلف تری برہمن مکھ ہے ترا آفتاب
 زلف تری برہمن مکھ ہے ترا آفتاب

دستہ گل ہے سخن سن یو سخن اے ولی
 سن یو سخن اے ولی دستہ گل ہے سخن

۱۰ بردن فعولن ۔

ہوا ہے جب سوں ترا تل سوار آتش حسن
یو خطا کوں دو دمنن دیکھ کر ہوا معلوم
پہنوز حسن کی گرمی بجائے اے گل رو
و د شمع بزم ادا بر میں کر لباس زری
نہیں ہے کسوت زر شعلہ قد کے قد او پر
سجن کو دیکھ کے دشوار ہے بجا رہنا
سپندوار ہے دل بے قرار آتش حسن
کہ گرم پھر کے ہوا روزگار آتش حسن
خط سیاہ ہے تیرا حصار آتش حسن
ہے آفتاب نمن شعلہ زار آتش حسن
یہ ہر طرف سوں اٹھے ہیں شر آتش حسن
نگاہ تیز نگاہاں ہے خار آتش حسن

ولی کیا ہوں نظر بس کہ اس پری رو پر
ہوا کباب نمن دل شکار آتش حسن

گر یہ عشاق سوں خنداں ہے باغ بزم حسن
کیوں نہ ہوئے عاشقاں کوں نشہ دیوانگی
عاشقاں اس آتشیں رخسار کے چہرے پر
بے خبر ہیں تجھ گلی سوں اس سبب اے گلبدن
حسن کی مجلس کوں جب روشن کیا و شمع رو
آتش غیرت سوں گل پانی ہوا ہے مغز شمع
مغز پروانہ سوں روشن ہے چراغ بزم حسن
گردش چشم پری سوں ہے ایباغ بزم حسن
بیچ و تاب زلف ہے دو چراغ بزم حسن
بلبلاں کرتی ہیں گلشن میں سراغ بزم حسن
خوب رویاں سب بٹے جیوں لالہ باغ بزم حسن
و صنم جب سوں ہوا عالی دماغ بزم حسن

صرف کیتا ہے ولی عالم منیں نقاش طبع
عیش کی تصویر میں رنگ فراغ بزم حسن

عاشق کے مکھ پہ نین کے پانی کو دیکھ توں
 سن بے قرار دل کی اول آہ شعلہ خیز
 اس آرسی میں راز نہانی کوں دیکھ توں
 تب اس حرف میں دل کے معانی کو دیکھ توں
 اس بے حیا کی چرب زبانی کوں دیکھ توں
 دریا پہ جا کے موج رواں پر نظر نہ کر
 آنجھواں کی میرے آ کے روانی کوں دیکھ توں
 تجھ شوق کا جو داغ وئی کے جگر میں ہے
 بے طاقتی میں اس کی نشانی کو دیکھ توں

یک بار مری بات اگر گوش کرے توں
 ہے بس کہ تیری نین میں کیفیت مستی
 ملنے کو رقیباں کے فراموش کرے توں
 یک دید میں کو نین کوں بے ہوش کرے توں
 لے سرو گل اندام اپس نقش قدم سوں
 بر جا ہے اگر صحن کوں گل پوش کرے توں
 غیرت سوں کرے چاک گریباں دل پر خو
 گر گل کی حائل کوں ہم آغوش کرے توں
 لے جان وکی وعدہ دیدار کوں اپنے
 ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے توں

چلنے میں اے حنیچل ہاتی کوں لجاوے توں
 بے تاب کرے جگ کوں جب ناز سوں آئے توں
 یک بارگی ہو ظاہر بے تابی مشتاقاں
 جس وقت کہ غمزے سوں چھاتی کوں چھپا دے توں
 گویا کہ شفق پیچھے خورشید ہوا ظاہر
 جب اوکھ میں پردے کے چہرے کو دکھائے توں

لوئی فلک مکھ میں انگشت خمیر لے

جب پاؤں نزاکت سوں مجلس میں نچاؤے توں

عشاق کی شادی کی اُس وقت بچے نوبت

مردنگ کی جس ساعت آواز سناوے توں

یک تان سنانے میں جی تان لیا سب کا

اب دل سوں بکس سارے گر بھاؤ بتاوے توں

تو بائے ریائی سوں شاید کہ کرے تو بہ

اس وقت ولی کوں گر بھر جام پلاوے توں

(۱۹۸)

بے تکلف صفحہ کاغذ بیضا کروں

فیض سوں آنجھواں کے دریا کوں مگر پیدا کروں

کس طرح اس غنچہ بند قبا کوں وا کروں

خود بہ خود رسوا ہے اس کوں پھر کے کیا رسوا کروں

بیچ دیوے مجھ کوں سوئے میں اگر سودا کروں

آہ کالے کر قلم جب درد کو انشا کر وں

جامہ زریاں کو برنگ صورت دیا کروں

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں

پوختی نہیں کعبہ مقصود کوں کشتی چشم

جیوں نسیم اب لگ سبک وحی مجھے حال نہیں

کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سر و عریاں کے حضور

ہندوئے زلف پری رو ہے پریشانی فروش

سنگ دل کے دل پہ ہوئے نقش جیوں نقش نگیں

سر کروں جب وصف تیرے جامہ گل رنگ کے

۱۹۸ تو بہ اس غزل پر ایک نسخے میں یہ نوٹ لکھا ہے اور قابل توجہ ہے۔

”اس غزل کو طبقات الشعراء مولفہ منشی قدرت اللہ صدیقی مراد آبادی ۱۱۸۸ھ میں

حضرت شاہ گلشن کی طرف منسوب کیا ہے جس کو حضرت نے خود تبرکاً ولی گجراتی کو مرحمت فرمائی

تھی اور اسی پر ولی کے ریختے کی بنیاد ہے“ (نسخہ مرتبہ حکیم شمس اللہ قادری صاحب)

رات کوں آؤں اگر تیری گلی میں اے حبیب زبور لب ذکر سبحان الذی اسریٰ لکروں
 آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولی
 سر و قد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

(۱۹۹)

بھڑکے ہے دل کی آتش تجھ نہیہ کی ہو اسوں
 شعلہ نمط جلا دل تجھ حسن شعلہ زاسوں
 گل کے چراغ گل ہو یک بار جھڑپیں سب
 مجھ آہ کی حکایت بولیں اگر صبا سوں
 نکلی ہے جست کر کر ہر سنگ دل سوں آتش
 چقماق جب پلک کی جھاڑا ہے توں ادا سوں
 سجدہ بدل رکھے سر سرتا قدم عرفی ہو
 تجھ با حیا کے پگ پر آکر حنا حیا سوں
 یہاں درد ہے پریم کا بے ہودہ سر کہے مت
 یہ بات سن ولی کی جا کر کہو دوا سوں

(۲۰۰)

میری طرف سوں جا کے کہو اس حبیب سوں
 گر مجھ کوں چاہتا ہے تو مت مل رقیب سوں
 مت خوف کر تو مجھ سوں اے دلدار مہرباں
 آزار نہیں ہے گل کوں کبھوں عندلیب سوں

اے بیک حرکت۔

مت راہ دے رقیب سیہ رو کوں اے صنم
 واجب ہے احتراز بلائے مہیب سوں
 پوچھو نگو طبیب کوں مجھ درد کا علاج
 بیمار کوں برہ کے غرض نہیں طبیب سوں
 اُس بے وفا کی طرز سوں شکوہ نہیں وئی
 ہے جنگ رات دیس مجھے مجھ نصیب سوں

(۲۰۱)

تجھ مکھ کی جھلک دیکھ گئی جوت چندر سوں
 تجھ مکھ پہ عرق دیکھ گئی آب گہر سوں
 شرمندہ ہو تجھ مکھ کے دکھے بعد سکندر
 بالفرض بناوے اگر آئینہ قمر سوں
 تجھ زلف میں جو دل کہ گیا اس کوں خلاصی
 نہیں صبح قیامت تلک اس شب کے سفر سوں
 ہر چند کہ وحشت ہے تجھ انکھیاں ستی ظاہر
 صد شکر کہ تجھ داغ کوں الفت ہے جگر سوں
 اشرف کا یومصراع وئی مجکوں ہے دل چپ
 الفت ہے دل و جاں کوں مرے پیم نگر سوں

(۲۰۲)

باندھا ہے جو دل جگ منیں اس نور نظر سوں
 دیکھا ہے وہ دریا کوں اپس دیدہ تر سوں

۱۹۱

عاشق کے مکھ پہ نین کے پانی کو دیکھ توں
 سن بے قرار دل کی اول آہ شعلہ خیز
 اس آرسی میں راز نہانی کوں دیکھ توں
 تب اس حرف میں دل کے معانی کو دیکھ توں
 اس بے حیا کی چرب زبانی کوں دیکھ توں
 دریا پہ جا کے موج رواں پر نظر نہ کر
 آنجھواں کی میرے آ کے روانی کوں دیکھ توں
 تجھ شوق کا جو داغ وئی کے جگر میں ہے
 بے طاقتی میں اس کی نشانی کو دیکھ توں

یک بار مری بات اگر گوش کرے توں
 ہے بس کہ تیری نین میں کیفیت مستی
 ملنے کو رقیباں کے فراموش کرے توں
 یک دید میں کونین کوں بے ہوش کرے توں
 لے سرو گل اندام اپس نقش قدم سوں
 بر جا ہے اگر صحن کوں گل پوش کرے توں
 غیرت سوں کرے چاک گریباں دل پر خو
 گر گل کی حامل کوں ہم آغوش کرے توں
 لے جان وئی وعدہ دیدار کوں اپنے
 ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے توں

چلنے منیں اے حنیچل ہاتی کوں لجاوے توں
 بے تاب کرے جگ کوں جب ناز سوں آوے توں
 یک بارگی ہو ظاہر بے تابی مشتاقاں
 جس وقت کہ غمزے سوں چھاتی کوں چھپا دے توں
 گویا کہ شفق پیچھے خورشید ہوا ظاہر
 جب اوکھ میں پردے کے چہرے کو دکھاوے توں

لوئی فلک مکھ میں انگشت تھیرے

جب پاؤں نزاکت سوں مجلس میں نچاؤے توں

عشاق کی شادی کی اُس وقت بچے نوبت

مردنگ کی جس ساعت آواز سناوے توں

یک تان سنانے میں جی تان لیا سب کا

اب دل سوں بکیں سارے گر بھاؤ بتاوے توں

تو بائے ریائی سوں شاید کہ کرے تو بہ

اس وقت ولی کوں گر بھر جام پلاوے توں

(۱۹۸)

بے تکلف صفحہ کاغذ یہ بیضا کروں

فیض سوں آنجھواں کے دریا کوں مگر پیدا کروں

کس طرح اس غنچہ بند قبا کوں وا کروں

خود بہ خود رسوا ہے اس کوں پھر کے کیا رسوا کروں

بیچ دیوے مجھ کوں سوئے میں اگر سودا کروں

آہ کالے کر قلم جب درد کو انشا کر وں

جامہ زریاں کو برنگ صورت دیا کروں

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں

پوچھی نہیں کعبہ مقصود کوں کشتی چشم

جیوں نسیم اب لگ سبک وحی مجھے حال نہیں

کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سر و عریاں کے حضور

ہندوئے زلف پر یارو ہے پریشانی فروش

سنگ دل کے دل پہ ہوئے نقش جیوں نقش نگیں

سر کروں جب وصف تیرے جامہ گل رنگ کے

۱۹۸ تو بہ اس غزل پر ایک نسخے میں یہ نوٹ لکھا ہے اور قابل توجہ ہے۔

۱۹۸ اس غزل کو طبقات الشعراء مولفہ منشی قدرت اللہ صدیقی مراد آبادی ۱۱۸۸ھ میں

حضرت شاہ گلشن کی طرف منسوب کیا ہے جس کو حضرت نے خود تبرکاً ولی گجراتی کو مرحمت فرمائی

تھی اور اسی پر ولی کے ریختے کی بنیاد ہے " (نسخہ مرتبہ حکیم شمس اللہ قادری صاحب)

رات کوں آؤں اگر تیری گلی میں اے حبیب زبور لب ذکر سبحان الذی اسویٰ کرون
آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولی
سر و قد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

(۱۹۹)

بھڑکے ہے دل کی آتش تجھ نیہ کی ہو اسوں
شعلہ نمط جلا دل تجھ حسن شعلہ زاسوں
گل کے چراغ گل ہو یک بار جھڑپیں سب
مجھ آہ کی حکایت بولیں اگر صبا سوں
نکلے ہے جست کر کر ہر سنگ دل سوں آتش
چقماق جب پلک کی جھاڑا ہے توں اداسوں
سجدہ بدل رکھے سر سرتا قدم عرق ہو
تجھ با حیا کے پگ پر آکر حنا حیا سوں
یہاں درد ہے پریم کا بے ہودہ سر کھے مت
یہ بات سن ولی کی جا کر کہو دواسوں

(۲۰۰)

میری طرف سوں جا کے کہو اس حبیب سوں
گر مجھ کوں چاہتا ہے تو مت مل رقیب سوں
مت خوف کر تو مجھ سوں اے دلدار مہرباں
آزار نہیں ہے گل کوں کبھوں عندلیب سوں

اے بیک حرکت۔

مت راہ دے رقیب سیر کوں اے صنم
 واجب ہے احتراز بلائے مہیب سوں
 پوچھو نگو طبیب کوں مجھ درد کا علاج
 بیمار کوں برہ کے غرض نہیں طبیب سوں
 اُس بے وفا کی طرز سوں شکوہ نہیں وئی
 ہے جنگ رات دیس مجھے مجھ نصیب سوں

(۲۰۱)

تجھ مکھ کی جھلک دیکھ گئی جوت چندر سوں
 تجھ مکھ پہ عرق دیکھ گئی آب گہر سوں
 شرمندہ ہو تجھ مکھ کے دکھے بعد سکندر
 بالفرض بناوے اگر آئینہ قمر سوں
 تجھ زلف میں جو دل کہ گیا اس کوں خلاصی
 نہیں صبح قیامت تلک اس شب کے سفر سوں
 ہر چند کہ وحشت ہے تجھ انکھیاں ستی ظاہر
 صد شکر کہ تجھ داغ کوں الفت ہے جگر سوں
 اشرف کا یومصر اع وئی مجکوں ہے دل چسپ
 الفت ہے دل و جاں کوں مرے پیمنگر سوں

(۲۰۲)

باندھا ہے جو دل جگ منیں اس نور نظر سوں
 دیکھا ہے وہ دریا کوں اپس دیدہ تر سوں

۱۹۱

خوں ریزی عشاق ہے موقوف اسی پر
 شمشیر کوں باندھا جو کوئی موئے کمر سوں
 پستلی و نگہ سوں یو ترا غمزہ خوں خوار
 آیا دل عشاق طرف تیغ و سپر سوں
 یک تل نہیں آرام مرے دل کو ترے باج
 اے نور نظر دور نہ ہو میری نظر سوں
 اُس لب کی حلاوت ہے وئی طبع میں میری
 یو شعر مرا جگ منیں بیٹھا ہے شکر سوں
 (۲۰۳)

باندھا ہوں اپس جو ترے موئے کمر سوں
 دیکھا ہوں اُسے جب سستی دقت کی نظر سوں
 پہنچی ہے مری فکر بلندی سوں فلک پر
 تجھ قد کی جو تعریف کیا اس کے اثر سوں
 ہے بس کہ ترے رنگ میں صافی و لطافت
 لکھتا ہوں ترے وصف کوں میں آب گہر سوں
 انکھیاں سوں ہوا پیو جدا جب سستی میری
 جاتے ہیں مرے اشک گیا پیو جدھر سوں
 تجھ ہجر میں دامن و گریبان و مالال
 شاکی ہیں ہر اک رات مرے دیدہ تر سوں

اے رومال کی جمع ۔

ہیں مغز میں پستے کی نمون تل کے سبب یوں
گویا یہ لباباں لے کے گئے گوئے شکر سوں

پڑھتے ہیں وئی شعر تراعرش پہ قدسی
باہر ہے تری فکر رسا حد بشر سوں

(۲۰۴)

جب سوں دل باندھا ہے ظالم تجھ نگہ کے تیر سوں
تب سوں رم نے رم کیا رمنے کے ہر پنجیر سوں
بے حقیقت گرم جوشی دل میں نہیں کرتی اثر
شمع روشن کیوں کے ہووے شعلہ تصویر سوں

جگ میں اے خورشید رو و و چرخ زن ہے ذرہ دار
جن نے دل باندھا ہے تیرے حسن عالم گیر سوں

اے پری تجھ قد کا دیوانہ ہوا ہے جب سوں سرو
پائے بند اس کوں کیے ہیں موج کی زنجیر سوں
خواب میں دیکھا جو تیرے سبزہ خط کوں صنم
سبز بختوں میں ہوا اس خواب کی تعبیر سوں

جگ میں نہیں اہل ہنر اپنے منزل سوں بہرہ یاب
گوہ کن کوں فیض کب پہنچا ہے جوئے شیر سوں

اے وئی پی کا دہن ہے غنچہ گلزار حسن
بوئے گل آتی ہے اس کی شوخی تقریر سوں

(۲۰۵)

اے نور چشم تجھ پر نامہ لکھا پلک سوں کیتا ہوں مہر اس پر انکھیاں کی مردک سوں

۱۹۳

اے رشک ہر انور تک مہر سوں خبر لے گزری ہے آہ میری تجھ غم میں نہ فلک سوں
 اہل چین کے دل میں بے قدر ہے صنوبر باندھے ہیں جبستی جو تجھ سرو کی لٹک سوں
 اُس وقت ہوش عاشق ثابت قدم ہے کیوں سلطان حسن آوے جب ناز کی لٹک سوں
 اے آفتاب طلعت مانند مہ ولی کا
 روشن ہوا ہے سینہ تجھ حسن کی جھلک سوں

(۲۰۶)

ہوا ہے دنگ بنگالہ تری زگس کے جادو سوں
 معطر ہے سواد ہند تیری زلف کی بو سوں
 قسم تیرے تغافل کی کہ زگس کی قلم لے کر
 تری انکھیاں کے جادو کوں لکھا ہوں خون آہو سوں
 کیا ہے مصرع برجستہ قوس قزح موزوں
 فلک مضمون رنگیں لے گیا تجھ بیت ابرو سوں
 سخن میرا ہوا ہے تب سوں بالا ہر سخن او پر
 لگانے دھیان میرا جبستی اس سرودل جو سوں
 ہوا تجھ حسن پر دو جگہ دوازہ گرتے نہیں
 اگر مجھ سے دوانے کا بندھا دل تجھ پری رو سوں
 مجھے گلشن طرف جانا بجا ہے اے مہ انور
 کہ میں پاتا ہوں تجھ زلفاں کی بو ہر رات شبو سوں
 ولی ہر شعر سوں میرے نزاکت جلوہ پیرا ہے
 بجا ہے گر لکھوں اس موکر کوں خامہ موسوں

(۲۰۷)

آتا ہے جب چمن میں توں زریں کلاہ سوں اٹھتی ہے فوج حسن تری جلوہ گاہ سوں
بزم ادا و نازکوں وہ شوخ ناز میں خوش بو کیا ہے عنبر موج نگاہ سوں
بے جا نہیں ہے رخ پرے رنگ اضطراب باندھا ہوں دل کوں آہوے وحشت پناہ سوں
پر وازہ وار عشق میں تیرے جو جو دیا اس کا کفن ہے رشتہ شمع نگاہ سوں
حاجت نہیں چراغ کی تجھ گھر میں اے ولی
روشن ہے بزم عشق تری شمع آہ سوں

(۲۰۸)

کیتا ہوں بند دل کوں اس غیرت پری سوں
جن نے کیا ہے مجنوں عالم کوں دلبری سوں
رکھتا ہے عاشقاں سوں بازار حسن گرمی
ہر چیز کی جہاں میں ہے قدر مشتری سوں
عاشق سوں جا کے پوچھو معشوق کی حقیقت
مخفی نہیں ہے خوبی جوہر کی جوہری سوں
جن نے رقم کیا ہے تعریف تجھ نین کی
معنی میں کیوں نہ ہو وے ہم چشمِ عبہری سوں
دل دار کی گلی سوں کیوں جا سکوں ولی میں
لیتا لپیٹ دل کوں جب چیرہ زری سوں

(۲۰۹)

جالیا تمام نس مجھ اس طبع آتشی سوں اب صبح دم ہے دم لے لے شمع برکشی سوں
دل داشت کر سکے تو یہ دل لجا اپس سنگ گردل کشی پہ دل ہے تو کیا ہے دل کشی سوں

۱۹۵

لہ لیا

عاشق کے دیکھنے سوں لاتا ہے چین چین پر اے خوش ادا میں خوش ہوں تیری یہ ناخوشی
 اے پست لب ترے لب میں کان سب نمک کے کہ بہرہ مند محلوں اس کی نمک چستی سوں
 دنیا کے غل و غش سوں فارغ رہوں ولی میں
 یک جام گر ملے مجھ صہبائے بے غشی سوں

(۲۱۰)

سیر روئی نہ لے جا حشر میں دنیاے فانی سوں
 سیہ نامے کوں دھواے بے خبر انجھواں کے پانی سوں
 شب غم روز عشرت سوں بدل ہوئے اگر دیکھے
 تری جانب دو نہر ذرہ پرور مہر بانی سوں
 نرک جاناں کے گر تحفہ لجانا ہے تو اے ناداں
 لجا گل دستہ اعمال باغ زندگانی سوں
 نہیں ہے سیر یک ساعت اگر ملک جوانی میں
 کہو کیا خضر کوں حاصل ہے ملک جاودانی سوں
 اپس کے سر پہ مارا کوہ کن نے تیشہ غیرت
 ہو ا جب خسرو عالم ولی شیریں زبانی سوں

(۲۱۱)

میری طرف سوں جا کہو اُس ماہ عالم تاب کوں
 یک رات فرش خواب کر مجھ دیدہ کم خواب کوں
 اپنے دل پر خوں کوں میں لایا ہوں تیرے پیش کش
 گر خوج اگر درکار ہے اطلس تجھے سنجاب کوں

۱۹۶

گر عشق میں آیا ہے تو اے دل، گریباں پارہ کر

لیتے ہیں اس بازار میں بے تابی سیما بکوں

میرے دل گم نام کی کیا قدر بوجھے بے خبر

ہے دلبر اکن اعتبار اس گوہر نایاب کوں

مجھ دل کوں سرگرداں کیا ساغرمین اس شوخ نے

جس کی زلف کے پیچ نے چکر دیا گر داب کوں

صافی دلاں کن بیٹھنا ہے کسب عزت کا سبب

دریا کا ہو کر ہم نشیں پہنچا ہے موتی آب کوں

تجھ یاد میں آنجھواں ستی لبریز ہیں چشم ولی

یک بار دیکھ لے سبز خط اس چشمہ سیراب کوں

(۲۱۲)

تشنگی اپنی نہیں کہتا کسی بے آب کوں

جیوں گہر رکھتا ہے دائم جو گرہ میں آب کوں

اضطراب دل گیا ہے اس کے کھ کوں دیکھ کر

بے قراری سوں نکالے آرسی سیما بکوں

اشک ریزاں مثل انجم صبح محشر لگ رہا

جن نے دیکھا یک نظر اس ماہ عالم تاب کوں

تجھ بھواں کے خم کوں دیکھا جب ستمی اے قبلہ رو

رات دن رکھتا ہے زاہد مکھ آگے محراب کوں

اے ولی پی کی محبت سوں زمیں کے فرش پر

آنکھ بھر دیکھا نہیں کئی غیر مخمل خواب کوں

۱۹۶

(۲۱۳)

حندایا ملا صاحب درد کوں کہ میرا کہے درد بے درد کوں
کہے غم سوں صد برگ صد پارہ دل دکھاؤں اگر چہرہ زرد کوں
ہٹا بوالہوس تجھ بھواں دیکھ کر کہاں تاب شمشیر نامرد کوں
اگر جل میں جل کر کنول خاک ہو نہ پہنچے ترے پانوں کی گرد کوں
لکھا تجھ دہن کی صفت میں وہی
ہر ایک فرد میں جو ہر فرد کوں

(۲۱۴)

دیکھا ہے جن نے اے صنم تجھ طرہ طرار کوں
رکھتا ہے سینہ بزمینیں جیوں شمع سوز نار کوں
جیوں زخم اس کی چشم سوں جاری ہے خوں ہر دم نہیں
دیکھا ہے جو کئی ایک نگہ تجھ ناز کی تلوار کوں
تیرا پرت کے پنتھ میں اے داروے در ماندگان
بختے ہیں عاصا آہ کا تجھ چشم کے بیمار کوں
اے سرگروہ سرکشاں لایا ہے نتاجِ فلک
خط شعاعی سوں بنا تجھ چیرہ زرتار کوں
ہر استخاں سینے کا ہے مانند نے فریاد میں
رکھتا ہوں دالم بزمینیں تجھ غم کے موسیقار کوں
دیکھا ہے جب سوں آنکھ بھر تجھ مکھ کوں اے رشک چین
چھوڑاں ہیں تب سوں بلبلاں عشق گل گل زار کوں

اے جولاہا۔

جیوں معنی رنگیں وئی ہو مہرباں مجھ ہال پر
وہ صاحب معنی سُنے میرے اگر اشعار کوں

(۲۱۵)

دیتا نہیں ہے بار رقیب شریر کوں شاید کہ بوجھتا ہے ہمارے ضمیر کوں
اس ناز میں کی طبع گر آوے خیال میں بوجھوں صدائے صور قلم کی صریر کوں
بر جا ہے اس کوں عشق کے گوشے میں قرار جو تیج و تاب دل سوں بچھاوے حصر کوں
اس کے قدم کی خاک میں ہے حشر کی نجات عشاق کے کفن میں رکھو اس عبیر کوں
مجھ کوں وئی کی طبع کی صافی کی ہے قسم
دیکھا نہیں ہوں جگ میں سجن تجھ نظیر کوں

(۲۱۶)

میں دل کو دیا بند کر اس سحر بجن کوں عشاق جسے دیکھ بسارے ہیں وطن کوں
عنقا ہے سخن اس کا سخن فہم کے نزدیک رکھتا ہے جو کوئی یاد میں اس غنچہ دہن کوں
واللہ کہ صادق ہے وہ عشاق کی صفت میں جو صبح نمن سر سوں لپیٹا ہے کفن کوں
اس شوخ نے دکھلا کے پس رنگ کی خوبی لو ہو میں کیا غرق جو انانِ چین کوں
ثابت رہے کیوں رنگ وئی اس کا جہاں میں
دیکھا ہے جو دلدار کی زلفاں کی شکن کوں

(۲۱۷)

نہیں معلوم ہوتا، داغ دینے کس بچارے کوں
چلا ہے آج یو لالہ ہزارے کے نظارے کوں
لیا ہے گھیر تجھ زلفاں نے تیرے کان کا موتی
مگر یہ ہند کا لشکر لگا ہے آستارے کوں

۱۹۹

ہر اک احوال میں دلبر نظر میں خوب آتا ہے
 لباس خوب کی حاجت نہیں حق کے سوا کے کوں
 یہی ہے آرزو دل میں کہ صاحب درد گئی جا کر
 ہمارے درد کی باتاں کہے اس پی پیارے کوں
 کمر سوں نہیں جدا ہوتی نظر اس شوخ چنچل کی
 وئی آخر کیا ہے صید چیتے نے چکارے کوں

(۲۱۸)

دیکھوں گا سب سستی اس رشک پری کوں
 گر کچھ بھی اثر ہے مری آہ سحری کوں
 اے شوخ ترے ملنے کوں انکھیاں کے اُپر رکھ
 لایا ہوں تری نذر عقیق جگر ی کوں
 ابنجن کوں لگا سحر کے غائب ہوئے ساحر
 دیکھے جو تری نین کی جادو نظری کوں
 اے حیلہ گر رند تری حیلہ گری دیکھ
 سب حیلہ گراں ترک کیے حیلہ گری کوں
 یک بارگی ہوتا ہے وئی زر کے نمن زرد
 جب باندھ کے آتا ہے تو دستار زری کوں

(۲۱۹)

دیکھے گا ہر اک آن تری جلوہ گری کوں
 پاپا ہے تری ہیر سوں جو دیدہ دری کوں
 بخشا ہے تری نین نے کیفیت مستی
 تجھ مکھ نے خبردار کیا بے خبری کوں
 جاری ہوا تجھ غم مستی مجھ اشک کا مطلب
 ہم دانہ وہم آب ملا اس سفری کوں

۲۰۰

مجھ عاشق دیوانہ کوں گر حکم ہو تیرا
تجھ حور آگے فرش کروں آج پری کوں
ہر گل کا سنا چاک ہو سن درد کوں میرے
گلشن کی طرف بھجوں گر آہ سحری کوں
کھایچ ڈبے شرم سوں مغرب منیں سوچ
گر دیکھے ترے سبب پر دستار زری کوں

کرتا ہے ولی سحر سدا شعر کے فن میں
تجھ نین سوں سیکھا ہے مگر جادو گری کوں

(۲۲۰)

ہرگز تو نہ لے ساتھ رقیب دغلی کوں
مت راہ دے خلوت منیں ایسے خللی کوں
تیرے لب یا قوت اُپر خطِ خفی دیکھ
خطاط جہاں نسخ کیے خطِ جلی کوں
لے زہرہ حبیب کشن ترے مکھ کی کلی دیکھ
گاتا ہے ہر اک صبح میں اٹھ رام کلی کوں
یا قوت کوں ہے قوت ترے خط کی محبت
ہے دل میں غبار اس کے سبب میر علی کوں
لے ماہ حبیب مہر لقا تیری حبیب پر
کرتا ہوں ہر اک دم منیں دم نادِ علی کوں
میں دل کوں ترے ہاتھ دیار و زازل کوں
مت دل سوں بسا اپنے محب ازلی کوں

نہیں منصب و جاگیر نہیں روز و وظیفہ
ہر روز ترانام و وظیفہ ہے ولی کوں

(۲۲۱)

ہوا ہے رشک چنپے کی کلی کوں
نظر کر تجھ قبائے صندلی کوں
کرے فردوس استقبال اس کا
تصور جو کیا تیسری گلی کوں
دلِ بے تاب نے تجھ غم کی خاطر
کیا ہے فرش خواب مخملی کوں
ہماری آہ آتش رنگ سن کر
ہوئی ہے بے قراری بجلی کوں
ترے غم میں دل سوراخ سوراخ
کیا پیدا صدائے بانسلی کوں
دل پر خون نے میرے باغ میں جا
دیا تعلیم خونِ خواری کلی کوں

۲۰۱

کیا ہوں آبِ نخلت سوں سراپا ہر اک مصرع سوں مہری کی ڈلی کوں
 پڑے سن کر اچھل جیوں مصرع برق اگر مصرع لکھوں ناصر علی کوں
 ترے اشعار ایسے نہیں فراقی
 کہ جس پر رشک آوے گا ولی کوں

(۲۲۲)

جو کوئی سمجھا نہیں اُس مکہ پہ آنچل کے معانی کوں
 دو کیوں بوجھے کہو اس شوخ چنچل کے معانی کوں
 کریں گے بحث اس انکھیاں کے جادو کے سحر ساراں
 نہ پہنچے کوئی باریکی میں کا جہل کے معانی کوں
 دو یوسف کوں کہے ثانی سو اس بے مثل کا کیوں کر
 دو میں کر جو کہ سمجھا چشمِ احوں کے معانی کوں
 نہ نکلے بحر حیرت سوں جو ہوئے اس مکہ کا ہم زانو
 یہ بوجھے دو جو پہنچا ہے سب جنجل کے معانی کوں
 صفائی دیکھ اُس کے مکہ کی ہے بے ہوش سرتاپا
 یہی تحقیق سمجھو خوابِ مخمل کے معانی کوں
 بیاں زلف بدیع کا ہے سعد الدین کا مطلب
 اچھوں لگ تم نہیں سمجھے مطول کے معانی کوں
 ولی اس ماہِ کامل کی حقیقت جو نہیں سمجھا
 وہ ہرگز نہیں بچھا عالم میں اکمل کے معانی کوں

لہ آئینہ

(۲۲۳)

فدائے دلبر رنگیں ادا ہوں شہید شاہد گل گوں قبا ہوں
ہراک مہر روکے بلنے کا نہیں ذوق سخن کے آشنا کا آشنا ہوں
کیا ہوں ترک زگس کا تماشا طلب گار نگاہ باحیا ہوں
نہ کہ شمشاد کی تعریف مجھ پاس کہ میں اس سرود قد کا مبتلا ہوں
کیا میں عرض اس خورشید رسوں تو شاہ حسن میں تیرا گدا ہوں
سدا رکھتا ہوں شوق اس کے سخن کا ہمیشہ تشنہ آب بہتا ہوں

قدم پر اس کے رکھتا ہوں سدا سر
ولی ہم مشرب رنگ حنا ہوں

(۲۲۴)

میں سورہ اخلاص ترے رسوں لکھا ہوں
بسم اللہ دیوان تجھ ابرو رسوں لکھا ہوں
تجھ چشم کی تعریف کوں آہو کے نین پر
اکثر قلم زگس جادو رسوں لکھا ہوں
اے موئے میاں وصف ترے موئے میاں کے
چیتے کی کمر پر قلم مو رسوں لکھا ہوں
تجھ طرہ طرار کی تعریف کوں اے شوخ
سنبل کے چمن میں گل شبو رسوں لکھا ہوں
اس مردک چشم طرف حال وئی کا
پلکاں کی قلم کر آپس انجھو رسوں لکھا ہوں

تصویر تری جان مصفا پہ لکھا ہوں
مجھ عاشق یک رنگ سوں دورنگ ہوا ہوں
تجھ سنبل پر بیچ کی خوبی میں کتک سطر
یک تل نہیں آرام ترے تل کے سبب مجھ
فریاد لکھا صورت معشوق حجر پر
ہرگز نہ کیا نرم صنم دل کوں افس کے
اے مرد یک چشم تجھ انکھیاں کی یہ لالی
اعجاز ترے اس خطر روشن کاری جن
پیتم نے قدم رنجہ کیا میری طرف آج
تجھ عشق میں دیکھا ہے یہ دل وسعت منزل
اے آہ بلندی تجھے اُس قد کے سبب ہے
تجھ نرگس مخمور کی کیفیت مستی
یہ نقش پری پردہ مینا پہ لکھا ہوں
تیری یہ دورنگی گل رعنا پہ لکھا ہوں
موجاں کی منن صفحہ دریا پہ لکھا ہوں
یو صورت تل دل کے سویدا پہ لکھا ہوں
میں صورت دلبر دل شیدا پہ لکھا ہوں
یہ سنگ دلی تختہ خارا پہ لکھا ہوں
نرگس کے قلم سوں گل لالہ پہ لکھا ہوں
جیوں خط شعاعی دید بیضا پہ لکھا ہوں
یہ نقش قدم صفحہ سیمایا پہ لکھا ہوں
یہ حالت دل دامن صحرا پہ لکھا ہوں
تنخواہ تری عالم بالا پہ لکھا ہوں
اکثر خط ساغریستی صہبیا پہ لکھا ہوں
اس کے دہن تنگ کی تعریف کا نکتہ
صنعت سوں ولی دیدہ عنقا پہ لکھا ہوں

میں عاشقی میں تب سوں افسانہ ہو رہا ہوں
تیری نگہ کا جب سوں دیوانہ ہو رہا ہوں
اے آشنا کر م سوں یک بار آدرس دے
تجھ باج سب جہاں سوں بیگانہ ہو رہا ہوں

باتاں لگن کی مت پوچھ اے شمع بزم خوبی
 مدت سے تجھ جھلک کا پروانہ ہو رہا ہوں
 شاید دو گنج خوبی آوے کسی طرف سوں
 اس واسطے سراپا ویرانہ ہو رہا ہوں
 سودائے زلفِ خواہاں رکھتا ہوں دل میں دائم
 زنجیر عاشقی کا دیوانہ ہو رہا ہوں
 برج ہے گر سنوں نہیں ناصح تری نصیحت
 میں جامِ عشق پی کر مستانہ ہو رہا ہوں
 کس سوں ولی آپس کا احوال جا کہوں میں
 سر تا قدم میں غم سوں غم خانہ ہو رہا ہوں

(۲۲۷)

باطن کی گر مدد ہو اسے یار کر رکھوں
 اس کی ادا و ناز کی خوبی کوں کر بیاں
 لائق ہے گر وہ شوخ کہے اپنے فخر میں
 برج ہے گر چین میں کہے وہ نگاہ کر
 تسبیح تیری زلف کوں کہتی ہے اے صنم
 تیرے خیال آنے کی پاؤں اگر خبر
 اپنے سخن کا اس کوں خریدار کر رکھوں
 ہر خوب رو کوں صورت دیوار کر رکھوں
 آوے اگر پری تو پرستار کر رکھوں
 زنگس کوں اپنی چشم کا بیمار کر رکھوں
 یک تار دے کہ رشتہ زنا کر رکھوں
 سینے کوں داغِ عشق سوں گلزار کر رکھوں

ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج
 اُس گل بدن کوں اپنے گلے ہار کر رکھوں

(۲۲۸)

صدق ہے آب و رنگ گلشنِ دیں پاک بازی ہے شمع راہِ یقیں

۲۰۵

خوشہ چینِ جمالِ جاناں ہیں خرمین ماہ و خوشہ پرویں
 ہے ترے لب سوں اے شکر گفتار بات کہنا نبات سوں شیریں
 قد سوں تیرے عیاں ہے اے جاناں صورت ناز و معنی تکمیں
 بس کہ رو یا ہوں یاد کر کے تجھے چشم میری ہے دامن گل چیں
 زلف تیری ہے اے وفاد شمن دشمن دین دشمن آئیں

اے ولی تب نہاں ہو لیلِ فراق
 جب عیاں ہو و آفتابِ حبیب

(۲۲۹)

آوے اگر و شوخ ستم گر عتاب میں جراتِ جواب کی نہ رہے آفتاب میں
 یک جام میں دو جگ کوئے مست بے خبر تیری نین کا عکس پڑے گر شراب میں
 رخسار دل ربا کا صفا کیا بیاں کروں تحمل نے اس صفا کوں نہ دیکھا ہے خواب میں
 تجھ حسن شعلہ زار کی تعریف رشک سوں سننے کی تاب آج نہیں آفتاب میں
 طاقت نہیں کہ تیری ادا کا بیاں لکھے ہے گر چہ بے نظیر عطار و حساب میں
 تجھ زلف حلقہ دار سوں مانند عاشقان گر داب و موج مل کے پڑے تیج و تاب میں
 تجھ حسن آبدار کی تعریف کیا کہوں موتی ہوا ہے عرق تجھے دیکھ آب میں
 تیری نگاہ مست کہ ہے جام لے خودی رکھتی ہے کیفیت کہ نہیں دو شراب میں
 تیری بھواں کے رتبہ عالی کوں کر نظر بر جا ہے گر ہلال چلے تجھ رکاب میں
 رکھتے ہیں اس سوں گلبدناں رغبت تمام شاید کہ تجھ عرق کا اثر ہے گلاب میں
 اے دل شباب چل کہ تماشے کی بات ہے بیٹھا ہے آفتاب نکل ماہتاب میں
 ملنا بجا نہیں ہے مخالف سوں یک آن اس تان کو بجاوے ربابی رباب میں
 میرے دل برشتہ میں محشر کا شور ہے ہے تجھ نمک کا شاید اثر اس کباب میں

آوے دو نو بہار اگر بر سر سخن طوطی کوں لاجواب کرے یک جواب میں
 ہرگز نہیں ہے خشت سوں فرق اس کوں اے فتی
 خوش طلقاں کی بات نہیں جس کتاب میں

(۲۳۰)

ہے بس کہ آب و رنگ حیا کھیم داس میں آتا نہیں کسی کے خیال و قیاس میں
 ہے اُس کے کھ سوں جلوہ ناموج کہ آب و تاب موتی کے مثل گرچہ ہے سادہ لباس میں
 بیرگیوں کے بنتھ میں آکر دو مرہ جسیں ق بیراگ کوں اٹھا کے چڑھایا آکاس میں
 لگتا ہے اُس گر وہ میں دوسر و نازنین گو یا گل گلاب کیا جلوہ گھاس میں
 اس کی بھواں کوں بوجھ کے شمشیر آبدار اہل ہوس کی عقل ہے دائم ہر اس میں
 آوے فلک سوں زہرہ اتر گر و مرہ جسیں یک تان گاوے رام کلی یا بھیاں میں
 جاتا ہوں باغ یاد میں اس چشم کے وئی
 شاید کہ بوے اُس کی ہونر گس کی باس میں

(۲۳۱)

دیکھا ہے جن بنو د کوں اکرم کے باغ میں
 پہنچی ہے بوے عشق کی اس کے دماغ میں
 کھویا ہے تجھ نگاہ نے عالم کے ہوش کوں
 گردش عجب ہے تیری انکھیاں کے ایان میں
 تجھ لب کا آب و رنگ جو کچھ خط سوں ہے عیاں
 ہرگز دو آب و رنگ نہیں شب چراغ میں
 تجھ شوق کی اگن سوں سہہ جل گیا تمام
 فی الجملہ اس کا رنگ ہے لالے کے داغ میں

تجھ وصل کے خیال سوں غافل نہیں وئی
رہتا ہے رات دلیں اسی کے سراغ میں

(۲۳۲)

رکھتا ہوں شمع آہ سجن کے فراق میں حاجت نہیں چراغ کی میرے رواق میں
آب حیات وصل سوں سینے کو سرد کر جلتا ہوں رات دلیں پیا تجھ فراق میں
سن کر خبر صبا سوں گریباں کوں چاک کر نکلے ہیں گل چمن سوں تے اشتیاق میں
اے دل عقیق لب کے یہ آئے ہیں مشتری موتی نہ بوجھ زہرہ حبیب کے بلاق میں
تیرے سخن کے نغمہ رنگیں کوں سن وئی
ڈوباعرق کے یچ عراقی عراق میں

(۲۳۳)

جب تک نہ دیکھا تھا تجھے دل بند تھا اوراق میں
تیری بھواں کوں دیکھ کر جز دان چھوڑا طاق میں
مشرق سوں مغرب لگ سدا پھرتا ہے ہر گھر ولے
اب لگ سرج دیکھا نہیں ثانی ترا آفاق میں
دل مست جام بے خودی اس انجمن میں کیوں نہ ہو
جیوں موج مئے ہے ہر ادا ساقی سمیں ساق میں
تیرے دہن کوں دیکھ کر اے نو بہار عاشقاں
جیوں غنچہ گل ہر سحر جاتا ہوں استغراق میں
اے صبح تجھ کوں نہیں خبر اس مطلع انوار کی
ہر چند عالم گیر ہے تو حکمت اشراق میں

۲۰۸

آیا ہے جب سوں دید میں و نور چشم عاشقاں
 جیوں نور بتا ہے سدا مجھ دیدہ مشتاق میں
 تیری تواضع دیکھ کر بر جا ہے اے جانِ ولی
 گر بو علی سینا لکھے دفتر ترے اخلاق میں
 (۲۳۴)

تجھ عشق کی اگن سوں سجن جل گیا ہوں میں
 تیری گلی کی خاک میں جا ر ل گیا ہوں میں
 تجھ سوز میں جلا ہے جو دل شمع کی نمون
 پروانہ ہو کے اس کے اُپر بل گیا ہوں میں
 اے آفتاب دیکھ ترے مکھ کی روشنی
 بے تاب ہو کے مہ کے نمون گل گیا ہوں میں
 یہ پھر کے دیکھنا ترا مجھ دل پہ گھات ہے
 تیری نگہ کے رمز کوں اٹکل گیا ہوں میں
 تجھ دل کا دیکھ سوز اِدھک اے ولی مدام
 بولا پتنگ ہاتھ کوں بھاں مل گیا ہوں میں

(۲۳۵)

ہوا تو خسرو عالم سجن ! شیریں مقامی میں
 عیاں ہیں بدر کے معنی تری صاحب کمالی میں
 جو کیفیت سیہ مستی کی تجھ انکھیاں میں ہے ظالم
 نہیں دو رنگ و دو مستی شراب پر تگالی میں

۲۰۹

تری زلفاں کے حلقے میں آہے یوں نقش رخ روشن
 کہ جیسے ہند کے بھیتر لگیں دیوے دیوالی میں
 اگرچہ ہر سخن تیرا ہے آبِ حضر سوں شیریں
 ولے لذت نرالی ہے پیا تجھ لب کی گالی میں
 کہو اس نور چشم و پستہ لب کوں آشنائی سوں
 کہ جیوں بادام کے دو مغز ہو ویں یک نہالی میں
 نظر میں نہیں ہے مردوں کی صلابت اہل زینت کی
 نہیں دیکھا کوئی رنگ شجاعت شیر قالی میں
 ولی کے ہر سخن کا دو ہوا ہے مو بہ مو خواہاں
 جو گئی پایا ہے لذت تجھ بھواں کے شعر حالی میں

(۲۳۶)

چھپا ہوں میں صداے بانسلی میں کہ تاجاؤں پر یارو کی گلی میں
 نہ تھی طاقت مجھے آنے کی لیکن بزور آہ پہنچا تجھ گلی میں
 عیاں ہے رنگ کی شوخی سوں اے شوخ بدن تیرا قبائے صندلی میں
 جو ہے تیرے دہن میں رنگ و خوبی کہاں یہ رنگ یہ خوبی گلی میں
 کیا جیوں لفظ میں معنی 'سری جن
 مقام اپنا دل و جان ولی میں

(۲۳۷)

دل نے تسخیر کیا شوخ کوں حیرانی میں آرسی شہرہ عالم ہے پری خوانی میں
 خط کے آنے نے خبردار کیا گل رو کوں نشہ ہوش ہے اس بادہ ریحانی میں
 جو ہر آئینہ تجھ خطا کی سناجب سوں خبر موج گوہر کی بمن غرق ہوا پانی میں

۲۱۰

خط کا آخر کوں ہو ارنخ پہ پرکارو کے گزر مور کوں راہ ملی ملک سلیمانی میں
 دل بے تاب کہ اک آن نہیں اس کوں قرار زلف دلدار سوں ہمسر ہے پریشانی میں
 گل رخاں بات اپس دل کی مجھے کہتے ہیں بس کہ ہوں شہرہ آفاق سخن دانی میں
 جڑ وئی بات اپس دل کی کسی پاس نہ کہہ
 راہ ہر دل کو نہیں مطلب پنہانی میں

(۲۳۸)

سحر پرواز ہیں پیا کے نین ہوش دشمن ہیں خوش ادا کے نین
 اے دل اس کے آگے سنبھال کے جا تیغ برکت ہیں میرزا کے نین
 دل ہو آج مجھ سوں بے گانہ دیکھ اس رمز آشنا کے نین
 جگ میں اپنا نظیر رکھتے نہیں دلبر کا میں وودل ربا کے نین
 زرگستاں کوں دیکھنے مت جا دیکھ اس زرگسی قبا کے نین
 دو ہے گل زار آبرو کا گل حق نے جس کو دیے حیا کے نین

اے وئی کس آگے کروں فریاد
 ظلم کرتے ہیں بے وفا کے نین

(۲۳۹)

فرش گر عاشق کریں تجھ راہ میں اپنے نین
 تو نزاکت سوں رکھے نا اُس اُپر اپنے چرن
 تجھ لبوں کے لعل کی خوبی کا کیا بولوں بیاں
 چشم عاشق جس سوں ہیں کان بدخشان و مین
 خط کے تئیں رحل زمرہ مکھ کوں تیرے اہل فضل
 مصحف گل بول کر کر سی یہ بٹھلا یا سخن

شمع لے انگشت حیرت منہ میں سرتا پا جلی
 جب آپس کے مکھ سوں تو روشن کیا ہے انجمن
 پھول کی پکھری پہ جیوں مارا ہے جنگل رنگ نے
 دل نے تیوں پکڑا ہے تیرا دامن اے گل پر ہن
 منہ پہ شیریں، دل میں سنگیں، حال معشوقاں کا دیکھ
 کیوں نہ مارے غم سوں تیشہ سر پر اپنے کوہ کن
 اے ولی اس کی گلی دل یاد کرتا ہے مدام
 کیوں کرے نہیں یاد ہے ایمان الحب الوطن

(۲۴۰)

باندھا ہے جب سوں شوخ نے خنجر کمر منیں
 سب گل رھاں کے جو پڑے ہیں خطر منیں
 جو آب و رنگ تیرے سخن میں ہے اے سخن
 ہرگز و و آب و رنگ نہیں ہے گہر منیں
 ہر وقت طبع راغب شربت ہے اے صنم
 شاید ترے لبوں کا اثر ہے شکر منیں
 جمعیت آسماں سوں، توقع بجا نہیں
 ہیں آفتاب و ماہ ہمیشہ سفر منیں
 قوسِ قزح کا مصرع ثانی، ہوا اے ولی
 تعریف اُس بھواں کی لکھوں جس سطر منیں

اے بہ قدر یک حرکت

(۲۴۱)

خوش قداں دل کوں بند کرتے ہیں ق نام اپنا بلند کرتے ہیں
اپنے شیریں سخن کوں دے کے رواج سرد بازار قند کرتے ہیں
جس کوں بے تاب دیکھتے ہیں اُسے اپنے اوپر سپند کرتے ہیں
بند کرنے کوں عاشقاں کے سدا زلف اپنی کمند کرتے ہیں

اے ولی جو کہ ہیں بلند خیال

شعر میرا پسند کرتے ہیں

(۲۴۲)

خوب رو خوب کام کرتے ہیں یک نگہ میں عنلام کرتے ہیں
دیکھ خوباں کوں وقت ملنے کے کس ادا سوں سلام کرتے ہیں
کیا وفادار ہیں کہ ملنے میں دل سوں سب رام رام کرتے ہیں
کم نگاہی سوں دیکھتے ہیں ولے کام اپنا تمام کرتے ہیں
کھولتے ہیں جب اپنی زلفاں کوں صبح عاشق کوں شام کرتے ہیں
صاحب لفظ اس کوں کہہ سکے جس سوں خوباں کلام کرتے ہیں

دل لجاتے ہیں اے ولی میرا

سرو قد جب خرام کرتے ہیں

(۲۴۳)

گل مقصد کے ہار ڈالے ہیں نقتہ، مستی جو ہار ڈالے ہیں
کیوں نہ ہو راہ عشق نشترزار تیری پلکاں نے خار ڈالے ہیں
دیکھ اُس کے نین کے خنجر کوں چشم آہو کوں وار ڈالے ہیں
کیوں کے نکلے برہ کے کوچے سوں زلف تیرا نے مار ڈالے ہیں

۲۱۳

اے ولی شہر حسن کے اطراف
خط سوں اس کے حصار ڈالے ہیں

(۲۴۴)

جو کہ تجھ پر نگاہ کرتا نہیں دو آپس کی خودی بستر تائیں
کیوں کے ہو میری حسن سوں تیرے دھوپ کھانے سوں پیٹ بھر تائیں
پی کے لب سوں پیا جو آب حیات دور آخر تلک دو مرتا نہیں
غیر تیرے خیال کے اے شوخ دل میں میرے دو جا اتر تائیں
اے ولی اس کے نقش عالی کوں
غیر مانی دو جا چتر تائیں

(۲۴۵)

جو پی کے نام پاک پہ جی سوں فدا نہیں راضی کسی طرح سستی اس پر خدا نہیں
اے نور جان و دیدہ ترے انتظار میں مدت ہوئی پلک سوں پلک آشنا نہیں
عشاق مستحق ترحم ہیں اے عزیز ان کے غریب حال پہ سختی روا نہیں
ترشی آپس جہیں سوں نکال اے شکر بچن عشاق پر غضب ہے یہ ناز و ادا نہیں
اے نو بہار حسن و گل باغ جان و دل افسوس ہے کہ تجھ منیں رنگ و فا نہیں
ترک لباس بس کہ کیا ہوں جہاں منیں تیری گلی کی خاک ورا مجھ قبا نہیں
ڈالے اکھاڑ گویا کوں جیوں کاہ اے ولی
عاشق کی آہ سرد کہ جس میں صدا نہیں

(۲۴۶)

مجھے گلشن طرف جانار وائیں اگر گلشن میں دور نگیں ادا نہیں
بغیر از نقد جان پاک بازاں متاع حسن کا دو جا بہا نہیں

۲۱۳

کیا ہے عاشقاں کے خوں سوں رنگیں کفِ خوں ریزہ پر رنگِ حنائیں
 سناہوں تجھ نگاہ باحیا سوں کہ ہرگز چشمِ زرگس میں حنائیں
 تری زلفاں کے سنبل کا محرک ہواے عشق بازاں ہے صبا نہیں
 ترا قد دیکھ کر کہتی ہے قمری کہ ہرگز سرو میں ایسی ادا نہیں
 ترا لکھ دیکھنا ہے واجب العین اداے فرض میں خونِ ریا نہیں
 عجب ہے اے درِ دریاے خوبی کہ دل تیرا مروت آشنا نہیں
 ولی گلِ روکی دانش پر نظر کر
 بہارِ حسن کوں چنداں بقا نہیں

(۲۴۷)

مرا غم دفع کرنے کا و و عالی جاہ قاصد نہیں
 تو آوے کیوں مرے نزدیک کچھ گمراہ قاصد نہیں
 ہوا ہے مجھ کوں پو معلوم اس بے دست گاہی میں
 کہ مجھ احوال پہنچانے کوں غیر از آہ قاصد نہیں
 دو جے کو مطلع کرنا نہیں غیرت روا رکھتی
 ہم سے بے سرو سا ماں نزل اس راہ قاصد نہیں
 جو میرے جان و دل کا حال ہے تجھ ہجر میں سا جن
 تجھے و و حال پہنچانے کروں کیا آہ قاصد نہیں
 بجز وجدانِ دلبر گئی نہ پاوے حال عاشق کا
 تو میرے راز کے نامے ستمی آگاہ قاصد نہیں
 نہ پاوے شاید معنی اپس کوں جو کیا خالی
 خبرِ یوسف کی پہنچانے کوں غیر از چاہ قاصد نہیں

۲۱۵

وئی کیوں کر لکھوں اس بے خبر کوں درد دل اپنا
لجانے درد کے نامے کوں گئی دل خواہ قاصدیں

(۲۴۸)

سبحن کے باج عالم میں دگر نہیں
عجب ہمت ہے اس کی جس کوں جگت میں
نہ پاوے صندل راز الہی
ہوا نہیں جب تلک خالی اپس سوں
نہ دیویں راہ شجکوں ملک دل میں
اپس کے مدعا کے آشیاں کوں
نہ پوچھو درد کی بے درد سوں بات
ہوا ہوں جیوں کماں خم زور غم سوں
ہمن میں ہے ولے ہم کو خبر نہیں
بغیر از یار دو جے پر نظر نہیں
جسے گرمی سوں دل کی درد سر نہیں
گرفتاراں میں ہرگز معتبر نہیں
وفا کا جب تلک تجھ میں اثر نہیں
نہ پہنچے جب تلک ہمت کے پر نہیں
کہے کیا بے خبر جس کوں خبر نہیں
رسنے میں تیرے آہ جگر نہیں
وئی اس کی حقیقت کیوں کے بوجھوں
کہ جس کا بوجھنا حسد بشر نہیں

(۲۴۹)

دیکھا ہے جن نے باغ میں اس سرو قد کے تئیں
طوبی کی خوش قدی پہ سٹا دست رد کے تئیں
دل جا پڑا ہے چاہ زرخداں میں یک بیک
اے زلف یار پہنچ تو میری مدد کے تئیں
اے سرو تیرے قد سوں ہے نت عید عاشقان
قرباں کیا ہوں تجھ پہ میں عمر ابد کے تئیں

۲۱۶

ہیں دنگ آسماں پہ ملک جب کیا شکار
 آہو نے تجھ نین کے فلک کے اسد کے تئیں
 یا جوج ہو رقیب جب آیا سجن کے پاس
 پیدا کیا حجاب سکندر کی سد کے تئیں
 درکار نہیں ہے صافی دل کوں لباس زر
 جیوں آرسی پسند کیا ہوں نہ کے تئیں
 پی کی مشابہت کا دینا نہیں مجھے وکی
 دیکھا ہوں آفتاب نمط چار حد کے تئیں

(۲۵۰)

اے سامری تو دیکھ مری ساحری کے تئیں
 شیشے میں دل کے بند کیا ہوں پری کے تئیں
 اس زلف کے طلسم کوں دیکھا ہوں جب سستی
 پایا ہوں تب سوں رشتہ جادوگری کے تئیں
 اُس گن بھری چنچل نے لیا مکھ پہ جب انچل
 قرباں کیا اپس پہ شہ خاوری کے تئیں
 خورشید لے کے مکھ پہ شفق شرم سوں چھپا
 نکلا ہے جب دو پہن لباس زری کے تئیں
 پیدا ہوا ہے جگ میں وکی صاحب سخن
 میری طرف سوں جا کے کہو انوری کے تئیں

(۲۵۱)

تجھ حسن نے دیا ہے بہار آرسی کے تئیں
بخشا ہے خال و خط نے نگار آرسی کے تئیں
روشن ہے بات یہ کہ اول سادہ لوح تھی
بخشتے ہیں اس کے منہ سوں منگھا آرسی کے تئیں
خوبی منیں اول سوں ہوئی ہے دو چند تر
جب سوں کیا صنم نے دو چار آرسی کے تئیں
حیرت کی انجمن میں دو حیرت فزانی جا
ایک دید میں کیا ہے شکار آرسی کے تئیں
کس خط کے بیچ و تاب کون دل میں رکھے کہ آج
جیوں آج جو نہیں ہے قرار آرسی کے تئیں
حیرت سوں آنکھ اپس کی نہ موندے حشر تلک
یک پل ہو اس نرک جو گزار آرسی کے تئیں
گر اس کے دیکھنے کی وئی آرزو ہے تجھ
بیگی اپس کے دل کی سنوار آرسی کے تئیں

ردیف و

(۲۵۲)

ہر رات اپس کے لطف و کرم سوں ملا کرو ہر دن کوں عید بوجھ گلے سوں لگا کرو
لہ کے تئیں کا اظہار بہت سے نسخوں میں کیتیں ہے اور اسی طرح بولتے تھے۔ ہاشمی

۲۱۸

وعدہ کیے تھے رات کہ آؤں گا صبح میں
 لے ہر بان وعدے کو اپنے وفا کرو
 حق تجھ سوں ہم کلام رکھے مجھ کو رات دن
 اس بات سوں مدام رقیباں جلا کرو
 کب لگ رکھو گے طرز تغافل کو دل میں
 ٹک کان دھر کے حال کسی کا سنا کرو
 جب لگ ہے آسمان وز میں جگ میں برقرار
 جیوں پھول اس جہاں کے چمن میں ہنسا کرو
 آیا ہوں احتیاج لے تم پاس اے صنم
 اپنے لبوں کے خضر سوں حاجت روا کرو
 یک بات ہے ولی کی سنو کان دھر سجن
 میری آنکھاں کے باغ میں دائم رہا کرو

(۲۵۳)

چاہو کہ ہوش سر سوں اپس کے بدر کرو
 یک بار اُس پر سیا کی گلی میں گزر کرو
 ہے قصہ دراز کے سننے کی آرزو
 اُس زلف تابدار کی تعریف سر کرو
 پوچھو ہلال چرخ کوں ابروے پر زال
 اس کی بھواں کے خم پہ اگر ٹک نظر کرو
 اس گل کے گرد وصال کی ہے دل میں آرزو
 شبنم من تمام آنکھیاں اپنی تر کرو
 لے دوستاں بہ تنگ ہوا ہوں میں ہوش سوں
 پیتم کا نانوؤں لے کے مجھے بے خبر کرو
 پہنچا ہے جس کے ہجر کی سختی سوں حال نزع
 اُس بے خبر کوں حال سوں میرے خبر کرو
 ہر شعر سوں ولی کے عزیزاں بیاض میں
 مسطر کے خط کوں رشتہ سلک گہر کرو

(۲۵۴)

وحشی ملک عدم کوں تمھیں تسخیر کرو
 خون عنقا کے اگر رنگ سوں تصویر کرو
 دل دیوانہ عاشق کوں دو جے قید نہیں
 زلف کی موج سوں سوں پگ منیں زنجیر کرو

لے بہ یک حرکت

گرد خجالت کوں ندامت کے انجھوسا تھلاؤ موردِ رحمت حق اس سستی تعمیر کرو
 صفحہٴ نین پہ پتلی کی سیاہی لے کر نقطہٴ خال کی تعریف کوں تحریر کرو
 عشق کہتا ہے ولی آ کے باوا ز بلند
 لے جو اناں تمھیں سب درد کوں مل پیر کرو

(۲۵۵)

چاہو کہ پی کے پگ تلے اپنا وطن کرو اول اپس کوں عجز میں نقشِ چرن کرو
 ہے گل رخاں کوں ذوقِ تماشائے عاشقاں داغاں سستی دلاں کوں اپس کے خمیں کرو
 ثابت ہو عاشقی میں جلا جو پتنگ وار تارِ نگاہ شمع سوں اس کا کفن کرو
 گر آرزو ہے دل میں ہم آغوشی صنم انجھواں سوں اپنے سبج پہ فرس سمن کرو
 چاہو کہ ہو ولی کی نمن جگ میں دور میں
 آنکھیاں میں سرمہ پیو کی خاک چرن کرو

(۲۵۶)

عالم کوں تمنغ ناز سوں بے جاں نلو کرو غمے سوں اپنے غارت ایماں نلو کرو
 جمعیت آرزو ہے فلاطوں کوں خم نہیں زلفاں دکھا کے اس کوں پریشاں نلو کرو
 آئینہٴ جمال منور کوں کر عیاں خوبانِ خود پرست کوں حیراں نلو کرو
 زاہد چلا ہے صورت محراب دیکھ کر ابرو دکھا کے اس کوں پریشاں نلو کرو
 ہے روزِ حشر، روزِ مکافات ہر عمل ہر اک کوں قتلِ خنجر مرگاں نلو کرو
 درکار ہے نثار کوں گوہر اے عاشقاں انجھواں کو صرف گوشہٴ داماں نلو کرو
 مدت سوں تجھ نگاہ کا مشتاق ہے ولی
 کن نے کہا غریب پر احسان نلو کرو

لے بیک حرکت۔

(۲۵۷)

مت تمن انتظار ماہ کرو ماہ روکوں چراغ راہ کرو
سفر عشق کا اگر ہے خیال ہمت دل کوں زاد راہ کرو
مکھ دکھاوے گا یوسف معنی دل سوں گردیکھنے کی چاہ کرو
عاشقاں! عاشقی کے دعوے پر آہ وزاری کوں دو گواہ کرو
گل و بلبل کا گرم ہے بازار اس چین میں جدھر نگاہ کرو
سرخ روئی ہے عاشقاں کی مدام گر رقیباں کا رو سیاہ کرو

حال دل پر ولی کے اے جاناں
نظر لطف گاہ گاہ کرو

(۲۵۸)

صحبت غیروں جاپا نہ کرو درد منداں کوں کڑھایا نہ کرو
حق پرستی کا اگر دعویٰ ہے بے گناہاں کوں ستایا نہ کرو
اپنی خوبی کے اگر طالب ہو اپنے طالب کوں جلایا نہ کرو
ہے اگر خاطر عشاق عزیزہ غیر کوں درس دکھایا نہ کرو
مجکوں ترشی کا ہے پرہیز صنم چین ابرو کوں دکھایا نہ کرو
دل کوں ہوتی ہے سجن بے تابی زلف کوں ہاتھ لگایا نہ کرو
نگہ تلخ سوں اپنی ظالم زہر کا جام پلایا نہ کرو
ہم کوں برداشت نہیں غصے کی بے سبب غصے میں آیا نہ کرو

پاک بازاں میں ہے مشہور ولی
اس سوں چہرے کوں چھپایا نہ کرو

(۲۵۹)

شوخی و ناز سوں عشاق کوں حیراں نہ کرو گردشِ چشم کوں غارت گراں نہ کرو
فکر جمعیت اپس دل میں کیے ہیں زہاد زلفت کوں کھول غریباں کوں پریشاں نہ کرو
عشق کا داغ ہے محتاجِ نمک کا دائم لبِ دلدار بنا اس کا نمک داں نہ کرو
تب تک بوئے محبت کی نہ پاؤ ہرگز جب تک گل کی نمون چاک گریباں نہ کرو
لب تمھارے میں شفا بخش وئی ہے بیمار
حیف صد حیف کہ اس وقت میں دریاں نہ کرو

(۲۶۰)

غفلت میں وقت اپنا نہ کھو ہیشیاں ہو ہیشیاں ہو
کب لگ رہے گا خواب میں بیدار ہو بیدار ہو
گردیکھنا ہے مدعا اس شاید معنی کارو
ظاہر پرستاں سوں سدا بیزار ہو بیزار ہو
جیوں چتر داغ عشق کوں رکھ سر پر اپنے اولاً
تب فوج اہل درد کا سردار ہو سردار ہو
وونور چشم عاشقاں ہے جیوں سحر جگ میں عیاں
اے دیدہ وقت خواب نہیں بیدار ہو بیدار ہو
مطلع کا مصرع اے وئی وردِ زباں کر رات دن
غفلت میں وقت اپنا نہ کھو ہیشیاں ہو ہیشیاں ہو

(۲۶۱)

اے دل سدا اس شمع پر پروانہ ہو پروانہ ہو
اس نوبہارِ حسن کا دیوانہ ہو دیوانہ ہو

اے یار گر منظور ہے تجھ آشنائی عشق کی
 ہر آشنائے عقل سوں بے گانہ ہو بے گانہ ہو
 میری طرف ساغر بکف آتا ہے وہ مست جیا
 اے دل تکلف بر طرف مستانہ ہو مستانہ ہو
 اُس آشنائے گوش سوں ہونا ہے مجھ کو آشنا
 دریاے دل میں اے سخن دروانہ ہو دروانہ ہو
 میرے سخن کوں ہر سوں سنتا ہے وورنگیں ادا
 اے سرگزشت حال دل افسانہ ہو افسانہ ہو
 چاہے کہ شاہ حسن کوں لادے اپس کے حکم میں
 ٹک عشق کے میدان میں مردانہ ہو مردانہ ہو
 جاری رکھے گا کب تک رسم جفا و جور کوں
 اے معنی ہر جان و دل جانانہ ہو جانانہ ہو
 مجکوں خار ہجر سوں پیدا ہوا ہے درد سر
 اے گردش چشم پر سیا پیمانہ ہو پیمانہ ہو
 اس وقت یتیم کی نگہ کرتی ہے مشق دلبری
 یہ آن غفلت کی نہیں فرزانہ ہو فرزانہ ہو
 اے عقل کب لگ وہم سوں یک جا کرے گی خار خوش
 آتا ہے سبیل عاشقی ویرانہ ہو ویرانہ ہو
 عالم میں تجکوں اے وتی ہے فکر جمعیت اگر
 ہر دم خیال یار سوں ہم خانہ ہو ہم خانہ ہو

(۲۶۲)

نہ دیو آزار میرے دل کوں اے آرام جاں سمجھو
یہ خوبی کچھ سدا رہتی نہیں اے مہرباں سمجھو
کیا ہے پیچ و تاب عشق نے بے تاب مجھ دل کوں
ہوا ہوں موے سوں باریک اے نازک میاں سمجھو
تمہارے نین نے زخمی کیا تیر تعنا فل سوں
کر و گے کب تک یہ ظلم اے ابرو کماں سمجھو
تمہاری خیر خواہی کا بیاں ہے مجھ زباں اوپر
یقین ہے مہرباں ہو مجھ پہ گر میرا بیاں سمجھو
سخن کے آشنا سوں لطف رکھتا ہے سخن کہنا
وئی سوں بات کرتا ہے بجا اے دوستاں سمجھو

ردیف ہ

(۲۶۳)

سخن تک ناز سوں مجھ پاس آہستہ آہستہ
چھپی باتیں اپس دل کی سنا آہستہ آہستہ
غرض گویاں کی باتاں کوں لا خاطر منیں ہرگز
سخن اس بات کوں خاطر میں لا آہستہ آہستہ

لہ دے

۲۲۳

ہر اک کی بات سننے پر توجہ مت کر اے ظالم
 رقیباں اس میں ہوئیں گے جدا آہستہ آہستہ
 مبادا محتسب بد مست سن کر تان میں آئے
 طنبورہ آہ کا اے دل بجا آہستہ آہستہ
 وئی ہرگز اپس کے دل کوں سینے میں نہ رکھ گئیں
 کہ بر لاوے گا مطلب کوں خدا آہستہ آہستہ

(۲۶۴)

کیا مجھ عشق نے ظالم کوں آہستہ آہستہ
 کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ
 وفاداری نے دلبر کی بجھایا آتش غم کوں
 کہ گرمی دفع کرتا ہے گلاب آہستہ آہستہ
 عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گل روں
 خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ
 مرے دل کوں کیا بے خود تری انکھیاں نے آخر کوں
 کہ جیوں بے ہوش کرتی ہے شراب آہستہ آہستہ
 ہوا تجھ عشق سوں اے آتشیں رو دل مر اپانی
 کہ جیوں گلتا ہے آتش سوں گلاب آہستہ آہستہ
 ادا و ناز سوں آتا ہے دو روشن جیس گھر سوں
 کہ جیوں مشرق سوں نکلے آفتاب آہستہ آہستہ
 وئی مجھ دل میں آتا ہے خیال یار بے پروا
 کہ جیوں انکھیاں میں آتا ہے خواب آہستہ آہستہ

۲۲۵

(۲۶۵)

ہوا ظاہر خطر روئے نگار آہستہ آہستہ
کہ جیوں گلشن میں آتی ہے بہار آہستہ آہستہ
کیا ہوں رفتہ رفتہ راحم اس کی چشم و حشی کوں
کہ جیوں آہو کوں کرتے ہیں شکار آہستہ آہستہ
جو اپنے تن کوں مثل جو بہار اول کیا پانی
ہوا اس سر و قد سوں ہم کنار آہستہ آہستہ
برنگ قطرہ سیما ب میرے دل کی جنبش سوں
ہوا ہے دل صنم کا بے قرار آہستہ آہستہ
اسے کہنا بجائے عشق کے گلزار کا بلبل
جو گل رویاں میں پایا اعتبار آہستہ آہستہ
مراد دل اشک ہو پہنچا ہے کوچے میں سر بجن کے
گیا کعبے میں یہ کشتی سوار آہستہ آہستہ
ولی مت حاسداں کے بات سوں دل کوں مکر کر
کہ آخر دل سوں جاوے گا غبار آہستہ آہستہ

(۲۶۶)

ہوئے ہیں رام پیتم کے نین آہستہ آہستہ
کہ جیوں پھاندے میں آتے ہیں ہرن آہستہ آہستہ
مراد دل مثل پروانے کے تھا مشتاق جلنے کا
لگی اس شمع سوں آخر لگن آہستہ آہستہ
گر بیاں صبر کا مت چاک کر اے خاطر مسکین
سنے گا بات و دوشیریں بجن آہستہ آہستہ

گل و بلب کا گلشن میں خلل ہووے تو بر جا ہے
 چمن میں جب چلے دو گل بدن آہستہ آہستہ
 وئی سینے میں میرے پنجرہ عشق ستم کرنے
 کیا ہے چاک دل کا پیر ہن آہستہ آہستہ

(۲۶۷)

ترے غم میں مرے نیناں سوں گر جاری ہوں جیوں اُٹھ
 کریں تعظیم اس سیلِ انجھو کی کوہ و ہاموں اُٹھ
 ترے قامت کی بالائی میں گر مصرع کروں موزوں
 سر و قد سوں کرے تعظیم میری سر و موزوں اُٹھ
 شکست فوج دل آساں ہے گر نیناں ترے ظالم
 نگہ کی تیغ قاتل لے کریں شب کو سوشنوں اُٹھ
 اگر تجھ حسن کی شہرت سُنے اے غمبیرت لیلیٰ
 عجب نہیں قبر میں سینیں گر چلے رسوا ہو مجنوں اُٹھ
 جو تیری نیک بختی سر پہ تیرے سایہ گستر ہے
 عجب کیا گر تری خدمت منیں آوے ہمایوں اُٹھ
 تری بیمار چشماں کی حقیقت کس پہ ظاہر نہیں
 گیا ہے سدھ بسر عالم کی عرصے سوں فلاطوں اُٹھ
 وئی تیری نگاہ مست کی تعریف گر بولے
 تو استقبال کوں آویں ہزاراں چشم میگوں اُٹھ

(۲۶۸)

آج دستا ہے حال کچھ کا کچھ کیوں نہ گزرے خیال کچھ کا کچھ

۲۶۷

دل بے دل کوں آج کرتی ہے - شوخ چنچل کی چال کچھ کا کچھ
 مجکوں لگتا ہے اے پر کا پیکر آج تیرا جمال کچھ کا کچھ
 اثر بادہ جوانی ہے کر گیا ہوں سوال کچھ کا کچھ
 اے وئی دل کوں آج کرتی ہے
 بوے باغ وصال کچھ کا کچھ

(۲۶۹)

تجھ مکھ پہ جو اس خط کا اندازہ ہوا تازہ
 اب حسن کے دیواں کا شیرازہ ہوا تازہ
 پھولوں نے اپس کا رنگ ایثار کیا تجھ پر
 تجھ مکھ پہ جب اے موہن یوغازہ ہوا تازہ
 اس حسن کے عالم میں تو شہرہ عالم ہے
 ہر مکھ سوں ترا جگ میں آوازہ ہوا تازہ
 سینے سوں لگانے کی ہوئی دل کو امنگ تازی
 آلس سستی جب تجھ میں خمیا زہ ہوا تازہ
 جو شعر لباسی تھے جیوں پھول ہوئے باسی
 جب شعر و لی تیرا یو تازہ ہوا تازہ

(۲۷۰)

گریاں ہے ابر چشم مر کا اشک بار دیکھ
 ہے برق بے قرار مجھے بے قرار دیکھ

احمد وزن فتح

فردوس دیکھنے کی اگر آرزو ہے تجھ
اے جیو پی کے مکھ کے چمن کی بہار دیکھ

حیرت کارنگ لے کے لکھے شکل بے خودی
تیرے ادا و ناز کوں مانی نگار دیکھ

وہ دل کہ تجھ دتن کے خیالاں سوں چاک تھا
لایا ہوں تیری نذر بجائے انار دیکھ

اے شہسوار تو جو چلا ہے رقیب پاس
سینے میں عاشقاں کے اٹھا ہے غبار دیکھ

تیری نگاہ خاطر نازک پہ بار ہے
اے بوا لہوس نہ پی کی طرف بار دیکھ

تجھ عشق میں ہوا ہے جگر خون و داغ دار
دل میں وتی کے بیٹھ کے یولالہ زار دیکھ

(۲۷۱)

جی چل بچل ہوا ہے چنچل تیری چال دیکھ
دل جا پڑا غلل میں ترے مکھ کا خال دیکھ

ہر شب ہوں پیچ و تاب میں تجھ زلف کے سبب
گل کر ہوا ہوں بال نمط تیرے بال دیکھ

خوباں جو تجھ پہ رشک لجا دیں تو کیا عجب
جلتا ہے آفتاب یو جاہ و جلال دیکھ

اے نو بہار حسن تو گلشن میں جب چلا
گل کر ہوئے گلاب گلاں تیرے گال دیکھ

۲۶۹

مت کہہ اپس کے حال کوں رتال کے آگے
 مصحف میں اس جمال کے آے جو فال دیکھ
 دونوں جہاں کی عید کی ہے آرزو اگر
 پیتم کے ابرواں میں دو شکلِ ہلال دیکھ
 دل بیچ و تاب میں ہے ولی کا مثال موج
 تجھ زلف تا بدار کا پُر بیچ حال دیکھ

(۲۷۲)

تیرے نین کا دیکھ کے مے خانہ آئے ہے تجھ نگاہ مست کا دیوانہ آئے
 اے شمع سر بلند ترانور دیکھ کر سب جو ہراں کیے ہیں سو پروانہ آئے
 صافی اپس کی لے کے سواراے شوق سوں کو کھنے کوں تجھ خیال کے کا شانہ آئے
 جب سوں پڑا ہے عکس ترا آئے بھتر تب سوں لیا ہے شکل پر کا خانہ آئے
 تجھ صاف مکھ پہ دیکھ کے یو خط جوہرا زنجیر لگ میں ڈال ہے دیوانہ آئے
 تیرے نین کی دیکھ کے پتلی کوں اے صنم سرتا قدم ہے صورت بت خانہ آئے
 مانند اس ولی کے ہوا مست و بے خبر
 تجھ نین سوں پیا ہے جو پیمانہ آئے

رویف کی

(۲۷۳)

منگا کے پی کوں لکھوں میں اپس کی بے تابا
 لیا نین کی سفیدی سوں کا عند آبی

۲۳

لکھا پلک کے قلم سوں میں اے کہاں ابرو
 جگر کے خون سوں تجھ تیغ کی سیہ تابی
 ہوا ہے جب سوں و نور نظر نکھا سوں جدا
 نہیں نظر میں مری تب سوں غیر بے خوابی
 نگہ کے جھاڑ کا پھل تو ہے اے بہارِ کرم
 ترے جمال کے گلشن میں نت ہے سیرابی
 وئی خیال میں اس مہ کوں جو کوئی کہ رکھے
 تو خواب میں نہ دے اس کوں غیر ہتابی

(۲۷۴)

آیا دوشوخی باندھ کے خنجر کمرستی
 عالم کوں قتل عام کیا اک نظرستی
 طاقت رہے نہ بات کی پھر انفعال سوں
 تشبیہ تجھ لبوں کوں اگر دوں شکرستی
 غم نے لیا ہے تب سوں مجھے بیچ و تاب میں
 باندھا ہے جب سوں جو کوں اس موکرستی
 غم کے چین کوں باد خزاں کا نہیں ہے خوف
 پہنچا ہے اس کوں آب مری چشم ترستی
 یک بار جا کے دیکھ وئی اس دسن کے تئیں
 لکھتا ہوں جس کے وصف کوں آب گہرستی

(۲۷۵)

اُس سوں رکھتا ہوں خیال دوستی
 جس کے چہرے پر ہے خال دوستی
 خشک لب و دکیوں ہے عالم منیں
 جس کوں حاصل ہے زلال دوستی
 شمع بزم اہل معنی کیوں نہ ہوئے
 جس اُپر روشن ہے حال دوستی

اے یوں

اس سخن سوں آشنا ہے درد مند درد دوری ہے و بال دوستی
 اے سخن تجھ مکھ کے مصحف میں مجھے دیکھنا بربھا ہے و بال دوستی
 فیض سوں تجھ قد کے اے رنگیں بہار تازہ و تر ہے نہ سال دوستی
 اے ولی ہر آن کر مشق و وفا
 ہے وفاداری کمال دوستی

(۲۷۶)

جو کئی ہر رنگ میں اپنے کو شامل کر نہیں گنتے
 ہمن سب عاقلان میں اس کوں عاقل کر نہیں گنتے
 مدرس مدرسے میں گرنے بولے درس درشن کا
 تو اس کوں عاشقاں استاد کامل کر نہیں گنتے
 خیالِ خام کوں جو کئی کہ دھو دے صفحہ دل سوں
 تصوف کے مطالب کوں و مشکل کر نہیں گنتے
 جو بسمل نہیں ہوا تیری نین کی تیغ سوں بسمل
 شہیداں جگ کے اُس بسمل کوں کر نہیں گنتے
 پرت کے پنتھ میں جو کئی سفر کرتے ہیں رات ہو دن
 و دنیا کوں بغیر از چاہ بابل کر نہیں گنتے
 نہیں جس دل میں پی کی یاد کی گمما کی بے تابی
 تو ویسے دل کوں سارے دلبراں دل کر نہیں گنتے
 رہے محروم تیرا زلف کے ہرے سوں وودائم
 جو کئی تیری نین کوں زہر قاتل کر نہیں گنتے

نہ پاوے وہ دنیا میں لذت دیوانگی ہرگز
 جو تجھ زلفاں کے حلقے کوں سلاسل کر نہیں گنتے
 بغیر از معرفت سب بات میں گر گئی اچھے کامل
 ولی سب اہل عرفاں اس کوں کامل کر نہیں گنتے

(۲۷۷)

بزرگاں کن جو گئی آپس کوں ناداں کر نہیں گنتے
 سخن کے آشناں کوں سخن داں کر نہیں گنتے
 طریقہ عشق بازاں کا عجب نادر طریقہ ہے
 جو گئی عاشق نہیں اُس کوں مسلمان کر نہیں گنتے
 گریباں جو ہوائیں چاک بے تابی کے ہاتھوں سوں
 گلے کا دام ہے اس کوں گریباں کر نہیں گنتے
 عجب کچھ بوجھ رکھتے ہیں سر آمد بزم معنی کے
 تواضع نہیں ہے جس میں اس کوں نساں کر نہیں گنتے
 ولی راہ محبت میں وفاداری مقدم ہے
 وفائیں جس میں اس کوں اہل ایماں کر نہیں گنتے

(۲۷۸)

سجی! تجھ بن ہمیں گلشن کوں گلشن کر نہیں گنتے
 بجز تیرے مہ روشن کوں روشن کر نہیں گنتے
 سکندر کیوں نہ جاوے بحر حیرت میں کہ مشاqaں
 تمہارے مکھ آگے درپن کوں درپن کر نہیں گنتے

۲۳۳

نہیں تیرے رقیباں سوں عداوت دل میں ہمنا کے
 مروت دوستاں دشمن کوں دشمن کر نہیں گنتے
 اگر آنجھواں کے گوہر سوں مکمل نہیں ہوا دامن
 محبت مشرب اس دامن کوں دامن کر نہیں گنتے
 ولی دل میں ہمارے حاسداں کا خوف نہیں ہرگز
 مجرد کسی رہ زن کوں رہ زن کر نہیں گنتے

(۲۷۹)

تجھ گوش میں کیا ہے جب سوں مکان موتی
 بالی نہیں عزیزاں! عاشق کے مارے کوں
 تا گوش کھینچتا ہے زریں کمان موتی
 بے جا نہیں ہے لرزاں تجھ گوش میں رنجن
 منگتا ہے تجھ نگہ سوں دامن امان موتی
 لے شوخ جب کیا ہوں تعریف تجھ دتن کی
 میرے سخن کوں سن کر پکڑا ہے کان موتی
 بالی میں ناز نہیں کی رہتا ہے رات ہو ر دن
 مدت ستمی ولی کا ہو کر پران موتی

(۲۸۰)

کان لگ بیاں کروں میں بالال کے کھب کی شوخی
 جس کن ہے موے سوں کم دارا الحرب کی شوخی
 حیرت سوں گئی پری سوں پر مارنے کی طاقت
 دیکھی جو یک نظر بھر تجھ ناز و چھب کی شوخی
 گتاخ ہو کے ہندی تیرے قدم لگی ہے
 کس رنگ سوں کہوں میں اس بے ادب کی شوخی

۲۳۴

میرے کا تجھ دس سوں روشن ہوا ہے ہر دا
 یا قوت سوں ادھک ہے تجھ رنگ لب کی شوخی
 تجھ لب آگے سٹی ہے پستے کوں پست کر کر
 اور شرم سوں لہو میں ڈوبی عنیب کی شوخی
 دل کر کے جیوں کھلونا تیرے نذر کیا ہے
 منظور ہے جسے تجھ لہو و لعب کی شوخی
 طفل طلب نے ہٹ سوں تجھ لب پہ دل بندھا ہے
 معذور رکھ وئی کے طفل طلب کی شوخی

(۲۸۱)

ترے قد کی نزاکت سوں دے مجھ سر و جیوں لکڑی
 ترے گل برگ لب آگے خجل ہے پھول کی پکڑی
 کلاہ آبر و اس کی اتاری باغباں بھونیں پر
 چمن میں پھول کی ڈالی تجھے جو دیکھ کر اکڑی
 ستم پرور سوں دکھ کہنا کٹے پر کون لانا ہے
 نہ کہیو سرا سے جو کئی نہ بوجھے سر ہے یا لکڑی
 غریبی سوں نہ سمجھو سادہ دل بقال پرفن کوں
 کہ جو کھا اُن ہر عاشق کوں بھواں کی ہاتھ لے تکڑی
 نہ ہو وے اے وئی حل ہرگز اس کا عقدہ مشکل
 تماشے سوں کہ جن نے دل منیں اپنے گرہ پکڑی

(۲۸۲)

مجھ دل میں بے دل کے سدا او دلبر جاناں بے
جیوں روح قالب کے بھتر یوں مجھ منیں پنہاں بے
بتلی میں میرے نین کے بتا ہے دلبر عین یوں
پردے منیں ظلمات کے جیوں چشمہ جیواں بے
اس دل ربا دل دار کا ہے ٹھار میرے دل منیں
یوں دل بھتر رہتا ہے وو جیوں دل منیں ایماں بے
ہے دل مراد ریائے غم اور نقش اس لب سرخ کا
رہتا ہے میرے دل میں یوں دریا میں جیوں مرجان بے
یوں دل میں میرے اے ولی بتا ہے دو اہل شفا
سینے منیں جیوں بید کے ہر درد کا درماں بے

(۲۸۳)

یہ مراد و نا کہ تیری ہے، سنسی
کل عالم میں کرم، میرے اُپر
رات دن جگ میں رفیق بے کساں
مست ہونا عشق میں تیرے صنم
آپ بس نہیں پر بسی ہے پر بسی
جز رسی ہے جز رسی ہے جز رسی
بے کسی ہے بے کسی ہے بے کسی
نا کسی ہے نا کسی ہے نا کسی
باعث رسوائی عالم ولی
مفلسی ہے مفلسی ہے مفلسی

(۲۸۴)

زبان یار ہے از بس کہ یار خاموشی
سیاہی خط شب رنگ سوں مصور ناز
بہار خط میں ہے برجا بہار خاموشی
لکھا نگار کے لب پر نگار خاموشی

۲۳۶

اٹھا ہے لشکر اہل سخن میں حیرت سوں غبارِ خط سوں صنم کے غبارِ خاموشی
 ظہورِ خط میں کیا ہے جانے بس کہ ظہور یو دل شکار ہوا ہے شکارِ خاموشی
 ہمیشہ لشکرِ آفات سوں رہے محفوظ نصیب جس کوں ہوا ہے حصارِ خاموشی
 غرورِ زرسوں بجا ہے سکوت بے معنی کہ بے صدا ہے سدا کو ہزارِ خاموشی
 وئی نگاہ کر اس خطِ سبز رنگ کو آج
 کہ طورِ نور میں ہے سبزہ زارِ خاموشی

(۲۸۵)

کیوں نہ آوے نشہِ غم سوں دماغِ عاشقی
 بادۂ حیرت سوں ہے لبِ ریزا یاغِ عاشقی
 اشکِ خوں آلود ہے سامانِ طغرائے نیاز
 مہرِ فرمانِ وفاداری ہے دماغِ عاشقی
 آبِ سوں دریا کے ہرگز کام نہیں عشاق کوں
 گریہِ حسرت سوں ہے سرِ سبزِ باغِ عاشقی
 گر طلب ہے تجکوں رازِ خانہٴ دل ہو عیاں
 آہ کی آتش سوں روشن کر چہرے عاشقی
 دردِ منداں باغ میں ہرگز نہ جاویں لے وئی
 گر نہ دیوے نالہٴ بلبلِ سراغِ عاشقی

(۲۸۶)

مشتاق ہیں عشاق تری بانگی ادا کے زخمی ہیں مچھاں تری شمشیرِ جفا کے
 ہر تپچ میں چیرے کے تم سے لپٹے ہیں عاشق عالم کے دلاں بند ہیں تجھ بندِ قبا کے
 لرزاں ہے ترے دست اگے پنچہٴ خورشید تجھ حسن اگے مات ملائک ہیں سما کے

۲۳۷

تجھ زلف کے حلقے میں ہے دل بے سُر بے پا ٹک ہر کر و حال اُپر بے سرو پا کے
 تنہا نہ وہ کی جگ منیں لکھتا ہے ترے وصف
 دفتر لکھے عالم نے تری مدح و ثنا کے

(۲۸۷)

تجھ مکھ کی آب دیکھ گئی آب کی یہ تاب دیکھ عقل گئی آفتاب کی
 تجھ حسن کے دریا کا سُنا جوشِ جبستی پر غم ہیں اشتیاق سوں نکھیاں جاب کی
 جگ تجھ لبوں کے دیکھ تبسم کوں سُدھ سٹا زنجیر پائے عقل ہے موج اس شراب کی
 دیکھا ہوں جب سوں خواب میں دو چشم نیم خواب صورت خیال و خواب ہوئی مجکوں خواب کی

میرے سخن میں فکر سوں کر اے ولی نگاہ
 ہر بیت مجھ غزل منیں ہے انتخاب کی

(۲۸۸)

جس کوں لذت ہے سخن کے دید کی اس کوں خوشی و قی ہے روز عید کی
 دل مرا موتی ہو تجھ بالی میں جا کان میں کہتا ہے باتاں بھید کی
 زلف نہیں تجھ مکھ پر اے دریاے حسن موج ہے یہ چشمہ خورشید کی
 اُس کے خط و خال سوں پوچھو خبر بوجھتا ہندو ہے باتاں بید کی
 تجھ دہن کو دیکھ کر بولا ولی
 یہ کلی ہے گلشن اُمید کی

(۲۸۹)

پریشاں عاشقاں کے دل فدا ہیں تجھ ستم گر کے
 بلاگر داں ہیں جیو جو ہر منن تجھ تیغ و خنجر کے

۲۳۸

دیا ہے حق نے اس دنیا میں جنت کے قصور ان کو
 بجان و دل جو کئی مشتاق ہیں تجھ جو رسیکر کے
 ترے اس حسن عالم گیر کوں کھینچے اپس بر میں
 مگر رکھتی ہے کیا یہ آرسی طالع سکندر کے
 اگر چاہوں لکھوں تجھ لعل کے اوصاف رنگیں کوں
 رگ یا قوت سے اول بناؤں تار مسطر کے
 وئی تیرے سخن یا قوت سوں رنگیں ہوئے لیکن
 خریداراں جہاں بھیتر کہاں ہیں آج گوہر کے
 (۲۹۰)

زرگس قلم ہوئی ہے سخن تجھ نین آگے شکر ڈبی ہے آب میں تیرے بچن آگے
 غنچے کوں گل کے حال میں آنا محال ہے تیرے دہن کی بات کہوں گرچہن آگے
 ڈالا ہے تیرے چیرے نے غنچے کوں میچ میں ہر گل ہے سینہ چاک ترے پیرہن آگے
 ہے تجھ نین کے پاس مرا عجز بے اثر زار خانہ جاوے پیش کدھی راہزن آگے
 کہ حال پر وئی کے پیا لطف سوں نظر
 لایا ہے سر نیاز سوں تیرے چرن آگے

(۲۹۱)
 تجھ لب کی شیرنی سوں ہوئی دل کوں بستگی
 تجھ زلف کی شکن نے دیا مجھ شکستگی
 تیرے نین کے دام میں بادام بند ہے
 چھوڑیا ترے لبان سستی پستے نے بستگی

تجھ قد کی راستی نے کیا بند سرو کوں
 آزادی سوں آج ہوئی اس کوں رستی
 تجھ زلف سحر ساز کے جلوے کے فیض سوں
 بے طاقتی میں ہوش نے پایا ہے جنگی
 مجلس سوں جو ولی کی دوشیریں ادا اٹھا
 عشرت کے تار ساز نے پائی گستگی

(۲۹۲)

اس کوں حاصل کیوں کے ہوئے جگ میں فراغ زندگی
 گردش افلاک ہے جس کوں ایام زندگی
 اے عزیزاں سیر گلشن ہے گل داغ الم
 صحبت احباب ہے معنی میں باغ زندگی
 لب میں تیرے فی الحقیقت چشمہ آب حیات
 خضر خط نے اس سوں پایا ہے سراغ زندگی
 جب سوں دیکھا نہیں نظر بھر کا کل مشکین یار
 تب سوں جیوں سنبل پریشاں ہے دماغ زندگی
 آسماں میری نظر میں کلبہ تار یک ہے
 گرنہ دیکھوں تجکوں اے چشم و چراغ زندگی
 لالہ خونیں کفن کے حال سوں ظاہر ہوا
 بستگی ہے خال سوں خواباں کے دماغ زندگی
 کیوں نہ ہو وے اے ولی روشن شب قدر جیات
 ہے نگاہ گرم گل رویاں چراغ زندگی

(۲۹۳)

جسے عشق کا تیر کا ری لگے اُسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے
نہ چھوڑے محبت دم مرگ لگے جسے یار جانی سوں یاری لگے
نہ ہو وے اُسے جگ میں ہرگز قرار جسے عشق کی بے قراری لگے
ہر اک وقت مجھ عاشق پاک کوں پیاری تر کا بات پیاری لگے
ولی کوں کہے تو اگر یک سخن
رقبیاں کے دل میں کٹاری لگے

(۲۹۴)

تعریف اس پر ی کی جسے تم سناؤ گے تا حشر اس کے ہوش کوں میں پاؤ گے
جس وقت سر کر و گے بیاں اس کی زلف کا سودا زدوں پہ غم کے سیر روز لاؤ گے
جس وقت اُس کے حسن کو دیکھو گے بے حجاب حیراں ہوں کیونکہ جامے میں اپنے سماؤ گے
طوبی طرف نہ دیکھو گے ہرگز نگاہ کر گر اس کے قد سوں جو کو اپنے لگاؤ گے
دو گے اگر ولی کوں خبر اُس کے لطف سوں
آتش نمن رقیب کا سینہ جلاؤ گے

(۲۹۵)

تراقد دیکھ اے سید معالی سخن فہماں کی ہوئی ہے فکر عالی
ترے پانواں کی خوبی پر نظر کر ہوئے ہیں گل رخاں جیوں نقش عالی
شفق لو ہو میں ڈوبا سر سوں یک لگے تو باندھا سر پہ جب چیرا گلابی
ہوا تیرے خیالاں سوں سرا پا مرادل مثل فانوس خیالی
تری آنکھیاں دسیں مجھ پوں سیت پیانگو یا شراب پر تگالی
گیا ہے خون سوں اڑ لعل کا رنگ ترے یا قوت لب کی دیکھ لالی

۲۳۱

خیال اس خال کا از بس ہے دلچسپ نہیں دنیا میں یک دل اس سوں خالی
 ترے لب ہو ترے ابرو کے دیکھے پڑھوں شعریں ز لائی اور ہلائی
 تری آنکھیاں میں ڈورے دیکھ کر سرخ بنائی خلق نے ریشم کی جالی
 کرے تا استراحت مجھ آنکھیاں میں کیا ہوں دوپٹک تو شک نہالی
 اگر پوچھے دو بے پروا مراناؤں کہو مشتاق رند لا ابالی
 ہوئے معزول خواباں جگ کے جبیں ہوا تو حسن کے کشور کا والی

وئی تب سوں ہوا ہم کار فرہاد
 سنا جب سوں تری شیریں مقالی

(۲۹۶)

کرتی ہے دل کوں بے خود اس دل و باکی گالی
 گویا ہے جام حیرت اس خوش ادا کی گالی
 کس ناز و کس ادا سوں آتا ہے اے عزیزاں
 ہے میرزا ادا میں اس میرزا کی گالی
 مدت کے بعد گرمی دل کی فرو ہوئی ہے
 شربت ہے حق میں میرے اس بے وفا کی گالی
 گلزار سوں وفا کے کیوں جا سکوں میں باہر
 کرتی ہے بند دل کوں گلگوں قبا کی گالی
 جیوں گل شگفتگی سوں ہامے میں نہیں سماتا
 جب سوں سنا وئی نے رنگین ادا کی گالی

(۲۹۷)

اقلیم دلبری کا وودل ربا ہے والی آتا ہے جس پہ صادق مفہوم بے مثالی

۲۳۲

وحشی نگہ کوں ہرگز مند نشیں نہ پاوے محروم صید سوں ہے ہر آن شیر قالی
 جزر مزداں نہ پہنچے معنی کوں اس کے ہرگز بد نگاہ عاشق ہے مصرع خیالی
 ابیات صاف رنگیں رکھتا ہے شنوی میں تیرے لبوں کا گویا شاگرد ہے زلالی
 جب لگ مری حقیقت تفصیل سوں بوجھے ہرگز نہ ہو مسخر و ورنہ لا ابالی
 غیرت کوں کام فرمانا محرموں سوں مت اے نوجواں نہیں ہے ہنگام خرد سالی
 آزر دگی سوں اس کی مت خوف کر دلی توں
 ہے عین مہربانی اس مہرباں کی گالی

(۲۹۸)

اگر گلشن طرف دو نوحط رنگیں ادا نکلے
 گل و ریجاں سوں رنگ بوشتابی پیشوا نکلے
 کھلے ہر غنچہ دل جیوں گل شاداب شادی سوں
 اگر ملک گھر سوں باہر و بہار دل کشا نکلے
 غنیم غم کیا ہے فوج بندی عشق بازاں پر
 بجا ہے آج و ورا جہ اگر نوبت بجا نکلے
 نثار اس کے قدم اوپر کروں اٹھواں کے گوہر سب
 اگر کرنے کوں دل جوئی و و سر و خوش ادا نکلے
 صنم آئے کروں گانا لہ جاں سوز کوں ظاہر
 مگر اس سنگ دل سوں مہربانی کی صدا نکلے
 رہے مانند لعل بے بہا شاہاں کے تاج اوپر
 محبت میں جو کسی اسباب ظاہر کوں بہا نکلے

بخیلی درس کی ہرگز نہ کیجیو اے پرہیزگار
وہی تیری گلی میں جب کہ مانند گدا نکلے

(۲۹۹)

اگر باہر اہل کھرسوں موہن یک قدم نکلے
تماشا دیکھنے اس کا ہر اک سینے سوں غم نکلے
ترے مکھ کے گلستاں کی اگر حوراں میں شہرت ہو
تو ہر اک مست ہو کر چھوڑ گلزار ارم نکلے
اگر اے رشک ہیں جاوے تو کرنے سیر ملک ہیں
تو ہر دیول سوں استقبال کوں تیرے صنم نکلے
ترے اس حسن پر مائل ہیں جگ کے عابد و زاہد
یو شہرت سن عجب نہیں بھوئیں سوں ابراہیم ادرہم نکلے
اگر ملک عرب میں تو دکھاوے آنکھ کا جلوہ
تو اس کی دید کوں بے خود ہو آہوے حرم نکلے
فجر کے وقت گر ذلبر چلے حتام کی جانب
تو جیوں سورج ہر اک کے دل سوں یک چشمہ گرم نکلے
وہی سودا زدہ دل کی حقیقت گر سکوں لکھنا
تو دیوانہ ہو سا نکل پگ میں باہر یک رقم نکلے

(۳۰۰)

اگر ملک گھرسوں دو گل گوں قبا شیریں بچن نکلے
مرے سینے سوں بے تابانہ آہ کوہ کن نکلے

۲۴۴

ہر اک نقش قدم سوں دستہ گل جلوہ پیرا ہوئے
 اگر سیر گلستاں کوں دور شک صد چمن نکلے
 ختن میں ہوزر خطا میں بوئے آہو کی نہ پاوے کئی
 نگہ کی تیغ قاتل لے اگر وومن ہرن نکلے
 بندھا ہے اے صنم جو دل ترے ماتھے کے صندل پر
 عجب نہیں ہے اگر سائے سوں اس کے برہن نکلے
 چراغاں کی نہ ہووے گرمی بازار کیوں آخر
 ولی جب جانب مجلس و وزیب انجمن نکلے
 (۳۰۱)

چھوڑاے شوخ طرز خود کامی
 تجھ لب و زلف کے تماشے کوں
 زلف تیرا ہوئی ہے چرب زباں
 باغ میں تجھ انکھاں سوں پایا ہے
 نامہ حسن پر نگہ کر دیکھ
 اے نگیں لب کیا ہے حق نے تجھے
 چشم رکھتا ہوں اے سخن کہ پڑھوں
 پستہ لب تجھ انکھاں کوں کر یاد
 اے ولی غیر عشق حرف دگر
 پختہ مغزوں کے نزد ہے خامی
 مت ہو ہر دیدہ باز کا دامی
 چل کے آئے ہیں مصری و شامی
 حفظ کر کر قصیدہ لامی
 گل زرگس تخلص جامی
 پی کی انکھیاں ہیں ہر بادامی
 نو نہالان حسن میں نامی
 تجھ نگہ سوں قصیدہ جامی
 پہنتا ہوں قبائے بادامی

اے بہ سکون ہا۔

(۳۰۲)

تری آنکھیاں کوں دیکھے دل ہے آہوے بیابانی

تری زلفاں سوں جی ہے بستہ دام پریشانی

ہوا ہے دل ہراک عاشق کا نالاں مثل بلبل کے

ترے مکھ نے کیا ہے جب سوں جگ بھیتر گلستانی

ہوا یا قوت رنگیں دیکھ تیرے لعل رنگیں کوں

ہوا سر سبز جو تجھ خط میں دیکھا رنگ ریحانی

سجن تیری غلامی میں کیا ہوں سلطنت حاصل

مجھے تیری گلی کی خاک ہے تخت سلیمانی

دلی کوں گر ترے نزدیک کئی دیکھے تو یوں بوجھے

لگی ہے صفحہ ہستی اُپر تصویر حیرانی

(۳۰۳)

پائی ہے کہاں غنچے نے یہ تنگ دہانی

کرتی ہے نگہ جس قد نازک پہ گرائی

تجھ زلف کی تعریف میں امواج معانی

تجھ حسن کی ہیبت سوں ہوا صورت پائی

تجھ زبدہ آفاق کوں حق نے ہمہ دانی

اس مرتبہ امواج سخن کی ہے روانی

پر دانے کوں جیوں شمع سوں خلاص پائی

چھتے کوں نہیں دی ہے یہ باریک میانی

آغوش میں آنے کی کہاں تاب، اس کوں

دریا سوں مری طبع کے جوشاں ہراک شب

کیا تاب مرے دل کوں کہ آئینہ فولاد

ہوشمہ مجھ حال سوں واقف کہ دیا ہے

دریاستی نسبت ہے بجا طبع کوں میری

معشوق کی مت گرمی ظاہر یہ نظر کہ

۱۵ یہ شعر قدیم نسخوں میں نہیں ہے۔

مت دور ہو یک آن ولی پاس سوں ہرگز
اے باعث جمعیت ایام جوانی

(۳۰۴)

ترا الب دیکھ حیواں یاد آوے ترا مکھ دیکھ کنعاں یاد آوے
ترے دونین جب دیکھوں نظر بھر مجھے تب زنگستاں یاد آوے
تری زلفاں کی طولانی کوں دیکھے مجھے لیل زمستاں یاد آوے
ترے خط کا زمر درنگ دیکھے بہار سنباستاں یاد آوے
ترے مکھ کے چین کے دیکھنے سوں مجھے فردوس رضواں یاد آوے
تری زلفاں میں یو مکھ جو کہ دیکھے اُسے شمع شبستاں یاد آوے
جو کئی دیکھے مری انکھیاں کوروتے اُسے ابر بہاراں یاد آوے
جو میرے حال کی گردش کوں دیکھے اُسے گرداب گرداں یاد آوے
ولی میرا جنوں جو کئی کہ دیکھے
اُسے کوہ و بیاباں یاد آوے

(۳۰۵)

اُس وقت مرے جیو کا مقصود بر آوے
جس وقت مرے بر منیں دو سیم بر آوے
انکھیاں کی کروں مسند و پتلیاں کروں بالش
وونور نظر آج اگر میرے گھر آوے

اے (ن) پلکاں کا کروں فرش اے تکیہ

۲۴۷

اس وقت مرے بخت کی ظاہر ہو بلندی
جس وقت وہ خوش قامت عالی نظر آوے

جائے منیں غنچے کی نمں رہ نہ سکوں میں
گر پی کی خبر لے کے نسیم سحر آوے

گر اس مرد دل جو کا گزیر میری طرف ہو
دل کے شجر خشک کوں پھر برگ و براؤے

اس وقت مجھے دعویٰ تسخیر بجا ہے
جس وقت مرے حکم میں وہ عشوہ گراؤے

تجھ چشم یہ مست کے دیکھے سستی زاہد
تجھ زلف کے کوچے منیں ایماں بسراؤے

تجھ لب کی اگر یاد میں تصنیف کروں شعر
بہر شعر منیں لذت شہد و شکر آوے

جس آن وئی وصف کروں پی کے دن کا
بہر شعر مزا غیرت سلک گہراؤے

(۳۰۶)

سرود عیش گاویں ہم، اگر وہ عشوہ ساز آوے
بجاویں طبل شادی کے اگر وہ دل نواز آوے

خمار ہجر نے جس کے دیا ہے درد سر مجکوں
رکھوں نشہ نمں انکھیاں میں گر وہ مست ناز آوے

جنوں عشق میں مجکوں نہیں زنجیر کی حاجت
اگر میری خبر لینے کوں وہ زلف دراز آوے

۲۲۸

ادب کے اہتمام آگے نہ پاوے باروہاں ہرگز
 ترے سائے کی پابوسی کوں گے رنگ ایاز آوے
 عجب نہیں گکلاں دوڑیں پکڑ کر صورت قمری
 ادا سوں جب چمن بھیترو و سرو سرو فرزا آوے
 پرستش اس کی میرے سر پہ ہوئے سستی لازم
 صنم میرا رقیباں کے اگر ملنے سوں باز آوے
 وئی اس گوہر کانِ حیا کی کیا کہوں خوبی
 مرے گھر اس طرح آتا ہے جیوں سینے میں راز آوے

(۳۰۷)

جس وقت تبسم میں دو رنگیں دہن آوے
 گلزار میں غنچے کے دہن پر سخن آوے
 تا حشر اٹھے بوئے گلاب اس کے عرق سوں
 جس بر منیں یک بارہ دو گل پیرہن آوے
 سایہ ہو مرا سبز برنگ پر طوطی
 گر خواب میں دو نوخط شیریں بچن آوے
 مجھ حال اُپر ہالہ مہر شک لجا دے
 جس وقت مجھ آغوش میں دو سیم تن آوے
 گر حال میں رقت کے ترے لب کوں کروں یاد
 ہر اشک مرار شک عقیق یمن آوے
 کھینچیں اپس انکھیاں منیں جیوں کحل جو اہر
 عشاق کے گر ہاتھ دو خاک چرن آوے

یک گل کوں ایس حال میں اس وقت نہ پائے
 جس وقت چمن بیچ دور شک چمن آوے
 عالم میں ترے ہوش کی تعریف کیا ہوں
 ایسا تو نہ کر کام کہ مجھ پر سخن آوے
 گر ہند میں تجھ زلف کی، کافر کوں خبر ہو
 لینے کوں سبق کفر کا ہر برہمن آوے
 ہرگز سخن سخت کوں لاوے نہ زباں پر
 جس ذہن میں یک بار وونا زک بلن آوے
 تجھ بر کی اگر وصف کوں تحریر کروں میں
 ہر لفظ کے غنچے ستی بوئے سمن آوے
 تا حشر کرے سیر خیاباں کے چمن میں
 گر گور پہ عاشق کے وہ امرت بچن آوے
 بر جا ہے اگر جگ مس ولی پھر کے دُجے بار
 رکھ شوق مرے شعر کا شوقی حسن آوے

(۲۰۸)

کسی کی گر خطا او پر ترے ابرو پہ ہیں آوے
 نہ سمجھا کر سکے تجھ کوں اگر فغفور ہیں آوے
 بجز تیرے دہن ہرگز نہ چاہوں دولت عنقا
 اگر خورشید کے مانند فلک زیر نگین آوے
 نہ جاوے کچھ چراغاں سوں شب فرقت کی تاریکی
 اجالاتب ہو مجھ گھر میں کہ جب دو مہر ہیں آوے

۲۵۲

کہیں مجھ دل کوں سب مل خاتم ہر سلیمانی
 خیال لعل دلبر اس میں گر ہو کر نگیں آوے
 وئی مصرع فراقی کا پڑھوں تب جبکہ دو ظالم
 کمر سوں کھینچتا خنجر، چڑھاتا آستیں آوے
 (۳۰۹)

اگر بازار میں خوبی کے دور شک پری آوے
 عجب نہیں گر فلک سیتی سرج ہو مشتری آوے
 قلم زرگس کی جب لے کر لکھوں تجھ چشم کی خوبی
 ہزاراں آفریں کرتا مرے گھر عبہری آوے
 کبھی خاطر منیں خطرہ نہ آوے حور جنت کا
 اگر یک بار مجھ خلوت میں دور شک پری آوے
 سجن! میں خواب میں دیکھا ہوں تیرے مکھ کا آئینہ
 عجب نہیں گر مرے گھر دولت اسکندری آوے
 وئی رکھتا ہوں سینے میں ہزاراں گوہر معنی
 دکھاؤں اپنے جوہر کوں اگر گئی جوہری آوے

(۳۱۰)

فلاطوں ہوں زمانے کا سجن جب مجھ گلی آوے
 نہ بوجھوں طفل مکتب کر اگر وہاں بو علی آوے
 سرود عشق مجھ دل میں لبالب ہے، عجب مت کر
 اگر مجھ آہ کی نے سوں صدائے بانسلی آوے

۲۵۱

تماشا دیکھنے تیرے دہن کا اے گلستاں رو
 برنگ گل نکل کر ہر چمن سوں ہر کلی آوے
 کروں کیا اے سخن تجھ پر مرا افسوں نہیں چلتا
 وگر نہ اک اشارت میں پری مجھ گھر چلی آوے
 غرور حسن نے تجکوں کیا ہے اس قدر سرکش
 کہ خاطر میں نہ لاوے تو اگر تجھ گھر وئی آوے
 (۳۱۱)

یک بار گر چمن میں و و نو بہار جاوے
 بلبیل کے دل سوں گل کا سب اعتبار جاوے
 آوے اگر کرم سوں مانند ابرہہ حمت
 دیکھے سوں آب اس کی دل کا غبار جاوے
 چنچل کی بات لاوے طوطی اگر زباں پر
 البتہ آرسا کے دل سوں غبار جاوے
 جاتی ہے حاسداں کے یوں دل میں بیت میری
 سینے میں دشمنوں کے جیوں ذوالفقار جاوے
 مستی نے تجھ نین کی بے خود کیا وئی کوں
 آوے جو بزم مے میں کیوں ہوشیار جاوے

(۳۱۲)

اگر دور شک گل زار ارم گلشن طرف جاوے
 عجب نہیں باغ میں مالی کیے پر اپنے پھتاوے

۲۵۲

کہاں ہے تاب مانی کوں کہاں بہزاد کوں طاقت
 کہ تیری ناز کی تصویر تجکوں لکھ کے دکھلاوے
 رکھے جیوں دانہ بیخ عنبر طبلہ دل میں
 خیال خال دلبر عاشق بے دل اگر پاوے
 کہاں ہے آج یارب جلوہ مستانہ ساتی
 کہ دل سوں تاب جی سوں صبر سر سوں ہوش لے جاوے
 کیا ہے جس کی زلفاں نے ہمارے دل کوں سرگرداں
 نہیں کئی اس ہٹیلے کوں ہماری بات سمجھاوے
 کرے ہر زلف کوں زنجیر کر کر شانہ آویزی
 اگر انصاف کوں وہ ناز میں ٹک کا م فرماوے
 دلی ارباب معنی میں اسے ہے عرش کا رتبہ
 پر کا زاد معانی کوں جو کئی کر سی پہ بٹھلاوے

(۳۱۳)

تو اس زلفاں کے جلقے سوں اگر دریا پہ چل جاوے
 عجب نہیں اے پر سیا پیکر اگر کہ داب بل جاوے
 کہاں طاقت ہے ہر اک کوں کہ دیکھے تجھ طرف ظالم
 ترے ابرو کی یہ شمشیر ستم دیکھ ٹل جاوے
 لگے برسات انجھواں کی ہر اک کے دیدہ تر سوں
 جہاں مانند بجلی کے مرا چنچل چل جاوے
 تو جب نہانے کوں جاوے روز روشن جانب دریا
 تری زلفاں کے ہندو کی سیاہی تاز چل جاوے

۲۵۳

ترے فدویا ترے دربار آسکتے نہیں ہرگز
 رقیب روسیہ جاوے تو اس گھر سوں خلل جاوے
 چمن میں گر خیر جاوے ہمارے دل کی سوزش کی
 دل بلبل کے مانند ہر گل خوش رنگ جل جاوے
 کروں جب آہ و نالہ کا علم برپا ترے غم میں
 مرے آنجھواں کی فوجاں سوں ندی کا پل کھسل جاوے
 تری آنکھیاں کی ہے تعریف ہر پریت میں میری
 غزالاں صید ہو آویں جہاں میری غزل جاوے
 وئی ہے اس قدر صافی صنم کے صاف چہرے پر
 کہ اس کے وصف لکھنے میں قلم کا پگ کھسل جاوے

(۳۱۴)

دل چھوڑ کے، یار کیوں کے جاوے زخمی ہے شکار کیوں کے جاوے
 جب لگ نہ ملے نہ شراب دیدار آنکھیاں کا خار کیوں کے جاوے
 ہے حسن ترا ہمیشہ پیکاراں جنت سوں بہار کیوں کے جاوے
 آنجھواں کی اگر مدد نہ ہووے مجھ دل کا غبار کیوں کے جاوے
 ممکن نہیں اب وئی کا جانا
 ہے عاشق زار کیوں کے جاوے

(۳۱۵)

چمن میں جلوہ گر جب دو گل رنگس ادا ہووے
 خزانِ خاطر عاشق بہار مدعا ہووے

لے بہ یک نون پڑھا جائے یا دال کے حذف کے ساتھ

ہوا ہوں زرد و لاغر گاہ کے مانند تجھ غم میں
 بجائے گر کشش تیری بھواں کی کہر با ہووے
 برنگ گرد باد اس کوں کرے عالم میں سرگرداں
 جسے عشق بلا انگیز خواہاں رہنا ہووے
 نہ چھوڑیں راستی روشن دلاں صبح قیامت لگ
 اگر جیوں شمع ہر ہر آن تن سوں سر جدا ہووے
 آپس کے کعبہ مقصد کوں بے سعی سفر پہنچوں
 خیال اُس کا اگر کشتی میں دل کی ناخدا ہووے
 چمن میں دل کے جب گزرے خیال اس سر و قامت کا
 سراپا آہ سردِ سینہ سر و خوش ادا ہووے
 پڑھے گرفتار ظالم لب جاں بخش سوں اپنے
 شہادت گاہ عاشق چشمہ آب بقا ہووے
 نہ ہووے یک صبح نانِ گرم سورج سوں اسے سیرا
 تمہارے درس کی نعمت کی جس کوں شہا ہووے
 جدا اُس کو ہر یکتا سوں ہونا سخت مشکل ہے
 اگر یک آن ہم دریا دلاں سوں آشنا ہووے
 وہی مشکل نہیں ہرگز پہنچنا آبِ حیا کوں
 اگر حضر خط خواہاں ہمارا رہنا ہووے

(۳۱۶)

اگر موہن کرم سوں مجھ طرف آوے تو کیا ہووے
 ادا سوں اس قدر نازک کوں دکھلاوے تو کیا ہووے

مجھے اس شوخ کے ملنے کا دائم شوق ہے دل میں
 اگر یک بار مجھ سوں آ کے مل جاوے تو کیا ہووے
 رقیباں کے نہ ملنے میں نہایت اس کی خوبی ہے
 اگر دانش کوں اپنی کام فرماوے تو کیا ہووے
 پیا کے قند لب او پر کیا ہے ہٹ مرے دل نے
 محبت سوں اگر ٹک اس کوں سمجھاوے تو کیا ہووے
 ولی کہتا ہوں اس موہن سوں ہر اک بات پر ہے میں
 اگر میرے سخن کے مغز کوں پاوے تو کیا ہووے

(۳۱۷)

اگر مجھ کن، تو اے رشک چین ہووے تو کیا ہووے
 نگہ میری کا تیرا نکھ وطن ہووے تو کیا ہووے
 یہ روزاں کے ماتم کی سیاہی دفع کرنے کوں
 اگر یک نس تو شمع انجمن ہووے تو کیا ہووے
 تری باتاں کے سننے کا ہمیشہ شوق ہے دل میں
 اگر یک دم تو مجھ سوں ہم سخن ہووے تو کیا ہووے
 مَوا جو شوق میں تجھ دیکھنے کے اے ہلال ابرو
 اسے انکھیاں کے پردے کا کفن ہووے تو کیا ہووے
 اگر غنچہ منن یک رات اس ہستی کے گلشن میں
 ولی مجھ بر میں دو گل پیر بن ہووے تو کیا ہووے

(۳۱۸)

گرمی سوں دو پری رو جب شعلہ تاب ہووے
بر جا ہے دل جلوں کا سینہ کباب ہووے
جو تجھ سوں ہو مقابل دو شرم سوں عجب نہیں
جیوں عکس آرسی میں گر غرق آب ہووے
تصویر تجھ پری کی دیکھا ہے جن نے اس کا
بر جا ہے گر تخلص حیرت مآب ہووے
آلودہ کیوں نہ ہووے دامان پاک زاہد
جب دست ناز نہیں میں جام شراب ہووے
شبزم میں غرق ہووے شرمندگی سوں ہر گل
و گل بدن چمن میں جب بے حجاب ہووے
تیرے لبوں کے آگے بر جا ہے اے پری رو
گر آب زندگانی موج شراب ہووے
کیوں بے خودی نہ آوے اس وقت پرولی کوں
دوسرو ناز پیکر جب نیم خواب ہووے

(۳۱۹)

تجھ رخ سوں جب کنارے صبح نقاب ہووے
عالم تمام روشن جیوں آفتاب ہووے
آوے تو کیا عجب ہے شیشے پہ دل کے آفت
جس وقت دو ستم گریست شراب ہووے

۲۵۷

برجا ہے انجمن میں اس دل رُبا کی آئے دل
 گر تار سوں نگہ کے تار رباب ہووے
 کیوں کہ رہے عزیزاں تار کی شب غم
 وور شک ماہ انور جب بے حجاب ہووے
 گرمی سوں دیکھتا ہوں تیری طرف اے گل رو
 تا وور قیب بد خو جل بل کباب ہووے
 ہے ماہ نو کے دل میں یہ آرزو ہمیشہ
 اے شہسوار آ کر تیری رکاب ہووے
 ہر ہر نگہ سوں اپنی بے خود کرے ولی کوں
 و و چشم مست سرخوش جب نیم خواب ہووے

(۳۲۰)

و و محبت میں تری فانی ہوئے
 دیکھ تجھ ابرو کی جو ہر دار تیغ
 روز و شب جو محو حیرانی ہوئے
 تجھ نین کے خنجر ایل پر کر نظر
 جو ہر ایل تلوار کے پانی ہوئے
 اے سجن تیری پرت کے دوست کے
 دیدہ باز ایل چشم قربانی ہوئے
 جب سوں تو کھایا ہے پان اے آفتاب
 دوستاں کئی دشمن جانی ہوئے
 تجھ دہان کا عدم کی یاد سوں
 تیرے لعل لب بد خسانی ہوئے
 بات میں عشاق کئی فانی ہوئے
 تجھ دتن کی دیکھ خوبی گوہراں
 غرق دریائے پشیمانی ہوئے
 تجھ کوں جو دیکھے یہاں اے صبح رو
 جیوں سرج دل اُن کے نورانی ہوئے

عشق میں اُس رشک لیلیٰ کے ولی

مثل مجنوں کئی بیا بانی ہوئے

۲۵۸

(۳۲۱)

جب کیارات کوں تجھ زلف نے بے تاب مجھے
تب پریشانی میں جیوں کال دے خواب مجھے
تیرے غمغیب کے خیالاں میں پھنسا جب ستمی دل
عشق نے بحر میں غم کے کیا گر داب مجھے
مضطرب عشق سوں ہوں مجکوں ملامت نہ کرو
تپش دل نے دیا رُستہ سیاب مجھے
جب کیا چاہ ترے چاہ زرخداں کی یو دل
چرخ گرداں نے دیا گردش دو لاب مجھے
خم ہوئی قوسِ قزح اس کا خم ابرو دیکھ
جس نے دیوار میں غم کے کیا محراب مجھے
چمن اُمید کا گرمی سوں گنہ کی جو سکھا
ابر رحمت نے کیا فیض سوں سیراب مجھے
جم کے رتبے سوں وئی مرتبہ اوپر ہے اگر
جام میں دل کے میسر ہوئے ناب مجھے

(۳۲۲)

سر خوشی حاصل ہوئی ہے آج گوناگوں مجھے
سزہ خط نے دیا ہے نشہ افیوں مجھے
کشتہ منت، نہیں مینائے زنگس کا کبھی
ہے خیال چشمِ خواباں بادہ گل گوں مجھے

۲۵۹

لا رو گل مجھ سوں لے جاتے ہیں رنگ بوے درد
 گل رخاں کے عشق نے جب سوں کیا ہے خوں مجھے
 ہوش کھونا عاشق بے دل کا کچھ مشکل نہیں
 نام لے اُس رشک لیلی کا کر و مجنوں مجھے
 کیوں نہ ہو دے آہ میری ہمسر سر و بلند
 یاد آتا ہے عزیزاں و وقدموزوں مجھے
 کثرت اسباب دل لینے کوں کچھ درکار نہیں
 یک نگاہ لطف سوں کر اے صنم مفتوں مجھے
 آبرو کی کس سوں را کھوں جگ منیں چشم امید
 سر گھڑی کوئے ہیں رسوا دیدہ پُرخوں مجھے
 کیا ہوا اگر عقل دور اندیش کی سنتا ہوں بات
 ہوش سوں کھو دے گا آخر و لب مسکوں مجھے
 اے دلی رکھ دل میں آوے دو صنم آہنگ شوق
 نغمہ عشاق کا آوے اگر قانون مجھے

(۳۲۳)

کیوں نہ حاصل ہو رم آہو مجھے
 رات آنے کہہ کے پھر آیا نہیں
 اے عزیزاں کیا کروں اخلاص کی
 کیوں کے بیٹھوں گوشہ آرام میں
 بلبل نالاں ہوا ہوں درد سوں
 شوخی چشم پری کا دنگ ہوں
 اُس کی انکھیاں نے کیا جادو مجھے
 بیچ دیتا ہے دو مشکیں مو مجھے
 پہنچتی نہیں گل بدن سوں بو مجھے
 کھینچتا ہے دو کماں ابرو مجھے
 جب نظر آیا ہے دو گل رو مجھے
 حیرت افزا ہے رم آہو مجھے

ذہن میں بتا ہے دو خورشید رو گر مئی غم سوں ہوئی ہے تو مجھے
بسکہ ہوں تیری جدائی سوں ضعیف آرسی دیتی نہیں ہے رو مجھے

اے ولی ہے جگ میں محراب دعا

قبلہ رو کا ہر خم ابرو مجھے

(۳۲۴)

تجھ نگاہ مست سوں حاصل ہے مدہوشی مجھے

تجھ لب خاموش نے بخشا ہے خاموشی مجھے

غیر سوں خالی کیا ہوں دل کوں اپنے جیوں حباب

تجھ نگاہ نے جب سوں بخشا خانہ بردوشی مجھے

جام میں روشن ہے جم کی سلطنت کا سب حساب

عیش سلطانی کا ہے فیضِ قدح نوشی مجھے

تجھ کمر کی تاب پر طاقت ربانی ختم ہے

اس نزاکت نے دیا میل ہم آغوشی مجھے

اے ولی از بس کہ اس کی یاد میں ہے محو دل

غیر کے خطرے سوں نس دن ہے فراموشی مجھے

(۳۲۵)

حافظے کا حسن دکھلایا ہے نسیانی مجھے

ہے کلیدِ قفلِ دانش طرز نادانی مجھے

موجزن ہے دل میں میرے ہر رین میں پیچ و تاب

جب سوں تیری زلف نے دی ہے پریشانی مجھے

۲۶۱

کیوں پرکار ویاں نہ آویں حکم میں میرے تمام
 تجھ دہن کی یاد ہے نہر سلیمانی مجھے
 یک پلک دو جے پلک سوں نہیں ہوئی ہے آشنا
 جب سوں تیرے حسن نے بخشا ہے حیرانی مجھے
 اے وکی حق رفاقت کے ادا کرتے کیا
 مستحق مغفرت آلودہ دامانی مجھے

(۳۲۶)

مدت ہوئی سجن نے کتابت نہیں لکھی
 میں اپنے دل کی تجکوں حکایت نہیں لکھی
 کرتا ہوں اپنے دل کی من چاک چاک اسے
 تصویر تیرے قد کی مصور نہ لکھ سکے
 مارا ہے انتظار نے محکوں ولے ہنوز
 و و دل ہے نور حق ستمی فارغ کہ جس میں
 کیوں سنگ دل تمام مسخر ہوئے، اگر

آنے کی اپنے رمز و کنایت نہیں لکھی
 تیرا مفارقت کی شکایت نہیں لکھی
 جو آہ کے قلم سوں کتابت نہیں لکھی
 ہرگز کسی نے ناز کی صورت نہیں لکھی
 اُس بے وفا کوں دل کی حقیقت نہیں لکھی
 مصحف سوں تجھ جمال کے آیت نہیں لکھی
 طالع میں میرے کشف و کرامت نہیں لکھی

ڈرتا ہوں سادگی ستمی موہن کی اے وکی
 اس خوف سوں رقیب کی غیبت نہیں لکھی

(۳۲۷)

پڑا حیرت میں دل اُس حسن عالم گیر کے دیکھے
 مصور دنگ ہے جس جلوہ تصویر کے دیکھے
 ہوا جی محویوں اُس زلف خم در خم کے دیکھے سوں
 کہ جیوں ہوتی ہے طالب کی حقیقت پیر کے دیکھے

۲۶۲

تری زلفاں کے پیچاں سوں مرے دل کو اندیشہ نہیں
 کہ دیوانے کو جیوں پر وا نہیں زنجیر کے دیکھے
 مراد دیکھ کہ غم زے کوں تیرے ہوئی ہے خوش وقتی
 کہ جیوں ہوتی ہے شادی شیر کوں نچیر کے دیکھے
 کھلایوں دل مرا تیری نگہ کے تیر کی خاطر
 کہاں آغوش جیوں کر کھولتی ہے تیر کے دیکھے
 ترے مکھ کے صفحے پر خط لکھا قدرت کے کاتب نے
 تعجب میں ہیں سب خطاط اس تحریر کے دیکھے
 ولی کے دل کوں یوں ہوتی ہے راحت تجھ گلی بھیتر
 کہ جیوں ہوتی ہے خاطر منشرح کشمیر کے دیکھے

(۳۲۸)

مست تیرے جام لب کا باغ میں لالا ہے
 بے خودی کا ہاتھ میں اُس کے سدا پیالا ہے
 شوق سوں تجھ سرو قد کے سر کشی پایا ہے سرو
 سب نہالاں میں سخن اس کا سدا بالا ہے
 تجھ لٹک چلنے کی کیفیت صنوبر نے سنا
 تو گلاں کی انجن میں مست و متوالا ہے
 بے نشا ہے جس کے دل میں نہیں محبت کی شراب
 شیشہ خالی نمں مجلس سوں نروالا ہے

لہ بروزن فع

اس انکھاں ہو زلف کا ازبس کہ دیکھا ہے طلسم
شعر تیرا اے دلی یو سحر بنگالا ہے

(۳۲۹)

مگر اس دل ربا کی دل ربا ہے نگہ اُس خوش ادا کی خوش ادا ہے
سجن کے حسن کوں ٹک فکر سوں دیکھ کہ یہ آئینہ معنی نما ہے
یہ خط ہے جو ہر آئینہ راز سے مشک ختن کہنا بجا ہے
ہوا معلوم تجھ زلفاں سوں اے شوخ کہ شاہ حسن پر نفل ہما ہے
نہ ہو وے کوہ کن کیوں آ کے عاشق جو و شیریں ادا گل گوں قبا ہے
نہ پوچھو آ - وزاری کی حقیقت عزیزاں عاشقی کا مقصنا ہے

دلی کوں منت ملامت کر اے واعظ

ملامت عاشقوں پر کب روا ہے

(۳۳۰)

نگہ کی تیغ لے دو ظالم خوں خوار آتا ہے
جگت کے خوب رویاں کا سپہ سالار آتا ہے
ہر اک دیدے کوں حکم آ رہی ہے اس کے جلوے سوں
جدھاں وو حیرت افزا جانب بازار آتا ہے
سُرج کو بوجھتا ہوں صبح کے تاراں سوں بھیا کتر
نظر میں میری کا جب دو یار مرہ رخسار آتا ہے
صنوبر کے دل او پر کیوں نہ ہو قائم قیامت تب
ادا سوں جب جہن بھیتر و خوش رفتار آتا ہے

لے بہ قدر یک حرکت

مثال شمع کرتا ہے سنے کی انجمن روشن
وکی جس شب کوں مجھ دل میں خیال یا آتا ہے

(۳۳۱)

ترے خورشید مکھ او پر عجب جھلکار دتا ہے
ترے رخسار پر تل نقطہ پر کار دتا ہے
اگرچہ جام جم میں راز عالم تھا عیاں لیکن
ترے مکھ کے سجنجل میں دو جا اسرار دتا ہے
انکھیاں زگس، زلف سنبل دہن غنچہ عذاراں گل
ترے مکھ کے گلستاں میں یوسب گلزار دتا ہے
حقیقت زلف تیری کی جگت پر کچھ نہیں ظاہر
یو بے شک مجھ گناہاں کا سیہ طومار دتا ہے
نگہبانی کوں تجھ مکھ کی بندھے ہے زلف نے حلقہ
خزینے حسن کے او پر یو بے شک مار دتا ہے
تری چنچل انکھیاں کی جگ منیں تمثیل ظاہر نہیں
مگر پتلی نین کی یو کشن اوتار دتا ہے
تری انکھیاں کے پردے میں خدا کے راز ہیں مخفی
سیاہی نین کی یو نقطہ اسرار دتا ہے
ترے گلزار مکھ او پر پسینے کا یو شبنم نہیں
کہ ہریک بوند رخ او پر ڈیو شہوار دتا ہے
وکی مشاف درسن کا اگر نہیں تو سبب کیا یو
جو تجھ دربار پر دایم ہزاراں بار دتا ہے

(۳۳۲)

مغز اس کا سو باس ہوتا ہے گل بدن کے جو پاس ہوتا ہے
آشتابی، نہیں تو جاتا ہوں کیا کروں جی ادا اس ہوتا ہے
کیوں کے کپڑے رنگوں میں تجھ غم میں عاشقی میں لباس ہوتا ہے؟
تجھ جدائی میں نہیں اکیلا میں درد و غم اس پاس ہوتا ہے
اے ولی دل ربا کے ملنے کوں
جی میں میرے ہلا اس ہوتا ہے

(۳۳۳)

آج سر سبز کوہ و صحرا ہے ہر طرف سیر ہے تماشا ہے
چہرہ یار و قامت زیبا گل رنگین و سرور غنا ہے
معنی حسن و معنی خوبی صورت یار سوں ہویدا ہے
دم جاں بخش نو خطاں مجکوں چشمہ خضر ہے میجا ہے
مکرنازک و دہان صنم فکر باریک ہے معما ہے
مورہ مو اس کوں ہے پریشانی زلف مشکیں کا جس کوں سودا ہے
کیا حقیقت ہے تجھ تو اضع کی یوتلطف ہے یا مدارا ہے
سب دل ربائی عاشق ہر ہے لطف ہے دلاسا ہے

جوں ولی رات دن ہے محو خیال
جس کوں تجھ وصل کی تمنا ہے

(۳۳۴)

عشاق کی تسخیر کوں بالایہ بلا ہے یا ناز مجسم ہے یا تصویر ادا ہے
اے بمعنی معطر۔

از بس کہ دل اس رشک پر جا پر جو بندھا ہوں
 یا لفظ ہے رنگین ہم آغوش معانی
 جاتا نہیں گلشن کی طرف صبح و گل رو
 بیماری عاشق ہے تجھ انکھیاں ستی لیکن
 مجھ حال پر اے بوعلی وقت نظر کہ
 گر حکم میں میرے ہو سعادت تو عجب نہیں
 یک دید کا وعدہ دیا توں اپنی رضا سوا
 پایا ہوں ولی سلطنت ملک قناعت
 اب تخت و چتر حق میں مرے ارض و سما ہے

(۳۳۵)

نہ وہ بالانہ وہ بالی بلا ہے
 تغافل شوخ کا عاشق کے حق میں
 کہا مژگاں نے اس کی سوزہاں سوا
 نہ جاوے تجھ کوں چھوڑے گلشن ناز
 نہ ہے دولت کہ دائم سایہ یار
 مراد دل کیوں نہ جاوے اس گلی میں
 ہمیشہ عندلیب عاشقی کوں
 بلائے عاشقاں ناز و ادا ہے
 ستم ہے ظلم ہے جور و جفا ہے
 کہ عاشق پر ستم کرنا روا ہے
 مراد دل بلبیل باغ و وفا ہے
 ہمازے سر پہ جیوں ظل ہما ہے
 گلی اس دل ربا کی دل کشا ہے
 گل مقصود تیرا نقش پا ہے

ولی آتے ہیں راہ عشق میں دو

کہ جن کوں استقامت کا عصا ہے

(۳۳۶)

دیکھا ہوں جسے دو مبتلا ہے خواباں کی نگاہ نہیں بلا ہے

گر تجھ کوں ہے عزم سیر گلشن
 صیقل سوں تیری بھواں کی اے شوخ
 دروازہ آرسی کھلا ہے
 آئینہ عشق کوں جلا ہے
 گلشن نہیں دشت کر بلا ہے
 گلشن نہیں دشت کر بلا ہے
 تجھ حسن کا جب سوں غلغلا ہے
 وہ سر سوں قدم تلک جلا ہے
 اے اہل ہو س نگاہ مت کر
 بالائے سہی تداں بلا ہے
 یک دل نہیں آرزو سوں خالی
 بر جا ہے محال اگر خلا ہے
 تسخیر کیا ہے گوش گل کوں
 بلبل کا وئی عجب گلا ہے

(۳۴۷)

صنم میرا سخن سوں آشنا ہے
 چمن منیں وصل کے ہر جلوہ یار
 مجھے فکر سخن کرنا بجا ہے
 گل رنگیں بہار مدعا ہے
 کہ موج چشمہ آب بقا ہے
 تری یہ کم نگاہی نیچا ہے
 نہیں واں آب، غیر از آب خنجر
 شہادت گاہ عاشق کر بلا ہے
 غنیمت بوجھ ملنے کوں وئی کے
 نگاہ پاک بازاں کیمیا ہے

(۳۳۸)

گلستانِ لطافت میں ترا قد سرور عنایا ہے
 ہمیشہ نازکی کے آجوں میں جلوہ پیرا ہے

۲۶۸

عدم ہے تجھ دہن کا جگ میں ثانی اے پری پیکر
 اگر بالفرض و التقدير ثانی ہے تو عنقا ہے
 ہوا ہے دل نشیں و دوسر و قامت بس کہ مجھ دل میں
 صنوبر گر مرے سائے سوں پیدا ہو تو برجا ہے
 پریشانی کے مکتب کا معلم اس کوں کہہ سکے
 تری زلف پریشاں کا صنم جس سر میں سودا ہے
 وئی میری تو اضع سوں رقیب سنگ دل دائم
 پشیمان ہے خجل ہے منفعیل ہے سخت رسوا ہے

(۳۳۹)

<p> معنی نازکی سراپا ہے مطلع شوخ و رمز و ایما ہے نشہ بے خودی دو بالا ہے جلوہ گر آفتاب سیما ہے سرو ہر چند پائے برجا ہے زلف معشوق عشق پیچا ہے جس کوں تجھ نازکی تمنا ہے بات تیری دم مسیحا ہے جس کوں تجھ کیسواں کا سودا ہے زلف ہے یا یہ موج دریا ہے آہ میری عصائے موسا ہے دیکھ جمل پور کا تماشہ ہے </p>	<p> قدر ارشک سرور عنا ہے تجھ بھواں کی میں کیا کروں تعریف ساقی و مطرب آج ہیں ہم رنگ کیوں نہ ہر ذرہ رقص میں آوے نہ رہے اس کے قد کوں دیکھ بجا چمن حسن میں نگہ کر دیکھ نہ کرے کیوں نثار نقد نیاز کیوں نہ مجھ دل کوں زندگی بخشے سنبل اس کی نظر میں جا نہ کرے اس کے بیچاں کا کچھ شمار نہیں ترک کر اے رقیب و سرعونی آج تجھ غم سوں ہے وئی گریاں </p>
--	---

(۳۴۰)

کماں ابرو پہ جو قرباں ہوا ہے
دل اس کے تیر کا پیکاں ہوا ہے
بھواں تیغ و پلک خنجر، نگہ تیر،
یو کس کے قتل کا ساماں ہوا ہے
مراد دل مجھ سوں کر کر بے وفائی
پسند خاطر خو باں ہوا ہے
پیا ہے جام دل سوں بادہ خون
جو بزم عشق میں مہماں ہوا ہے
عزیزاں کیا ہے پروانے کے دل میں
کہ جی دینا اُسے آساں ہوا ہے
طبیبیاں کا نہیں محتاج ہرگز
جسے درد بتاں درماں ہوا ہے
برنگ گل فراق گل رخاں میں
گریباں چاک تادا ماں ہوا ہے
سواد خط خوباں دل کشی میں
بہار گلشن ریکاں ہوا ہے
ولی تصویر اس کی جن نے دیکھا
مثال آرسی حیراں ہولہ ہے

(۳۴۱)

عشق نہیں یہ ہزبر آیا ہے
دشمن ہوش و صبر آیا ہے
دیکھ اُس کی کلاہ بارانی
چاند پر آج ابر آیا ہے
مجھ سوں وحشی ہیں خوش نین، گویا
فوج آہو میں بر آیا ہے
یا صنم کا ہے غمزہ بے دیں
یا ولایت سوں گبر آیا ہے
اے ولی کیا سبب کہ آج صنم
بر سر جو روج بر آیا ہے

(۳۴۲)

سُرج ہے شعلہ تری اگن کا جو جا فلک پر جھلک لیا ہے
نمک نے اپنے نمک کوں کھو کر ترے نمک سوں نمک لیا ہے

۶۷۰

یہ درسوں تیرے جو نور جہکاسو اس سوں تارے ہوئے منور
 یوچاند تجھ حسن کا جو نکلا فلک نے تجھ سوں اچک لیا ہے
 ترے درس کا یہ نور انور جہاں سوں روشن ہوا ہے جگ میں
 تہاں سوں بجلی نے اس چمک سوں اپس چمک میں چمک لیا ہے
 ترے شکر لب کی کیا ثنا کہوں کہ لعل جگ میں جو ہے معزز
 ترے لبوں کی یہ دیکھ سرخی سو اس نے رنگ و دمک لیا ہے
 جو کھول لٹ کوں چلا لٹک کر جھلک جھلک کر جو مکھ دکھایا
 سوں لٹ کو دیکھے ولی اٹک کر سجن نین میں اٹک لیا ہے

(۳۴۳)

مکتب میں جس کے ہاتھ ادا کی کتاب ہے
 ظاہر ہوا ہے مجھ پہ ترے ناز سوں صنم
 مانند موضوعیف کیا اس کے شوق نے
 کیفیت بہار ادا تب سوں ہے عیاں
 خوبی میں آج ہم سبق آفتاب ہے
 رنگیں بہار حسن بہار عتاب ہے
 جس موکر کا ناؤں نزاکت تاب ہے
 دو مست ناز جب سستی مست شراب ہے
 مے خانہ تجھ نگاہ سوں دالم خراب ہے
 تب سوں نیاز و ناز میں باہم حساب ہے
 پوشیدہ حال عشق رہے کیوں کے اے ولی
 غماز یاد زلفِ صنم پیچ و تاب ہے

(۳۴۴)

عشق میں جس کوں مہارت خوب ہے
 مشرب مجنوں طرف منسوب ہے

لہ روزن فع

عاشق بے تاب سوں طرز وفا جیوں ادا محبوب کی محبوب ہے
 عشق کے مفتی نے یوں فتویٰ دیا دیکھنا، خوباں کا درس خوب ہے
 لخت دل پر خط لکھا ہوں یار کوں داغ دل مہر سر مکتوب ہے
 غمزہ و ناز و ادائے ناز میں ظلم ہے طوفان ہے آشوب ہے
 لکھ دیا یوسف غلامی خط تجھے گرچہ نور دیدہ یعقوب ہے
 ہر گھڑی پڑھتا ہے اشعار وکی
 جس کوں حرف عاشقی مرغوب ہے

(۳۴۵)

جسے اقلیم تنہائی میں انداز اقامت ہے
 جبین حال پر اُس کی سدا رنگ سلامت ہے
 گزر اس سر و قامت کا ہوا ہے جب سوں مسجد میں
 موذن کی زباں او پر ہمیشہ لفظ قامت ہے
 مجھے روز قیامت کا رہائیں خوف اے واعظ
 خیال قامتِ رعنا مرے حق میں قیامت ہے
 ہوا ہے صورت دیوار زاہد کینج عزلت میں
 یہی اس حسن حیرت بخش کی ظاہر کر امت ہے
 ہوا ہے جو جبیں فرساتری محراب ابرو میں
 صدف عشاق میں اس کوں حکم عشق امامت ہے
 یہ بختی ہوئی جگ میں نصیب عاشق بے دل
 یہ تجھ زلف پریشاں کی پریشانی کی شامت ہے

نہ ہونا صحیح کی سختی سوں مکر اے دل شیدا
 سدا نقد محبت کا محک سنگ ملامت ہے
 شرف ذاتی ہے تجھ کوں اے گل گل زار معشوقی
 تجلی مکھ اُپر تیرے سیادت کی علامت ہے
 وتی جو عشق بازی کی حقیقت سوں نہیں واقف
 سخن اس کا قیامت میں گل باغ ندامت ہے

(۲۴۶)

جس دل رُبا سوں دل کوں مرے اتحاد ہے
 دیدار اُس کا میری آنکھاں کی مراد ہے
 رکھتا ہے بر میں دلبر رنگیں خیال کوں
 مانند آرسی کے جو صاف اعتقاد ہے
 شاید کہ دام عشق میں تازہ ہوا ہے بند
 وعدے یہ گل رخاں کے جسے اعتماد ہے
 باقی رہے گا جو روستم روز حشر لگ
 تجھ زلف کی جفا میں نیٹ امتداد ہے
 مقصود دل ہے اُس کا خیال اے وتی مجھے
 جیوں مجھ زباں پہ نام محمدؐ مراد ہے

(۲۴۷)

سر و میرا مہر سوں آزاد ہے شوخ ہے بے درد ہے صیاد ہے
 ہاتھ سوں اُس غمزہ خوں ریز کے داد ہے بے داد ہے فریاد ہے
 آب ہووے کیوں کے دل اس سرو کا سخت ہے بے رحم ہے فولاد ہے

۲۴۳

عشق میں شیریں بچن کے رات دن آہ دل پر تیشہ فریاد ہے
 غم نہیں مجنوں کوں سرگزائے ولی
 خانہ زنجیر اگر آباد ہے

(۲۴۸)

ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے
 کیوں نہ ہو فوارہ خوں جوش زن رک گستا
 غمزہ خوں خوار ظالم بر سر بے داد ہے
 ہر نگاہ تیز خوباں نشتر فساد ہے
 یک گھڑی تجھ ہجر میں لے دل رہا تنہا نہیں
 مونس و دم ساز میرا آہ ہے فریاد ہے
 تل بناتے دیکھ اس کوں مجھ پہ یوں ظاہر ہوا
 صید کرنے کوں ہمارے رغبت صیاد ہے
 آسماں اوپر نہ بوجھو چادر ابر سفید
 جانماز زاہد عزت نشیں بر باد ہے
 حرف شیریں اس سستی مٹتے ہیں ہر دم جلوہ گر
 اہل معنی کی زباں کیا تیشہ فریاد ہے
 سرو کی دار سستی اوپر نظر کر لے ولی
 باوجود خود نمائی کس قدر آزاد ہے

(۲۴۹)

گل رخاں میں جس کے سر پر طرہ زرتار ہے
 زیب گلزار ادا و سرو خوش رفتار ہے
 چہرہ گل رنگ و زلف موج زن خوبی منیں
 آیت جنات تجری تحتہا الانہار ہے
 بس کہ بے درداں ہوئے ہیں مجتمع چاروں طرف
 بستہ زلف پر سیا رویاں پہ مارا مار ہے
 زخم دل تھا گرچہ کاری لیکن اس سوں غم نہیں
 سبزہ خطِ دل آرا مرہم ز نگار ہے

۲۴۴

کیوں کے جاوے بواہوس اس کی گلی میں ہو دلیر
 ہر نگاہ تیز اس کی تیسرے تر وار ہے
 کیوں نہ لیویں زاہداں تجھ دیکھ طرز برہمن
 رشتہٴ اخلاص تیرا رشتہٴ زنا ہے
 مت نصیحت کر ولی کوں اے سخن نا آشنا
 ترک کرنا عشق کوں دشوار ہے دشوار ہے

(۳۵۰)

عشق میں صبر و رضا درکار ہے فکر اسباب و فادار کار ہے
 چاک کرنے جاوے صبر و قرار دل بر رنگیں قبا درکار ہے
 ہر صنم تسخیر دل کیوں کر سکے دل ربائی کوں ادا درکار ہے
 زلف کوں واگر کہ شاہ عشق کوں سایہٴ بال ہما درکار ہے
 رکھ قدم مجھ دیدہٴ خوں بار پر گر تجھے رنگ حنا درکار ہے
 دیکھ اس کی چشم شہلا کوں اگر زگس باغ حیا درکار ہے
 عزم اس کے وصل کا ہے اے ولی
 لیکن امداد خدا درکار ہے

(۳۵۱)

بیاباں عاشقاں کوں ملک اسکندر برابر ہے
 ہراک گوہرا نچھو کا تخت کے اختر برابر ہے
 جنوں کے ملک کے سلطان کوں کیا کیا حاجت ہے
 بگولاسرا پر مجنوں کے سوا فسر برابر ہے

۲۷۵

جو کئی حاصل کیا ہے دولت عالی کوں سوزش کی
 پھپھولا اس دل دریا بھتر گوہر برابر ہے
 فنا کر کر جو کئی دنیا کی سمجھا زندگانی کوں
 اسے گزراں کرنے کوں جنگل ہو گھر برابر ہے
 ولی دیواں میں میرے تودہ دفتر کی حاجت نہیں
 کہ مجھ دیواں میں ہر اک شعر سو دفتر برابر ہے

(۳۵۲)

نہ سمجھو خود بخود دل بے خبر ہے
 اچھوں لگ لکھ دکھا یا نہیں اپس کا
 مروت ترک مت کرانے پر یارو
 ترے قد کے تماشے کا ہوں طالب
 تری تعریف کرتے ہیں ملائک
 بیان اہل معنی ہے مطول
 نگہ میں اُس پر یارو کی اثر ہے
 سجن مجھ حال سوں کیا بے خبر ہے
 محبت میں مروت معتبر ہے
 کہ راہ راست بازی بے خطر ہے
 ثنا تیری کہاں حد بشر ہے
 اگرچہ حسب ظاہر مختصر ہے
 ولی مجھ رنگ کوں دیکھے نظر بھر
 اگر دو دل رہا مشاق ز رہے

(۳۵۳)

نہ جانوں خط میں تیرے کیا اثر ہے
 اُسے باریک میں کہتے ہیں عاشق
 نہ ہو فے کیوں ہجوم راست بازاں
 ہر اک سوں آشنا ہونا ہنر نہیں
 کہ اُس دیکھے سوں دل ز پر و زبر ہے
 نظر میں جس کی دو نازک مگر ہے
 جہاں اس سر و قامت کا گزر ہے
 پر یار خسار سوں ملنا ہنر ہے
 نہ پاؤں تجھ سوں گر سب زرخداں
 نہاں عشق بازی بے مخر ہے

۲۷۶

رہیں گے خاک ہو تیری گلی میں وفاداری ہماری اس قدر ہے
 ولی مجھ دل کی آتش پر نظر کر
 جہنم کی زباں پر الحذر ہے
 (۲۵۴)

مکھ ترا آفتاب محشر ہے
 رگ جاں سوں ہوا ہے خوں جاری
 پہنچتا ہے دلوں کوں ہر جاگہ
 مکھ ترا بحر حسن ہے جاناں
 بات میٹھی ترے لبوں کی صنم
 قد سوں تیرے کدھیں نہ پایا پھل
 تجھ بن اے نور بخش محفل دل
 آگ ہٹی ہے بہت در نیزہ بلند
 دود آتش کیا ہے سرمہ چشم
 صفحہ دل پہ درد کوں لکھنے
 آج جیوں آرسی ہوسے ہیں عزیز
 سادہ رو ہیں ہمیشہ باعزت
 مجکوں پہنچی ہے آرسی سوں یہ بات
 سیر دریاے معرفت کوں سنوار
 شور اس کا جہاں میں گھر گھر ہے
 یاد تیری پلک کی نشتر ہے
 غم ترا روزی مہتر ہے
 زلف پر بیچ موج عنبر ہے
 حد انگیز شیر و شکر ہے
 حق میں میرے درخت بے بر ہے
 حال مجلس تمام ابر ہے
 شمع نہیں آفتاب محشر ہے
 داغ دل دیدہ سمندر ہے
 رشتہ آہ تار مسطر ہے
 خود نمائی جنوں کا جوہر ہے
 آب نرس دن محیط گوہر ہے
 صاف دل وقت کا سکندر ہے
 کشتی دل اگر قلمندر ہے
 اے ولی کیا ہے حاجت قاصد
 نامہ میرا پر کبوتر ہے

اے بروزن سوچتا۔

قبلہ اہل صفا شمشیر ہے
 غازیوں اہل سعادت کیوں نہ ہوں
 بوالہوس اس کے آگے کیوں آسکے
 کیوں نہ دشمن کے کرے سینے میں جا
 اولاً ریحان و آخر لالہ رنگ
 زندہ جاوید شہدا کیوں نہ ہوں
 سالک راہ فنا کوں دم بدم
 صاحب ہمت کوں نت ہے دست گیر
 راہ غربت میں کہ مشکل ہے تمام
 دشمنوں کیوں کر سکیں مکر و فریب
 ہے کلید فتح باب مدعا
 کیوں نہ ہو دے آب سرسوں تا قدم
 کیوں نہ ہو دے قتل عاشق دم بدم
 جن نے پکڑا گوشہ آزادگی

کعبہ فتح و ظفر میں اے ولی
 شکل محراب دعا شمشیر ہے

عاشقاں کی قید تیرا حسن عالمگیر ہے
 تجھ نین کی ہے نگاہ راست تیرے خطا
 بلبلاں کے واسطے ہر موج گل زنجیر ہے
 کج ادائیگی تجھ بھواں کی جو ہر شمشیر ہے
 حسن تیرا عالم علوی سوں دیتا ہے خبر
 یہ دم عیسیٰ کی تیرے دم میں تاثیر ہے

کیا کہے حیراں تری تعریف لے آئینہ رو مو بہ مو تیرا سراپا ناز کی تصویر ہے
لے ولی کہتی ہے بلبل اس کا سن رنگیں سخن
غنچہ لب کے لب اُپر جیوں بوے گل تقریہ ہے

(۳۵۷)

تشنہ لب کوں تشنگی مے کی نہیں ناسور ہے
پنہ بے مینا اسے جیوں مرہم کا فور ہے
یاد سوں ساقی کے نس دن ہر پلک ہے شاخ تاک
اشک حسرت اس اُپر جیوں خوشہ انگور ہے
اُس کا دل ہر گز نہ ہو دیراں ازل سوں تا ابد
یاد سوں دلدار کی جس کا سہنہ معمور ہے
نفس سرکش پر جو گئی پایا ہے یہاں فتح و ظفر
دارِ عقبی کے بھتر الحق وہی منصور ہے
تجھ تجلی کے صحیفے کا سُرج ہے یک ورق
عکس تیری زلف کا جگ میں شب و بجور ہے
جو سیاہی ہو سفیدی سوں ہوا ہے آشنا
اہل بے نیش کی نظر میں و وسدا منظور ہے
جلد رو ہو عشق کی رہ میں کہ تا پہنچے نزدیک
کاہلی کوں سٹ دے لے سالک کہ منزل دور ہے

۱۰ میر تقی میر نے اپنے تذکرے میں یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔
جلد چل تک عشق کی رہ میں کہ تا پہنچے کہیں - کاہلی کو رہ نہ دے سالک کہ منزل دور ہے

خاکساری جس کوں سلطانی ہے اس عالم میں
 کاسہ خالی اُسے جیوں چینی فغفور ہے
 یار کے دیدار کا طالب ہے موسیٰ ہر زماں
 اے ولی دربار اُس کا اس کوں کوہ طور ہے

(۲۵۸)

نہ بوجھو خود بخود موہن میں اڑ ہے رقیب روسیہ فتنہ کی جڑ ہے
 ہر اک زلفاں کے دیکھے تھیں اٹکتا اٹکتا ہوں جہاں دل کی پکڑ ہے
 کروں کیوں سنگ دل کے دل کوں تسخیر زبردستی میں بیجا پُر کا گڑ ہے
 نہیں بل دار پیر اس پر اس کے عزیزاں! یو جوانی کی اکڑ ہے
 برستا ہے سجن کے مکھ اُپر نور نگاہوں کی ہر ایک جانب سوں جھڑ ہے
 عجب تیزی ہے تجھ پلکاں میں اے شوخ دو عالم اس دودھاری سوں دودھڑ ہے
 ولی تو بجر معنی کا ہے خواص
 ہر اک مصرع ترا موتیاں کی لڑ ہے

(۲۵۹)

اُس کے نین میں غمزہ آہو بچھاڑ ہے
 اے دل سنبھال چل کہ آگے مار دھاڑ ہے
 تجھ نین کے چمن میں کیوں آسکوں کہ بھاں
 خاراں کی ٹھار خنجر مرثگاں کی بارڑ ہے
 جس کوں نہیں ہے بوجھ ترے حسن پاک کی
 تنکا نزدیک اُس کے مثال پہاڑ ہے

لہ بیجا پور

زرگس کے پھولنے کی کرے سیر دم بدم
جو تجھ نگاہ مست کا کیفی کراڑ ہے

دل میں رکھا جدھاں سوں ولی تجہ دنتن کی یاد
دارم تمن تدھاں سوں سنے میں ڈراڑ ہے

(۳۶۰)

حسن کا مندفشیں وود لبر ممتاز ہے
غیر حیرت ہے خبر اس آنہ روکی کے
دلبر اں کا حسن جس مسند کا پا انداز ہے
راز کے پردے میں جس کی خاموشی آواز ہے
سستی پاؤں تلک سب ناز ہے سب ناز ہے
غم تر اسینے میں میرے راز کا ہمارا ہے
صدق سوں تجھ بات میں بیعاشق سر باز ہے
دل مرا سینے میں میرے جیوں کہ تار ساز ہے

یاد سوں اس رشک گلزار ارم کی اے ولی
رنگ کوں میرے سدا جیوں بوئے گل پر داز ہے

(۳۶۱)

لہریا پیر اصنم کا بس کہ خوش انداز ہے
موسم خط میں نہ کر فکر اے گل رنگیں ادا
دل ربانی میں برنگ موج گل ممتاز ہے
سبزہ گلزار خوبی کا ابھی آواز ہے
جلوہ آئینہ رویاں کاشف ہر راز ہے
دم بدم آہ دل بے تاب نگر دم ساز ہے
پنچہ ظلم ستم گر چنگل شہباز ہے
جو برنگ طفل اشک عاشقاں غماز ہے
زندہ کرنا استخواں کوں گر چہ تھا کارہ مسیح
زندہ کرنا استخواں کوں تجھ ناز کا اعجاز ہے

۲۸۱

درہ منداں کوں سد ہے قول مطرب دل نواز
 گرمئی افسردہ طبعیاں شعلہ آواز ہے
 بزم کوں رونق دیا ہے جب سوں و و عالی مقام
 رشتہ آہ دل بے تاب تار ساز ہے
 دیکھنا آئینہ رو کا امر مشکل نہیں ولے
 سد راہ سینہ صافاں طالع ناساز ہے
 اے ولی یہ مصرع موزوں ہے ہر دل کا عزیز
 قامت رعنا صغیر کا سرو باغ ناز ہے

(۳۶۲)

مجھ حکم میں و و راست قدول نواز ہے
 دمساز زہرہ رو ہے جو خالی ہے آپ سوں
 کہتے ہیں کھول پردہ شناسان مدعا
 جو اوج میں ہوا کے اڑے شاہ باز ہے
 جب سوں رکھا ہوں عشق کے آتش اُپر قدم
 تب سوں مثال عود مرا جو گداز ہے
 اے بوا لہوس نہ دل میں رکھ آہنگ عاشقی
 جاں باز عاشقاں پہ یہ دروازہ باز ہے
 کرنے کوں سیر راہ حجاز و عراق عشق
 عشاق پاس ساز و نوا سب نیاز ہے
 تو اصل دائرے میں ہے جگ کے دُج میں فرغ
 اوج و حوض بیخ تو ہی یکہ تاز ہے
 تیرے خیال میں جو ہوا خشک جوں رباب
 مضراب غم کا ہاتھ اُس اوپر دراز ہے
 محراب تجھ بھواں کی عجب ہے مقام تخاص
 سن حرف راست باز کا مت بل رقیب سوں
 خاراں دلاں کے چشم کی نسبت کے فیض رول
 بولی تجھے صبا نے سر زلف یہ سخن
 ہر چند تیری طبع مخالف نواز ہے
 سرے کوں اصفہاں کے عجب امتیاز ہے
 نوز عاشقاں کا ترا حسن و ناز ہے

بانگ بلند بات یہ کہتا ہوں اے ولی
 اس شعر پر بجا ہے اگر محکوں ناز ہے

لہ پستی

(۳۶۳)

زلف موہن کی کہ عنبر بیڑ ہے
حسن کے دعوے کی دست آویز ہے
ہے گل رعنا بہار حسن کا
ناز تیرا، جو نیاز آمیز ہے
شوق کے مرکب کوں راہ عشق میں
اے سخن تیرا نگہ مہمبیز ہے
ہر پلک تیرا کہ ہے تیغ فرنگ
عاشقاں کے مارنے کوں تیز ہے
ہاتھ میں میرے نہ سمجھو تم بیاض
شوخی کے ملنے کی دست آویز ہے
چاہتا ہوں دل ستمی اے ناز نہیں
جنگ تیرا دو کہ صلح آمیز ہے
تجہ سخن کے وصف لکھنے میں قلم
ابرنیساں کے تمن دُر ریز ہے
تجہ تغافل سوں ہوا ہے رونا
گر یہ عاشق کہ خوں آمیز ہے
دل مرا اے دلبر شیریں سخن
تجہ لباباں کے شوق سوں لبریز ہے

اے ولی لگتا ہے ہر دل کوں عزیز
شعر تیرا بس کہ شوق انگیز ہے

(۳۶۴)

ہر نگاہ شوخ و سرکش دشنہ خوں ریز ہے
تینخ اس ابرو کی ہر دم مارنے کوں تیز ہے
عشق کے دعوے میں اُس کی بات رکھتی ہے اس
سنبل زلف پری سوں جس کوں دست آویز ہے
آج گل گشتِ چین کا وقت ہے اے نو بہار
بادہ گل رنگ سوں ہر جام گل لبریز ہے
جب سوں تیرا زلف کا سایہ پڑا گلشن میں
تب ستمی سخن چین ہر ٹھار سنبل خیز ہے

۲۸۳

سادہ رویاں کوں کیا مشتاق اپنے حسن کا
شعر تیرا اے ولی از بس کہ شوق انگیز ہے

(۳۶۵)

تحصیل دل کے ہو نہ یہ مکھ کتاب بس ہے
داناہے منتخب کوں یہ انتخاب بس ہے

مجھ حال کا کرے گر آکر سوال دلبر
تو لا جواب ہونا مجھ کوں جواب بس ہے

تاب کمر سوں تیرا بے تاب بس کہ ہوں میں
مانند زلف خوباں مجھ بیچ و تاب بس ہے

جو عشق کے نگر کلہے صوبہ دار جگ میں
مجنون لیلیٰ حسن اس کا خطاب بس ہے

جو کئی ولی کے مانند پیتا ہے عشق کی مے
اس برہا کے جلے کوں دل کا کباب بس ہے

(۳۶۶)

عاشق کوں تجھ درس کا دائم خیال بس ہے
خاموش ہو کے رہنا اتنا چہ قال بس ہے

گر خلق عید خاطر منگتی ہے ماہ نو کوں
مجھ دل کی عید ہونے ابرو ہلال بس ہے

گر کانورو میں لوگاں عالم کوں موہتے ہیں
مجھ دل کوں موہ لینے یہ خط و خال بس ہے

کامرد - شہر بنگالہ

ہر دل ربا کوں ہرگز دیتا نہیں ہوں دل میں
دل بستگی کوں میری دو بے مثال بس ہے
ہر چند اے وئی ہوں میں غرق بحر عصیاں
مجلوں شفیع محشر حضرت کی آل بس ہے

(۲۶۷)

ہم کوں شفیع محشر وودیں پناہ بس ہے
شر مندی ہمارے عذر گناہ بس ہے
خاطر سوں گئی ہے خواہش اسباب دنیوی کی
ہمت برہ کی رہ میں مجھ زاد راہ بس ہے
جو صاف دل ہیں اُن کوں درکار نہیں ہے زینت
جیوں آرسی، نمد کی سر پر کلاہ بس ہے
اسباب جنگ رکھنا درکار نہیں ہمن کوں
دشمن کے مارنے کوں اک تیر آہ بس ہے
نہیں آرزو کہ بیٹھوں مسد پہ سلطنت کی
تیر کا گلی میں آنا یہ دست گاہ بس ہے
درکار نہیں ہے مسجد مسجدے کوں عاشقاں کے
محراب تجھ بھواں کی اے قبلہ گاہ بس ہے
مت تیر ہو رکماں کی کر فکر اے خوش ابرو
عاشق کے مارنے کوں سیدھی نگاہ بس ہے
تجھ عشق کے جلے کوں کیا کام چاندنی سوں
تجھ حسن کا تماشا اے رشک ماہ بس ہے

۲۸۵

بے جا ہے بادشاہی ہر خوب روکوں دینا
خوبی کے تخت اوپر اک بادشاہ بس ہے
دل لے گیا ہمارا جادو سوں و وپری رو

دیوانگی ہماری اس پر گواہ بس ہے
درکار نہیں کہ دیکھوں ہر اک ادا کوں تیری
تجھ چال کا تماشا اے کج کلاہ بس ہے
غم نہیں اگر رقیباں آئے ہیں چڑھ وٹی پر
اے دوست تجھ کرم کی اس کوں پناہ بس ہے

(۳۶۸)

آج ہر گل نور کی فانوس ہے
گر نہ نکلے سیر کوں وو نو بہار
اے صنم تیرے دہن کے شوق سوں
نور سوں تجھ یاد کی اے شمع رو
دیکھ کر اُس کی ادا و ناز کوں
دل نہ دے دوجے کوں غافل بوجھ اسے

کوہ و صحرا صورت طاؤس ہے
ظلم ہے، فریاد ہے، افسوس ہے
ہر کلی میں نغمے ناقوس ہے
پردہ دل پردہ فناؤس ہے
ہر پری کوں خواہش پابوس ہے
کم نگاہی شوخ کی جاسوس ہے

دیکھنے سوں سیر نہیں ہوتا وٹی
مدعا اُس کا کنار و بوس ہے

(۳۶۹)

سر و میرا جب ستی گل پوش ہے
اے سخن یک بات ہے لیکن اسے
گول پگڑی کے نہ پھر ہرگز تو گرد
ہر طرف سوں بلبلان کا جوش ہے
بوجھتا ہے و دکھ جس کوں ہوش ہے
گول پگڑی حسن کا سر پوش ہے

۲۸۶

دیکھنا تجھ قد کا اے نازک بدن
 باعثِ خمیازہ آغوش ہے
 اب خلاصی عشق سوں ممکن نہیں
 دامِ دل، زلفِ دو دامی پوش ہے
 کیوں نہ ہو امید کاروشن چراغ
 شمعِ مجلسِ ساقی مے نوش ہے

ہر سخن تیرا لطافت سوں وکی
 مثل گوہر زینت ہر گوش ہے

(۳۷۰)

دل طلب گار ناز ہوش ہے
 لطف اس کا اگر چہ دل کش ہے
 مجھ سوں کیوں کر ملے گا حیراں ہوں
 شوخ ہے، بے وفا ہے سرکش ہے
 کیا تر کا زلف کیا ترے ابرو
 ہر طرف سوں مجھے کشا کش ہے
 تجھ بنائے داغ بخش سینہ و دل
 چمنِ لالہ دشتِ آتش ہے

اے وکی تجربے سوں پایا ہوں
 شعلہ آہ شوق بے غش ہے

(۳۷۱)

ہر طرف ہنگامہ اجلا ف ہے
 مت کسو سوں مل اگر اشرف ہے
 ہر سحر تجھ نعمت دیدار کی
 آرسی کوں اشتہائے صاف ہے
 نہیں شفق ہر شام تیرے خوابوں
 پیچہ خورشیدِ مخمل بان ہے
 نقد دل دو جے کوں دینا تجھ بغیر
 حق شناسوں کے نزلِ سراں ہے
 کیا کروں تفسیرِ غم، ہر اشک چشم
 راز کے قرآن کا کشاف ہے
 مست جامِ عشق کوں کچھ غم نہیں
 خاطرِ ناصح اگر ناصاف ہے
 دوسے سوں دل کو مت کر زرق لب
 سینہ صافوں کی نظرِ سراں ہے
 جب سوں دو آتا ہے ہمراہ رقیب
 درد منداں کا مکانِ اعراں ہے

۲۸۷

رحم کرتا نہیں ہمارے حال پر شوخ ہے سرکش ہے بے انصاف ہے
اے ولی تعریف اس کی کیا کروں
ہر طرح مستغنی الاوصاف ہے

(۳۷۲)

ہر چند کہ اس آہوے وحشی میں بھڑک ہے
بے تاب کے دل لینے کوں لیکن ندھڑک ہے
عشاق پہ تجھ چشم ستم گار کا پھرنا
تروار کی او جھڑ ہے یا کتے کی سڑک ہے
گرمی سوں تری طبع کی ڈرتے ہیں سید بخت
غصے سوں کڑکنا ترا بجلی کی کڑک ہے
تیری طرف انکھیاں کوں کہاں تاب کہ دکھیں
سورج سوں زیادہ ترے جامے کی بھڑک ہے
کرنے کوں ولی عاشق بے تاب کوں زخمی
وہ ظالم بے رحم نیٹ ہی ندھڑک ہے

(۳۷۳)

اے دوست تیری یاد میں دل کوں کمال ہے
نقش مراد آئینہ تیرا خیال ہے
ہے راستی سوں قد کوں ترے مرتبہ بلند
جنت میں اس کے عشق سوں طوبیٰ نہال ہے
حاجت نہیں ہے شمع کی اس انجمن میں
جس انجمن میں شمع سجن کا جمال ہے

۲۸۸

آاے مہ دو ہفتہ مرے پاس ایک روز
 ہر آن تجھ فراق کی سینہ پہ سال ہے
 ہم سایہ بیتاں نے کیا تدمرا دوتا
 اس مدعا پہ طرہ خمدار دال ہے
 زاہد کوں مثل دانہ تسبیح ایک آن
 کوچے سستی ریا کے نکلنا محال ہے
 لازم ہے درس یار کی تحصیل رات دن
 ہر مدرسے کے بیچ یہی قیسل و قال ہے
 جب سوں ترے خیال نے دل میں کیا گزر
 بے تاب جیو مرے پر غضب وجد و حال ہے
 اے عاشقاں کی عید تامل سوں کر نظر
 تیری بھواں کی یاد میں تن جیوں ہلال ہے
 صد برگ سوز بان سستی کہتا ہے یونہی
 غنچے کوں تجھ دہن سوں سدا انفعال ہے
 روئے زمیں کا خال ہے زینت میں اے صنم
 تیرا جو مثل نقش قدم پائمال ہے
 تیری نین کی یاد میں جن نے سفر کیا
 اس کے سفر کی راہ نگاہ عنزال ہے
 بانگ بلند بات یہ کہتا ہوں اے سجن
 کعبے میں تجھ جمال کے تل جیوں ہلال ہے

خاموش گر رہا ہے وکی تو عجب نہیں
خواص کا ہمیشہ خموشی کمال ہے

(۳۷۴)

حسن تیرا سُرج پہ فاضل ہے مکھ ترار شک بدر کا مل ہے
حسن کے درس میں لیا جو سبق مجھ نرک فاضل و مکمل ہے
رات دن تجھ جمال روشن سوں فضل پروردگار شامل ہے
جس کوں تجھ حسن کی نہیں ہے خبر بے گماں دو جہاں میں غافل ہے
زاد رہ دل سوں جو بغل میں لیا عشق کے پنٹھ میں دو عاقل ہے
عشق کے راہ کے مسافر کوں ہر قدم تجھ گلی میں منزل ہے
اے وکی طرغ عشق آسان نہیں
آزمایا ہوں میں کہ مشکل ہے

(۳۷۵)

نشہ بخش عاشقاں و وساتی گل فام ہے
جس کی آنکھیاں کا تصور بے خودی کا جام ہے
کھولنا زلفاں کا کچھ درکار نہیں اے خوش نین
یک نگاہ ناز تیرا دو جہاں کا دام ہے
آفتاب آتا ہے محرم ہو کے تجھ کو چے طرف
صبح صادق اس کے بر میں جامہ احرام ہے
دل کوں جمعیت ہے جب جاتا ہوں دنبال صنم
آر سیا کے ساتھ میں سیماں کوں آرام ہے

۲۹۰

مت قدم رکھ اس طرف لے زاہد خلوت نشین
 غمزہ خوں خوار ظالم دشمنِ اسلام ہے
 جس صنم کی سرکشی کا جگ میں ہے صیت بلند
 شکر حق و و کافر بد کیش میرا رام ہے
 لے ولی کیوں خشک مغزی کا نہیں کرتا علاج
 یاد اُن انکھیاں کی تجھ کوں روغنِ بادام ہے

(۲۷۶)

اس سر و خوش ادا کوں ہمارا سلام ہے اُس یار بے وفا کوں ہمارا سلام ہے
 لیتا نہیں سلام ہمارا حجاب سوں اُس صاحبِ حیا کوں ہمارا سلام ہے
 اُس باجِ دل میں میرے دو جانی کی مدعا اُس دل کے مدعا کوں ہمارا سلام ہے
 ناز و آسوں دل کے مرے بتلا کیا اُس ناز نہیں پیا کوں ہمارا سلام ہے
 آرام جان و دل ہے ولی جس کا دیکھنا
 اُس جانِ دل ربا کو ہمارا سلام ہے

(۲۷۷)

اس شاہِ نو خطاں کوں ہمارا سلام ہے جس کے نگین لب کا دو عالم میں نام ہے
 سرشارِ انبساط ہے اُس انجمنِ منین جس کوں خیال تیری انکھیاں کا دم ہے
 جس سرزمین میں تیری بھواں کیاں کرو خوبی ہلالِ چرخ کی وہاں ناتمام ہے
 جب لگ ہے تجھ کی میں رقیبِ سیاہ رو تب لگ ہمارے حق میں ہر اک صبحِ شام ہے

تنہا نہ بد عشق میں تیر ہو ولی
 یہ زلفِ حلقہ دار دو عالم کا دام ہے

(۳۷۸)

ترا مجنوں ہوں صحرا کی قسم ہے طلب میں ہوں تمنا کی قسم ہے
سراپا ناز ہے تو اے پرکارو مجھے تیرے سراپا کی قسم ہے
دیا حق حسن بالادست شجکوں مجھے تجھ سروبالا کی قسم ہے
کیا تجھ زلف نے جگ کوں دوانا تر کا زلفاں کے سودا کی قسم ہے
دورنگی ترک کر ہر اک سے مت مل تجھے تجھ قد رعنا کی قسم ہے
کیا تجھ عشق نے عالم کوں مجنوں مجھے تجھ رشک لیلیٰ کی قسم ہے

ولی مشتاق ہے تیری نگہ کا
مجھے تجھ چشم شہلا کی قسم ہے

(۳۷۹)

صنم میرا نیٹ روشن بیاں ہے برنگ شعلہ سرتا پا زباں ہے
نظر کرنے میں دل اس کا لیا ہوں کندِ گل، نگاہ بلبلاں ہے
بجا ہے گرو و سرو گلشن ناز ہماری راستی پر مہرباں ہے
وفا کر حسن پر مغرور مت ہو وفاداری بہار بے خزاں ہے
صنم مجھ دیدہ و دل میں گزر کر ہوا ہے، باغ ہے، آب رواں ہے
ہوا تیر ملامت کا نشانہ نظر میں جس کی ودا بروکماں ہے

ولی اس کی جفا سوں خون مت کر
جفا کر نا وفا کا امتحاں ہے

(۳۸۰)

یوتل زنگی و خط مشک ختن ہے سخن مصری و لب کان یمن ہے
مجھ اوپر کھینچتے ہیں تیغ ہندی ترے ابرو کہ ہیں جن کا وطن ہے

۲۹۲

ہوئی ہے دنگ تصویر فرنگ دیکھ تری صورت کہ یہ رشک و من ہے
 دسے تیرے نین میں کانورودیں تری باتاں میں بنگالے کان ہے
 ترے لب میں دسے لعل بدخشاں سخن تیرا ہراک ڈر عدن ہے
 تری یہ زلف ہے شام غریباں جبیں تیری مجھے صبح و وطن ہے
 ولی ایران و توراں میں ہے مشہور
 اگرچہ شاعر ملک دکن ہے

(۳۸۱)

عارفاں پر ہمیشہ روشن ہے کہ فن عاشقی عجب فن ہے
 کیوں نہ ہو مظهر تجلی یار کہ دل صاف مثل درپن ہے
 عشق بازاں ہیں تجھ گلی میں مقیم بلبلاں کا مہتاب گلشن ہے
 سفر عشق کیوں نہ ہو مشکل غمزہ چشم یار رہ زن ہے
 بارمت دے رقیب کوں اے یار دوستاں کا رقیب دشمن ہے
 تنگ چشمی ہے راہ بے بھری گرچہ مقدار چشم سوزن ہے
 محکوں روشن دلاں نے دیا ہے خبر کہ سخن کا چراغ روشن ہے
 گھیر رکھتا ہے دل کوں جامہ تنگ جگ منیں دور دور دامن ہے
 عشق میں شمع روکے جلتا ہوں حال میرا سمجھوں پہ روشن ہے

اے ولی تیغ غم سوں خوف نہیں
 خاکساری بدن پہ جوشن ہے

(۳۸۲)

دشمن لہے کا دین دشمن ہے راہزن کا چراغ راہزن ہے

لہے یہ مطلع تذکرہ میر میں ہے اور معاصر کے نسخہ میں بھی ملا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

س روئی ہے حسن اہل لباس چہین دامن کا زیب دامن ہے
 پاک بازی میں دل کوں ہے عزت صافی درپن آب درپن ہے
 باغ گل راستی کا ہے سر سبز سر و گلشن میں حسن گلشن ہے
 اے ولی صاحب سخن کی زباں
 بزم معنی میں شمع روشن ہے

(۳۸۳)

شکار انداز دل و دامن ہرن ہے لقب جس شوخ کا جادو نین ہے
 ہوا ہے جو شہید لالہ رویاں برنگ داغ دل خوئیں کفن ہے
 نہیں درکار گل گشت چمن زار بہار عاشقاں و گل بدن ہے
 کرے گی سنگ دل کے دل میں جانقش صدائے بے دلاں فریاد فن ہے
 بجائے اس کوں کہنا خسرو وقت نظر میں جس کی ووشیریں بچن ہے
 تراقداے بہار گلشن ناز مثال سر و زیب انجمن ہے
 خودی سوں اولاً خالی ہوائے دل اگر اس شمع روشن کی لگن ہے
 غلام و فدوی درگاہ احمد بق سدا اس کی زباں پر یو بچن ہے
 ہوا جو خادم شاہ ولایت
 ولی ہے والی ملک سخن ہے

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ)

اور ذیل کے دو شعر بھی نسخہ معاصر میں ملتے ہیں۔

ترش روئی ہے حسن اہل لباس زیب دامن کا زیب دامن ہے
 پاک بازی میں دل کی ہے لذت صافی درپن میں آب درپن ہے

۲۹۲

(۳۸۴)

ترے لب پر جو خط عنبریں ہے
چمن آرائے باغ خوش ادائی
کہو زابد کوں جاوے اس گلی میں
نہ آوے گی کدھی لکھنے میں ہرگز
ہمیشہ دیکھتی ہے تجھ کمر کوں
مرے حق میں عنایت نامہ یار
کرے اک آن میں جگ کوں دوانہ
نہیں گل برگ گلشن میں اے لالن
سویدا کی نمط جاوے نہ ہرگز
خط یا قوت سوں نقش نگیں ہے
نہال قد سرو گل جس ہے
اگر مشتاق فردوس بریں ہے
مصوّر یو ادا کے ناز نہیں ہے
نگہ میری سدا باریک میں ہے
مثال شہر روح الامیں ہے
نگہ تیری کہ جادو آفریں ہے
ترے گل گوں کا یو دامن زیں ہے
خیال اس خال کا جو دل نشیں ہے

ولی جن نے سنا میرے سخن کوں
زباں پر اس کی ذکر آفریں ہے

(۳۸۵)

ہر اک سوں مل متواضع ہو سروری یہ ہے
سنہال کشتی دل کوں قلندری یہ ہے
نکال خاطر فاتر سوں جام کا غم
صفا کر آئینہ دل سکندری یہ ہے
تو جان بوجھ، آجانا ہوا سو میں بوجھا
کہ زندگی منیں مقصود زر گری یہ ہے
خیال یار کوں رکھ اپنے دل میں محکم کر
کہ عاشقاں کے نرک شیشہ و پری یہ ہے

۲۹۵

بسا عزیز ہیں تجھ مکھ کے آفتاب پرست
 تو جلوہ گر ہو کہ اب ذرہ پروری یہ ہے
 ٹک اک نقاب اُچا کر اپس کا مکھ دکھلا
 کہ دلبراں کے نزک حق دل بری یہ ہے
 بسا دل سوں اپس کے تو یاد حنا قانی
 ولی کوں دیکھ کہ اب رشک انور کئی یہ ہے

(۳۸۶)

نکل اے دل رہا گھر سوں کہ وقت بے حجابی ہے
 چمن میں چل بہار نسترن ہے ماہتابی ہے
 کسی کی بات سنتا نہیں کسی پر رحم کرتا نہیں
 ہٹیللا ہے، شمگر ہے، جفا جو ہے، شرابی ہے
 گیا ہے جب سوں و وگل رو چمن میں مے کشی کرنے
 ہراک گل صورت ساغر ہراک غنچہ گلابی ہے
 گلی میں اُس ستم گر کی نہ جائے دل، نہ جائے دل
 کہ جاں بازی میں آفت ہے، قیامت ہے، خرابی ہے
 کسے طاقت ہے انکھیاں کھول کر دیکھے تری جانب
 جھلک تجھ حسن روشن کی شعاع آفتابی ہے
 تمھارے اے سخن مدت سوں فدوی، میں دعا گو ہیں
 ہمیں سوں بے حسابی بات کرنا بے حسابی ہے
 وفاداری بہار گلشن خوبی ہے اے گل رو
 نہ بوجھو سر سری ہرگز سخن میرا کتابی ہے

۲۹۶

بہار عاشقی کوں تازہ کرنا اے گل رعنا
 تلفت ہے، مدارا ہے، کرم ہے، بے عتابی ہے
 ولی پایا رباعی چار ابرو کے تصور میں
 تخلص چشم گریاں کا بجا ہے گر سحابی ہے

(۳۸۷)

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
 کیوں کے حاصل ہو مجکوں جمعیت
 مرد کا اعمت بار کھوتی ہے
 زلف تیری ترار کھوتی ہے
 ہر سحر شوخ کی نگہ کی شراب
 مجھ انکھاں کا خمار کھوتی ہے
 کیوں کے ملنا صنم کا ترک کروں
 دلبری اختیاریا کھوتی ہے
 اے ولی آب اُس پریارو کی
 مجھ سینے کا غبار کھوتی ہے

(۳۸۸)

دل کوں تجھ باج بے قرار کا ہے
 شب فرقت میں مونس و ہمد
 چشم کا کام اشک باری کا ہے
 بے قراروں کوں آہ و زاری کا ہے
 اے عزیزاں مجھے نہیں برداشت
 فیض سوں تجھ فراق کے سا جن
 فوجیت لے گیا ہوں بلبیل سوں
 عشق بازوں کے حق میں قاتل کی
 چشم گریاں کا کام جاری کا ہے
 گرچہ منصب میں دو ہزار کا ہے
 ہر نگہ خنجر و کسٹاری کا ہے
 آتش ہجر لالہ روسوں ولی
 داغ سینے میں یاد گاری کا ہے

اے (ن) حسن، عشق، عقل۔

(۳۸۹)

عشق بے تاب جاں گدازی ہے
اشکِ خونیں سوں جو کیا ہے وضو
حسنِ مشتاقِ دل نوازی ہے
جو ہوا رازِ عشقِ سوں آگاہ
مذہبِ عشق میں نمازی ہے
پاکِ بازاں سوں یوں ہوا مفہوم
وہ زمانے کا فخرِ رازی ہے
جا کے پہنچی ہے حدِ ظلمت کوں
عشقِ مضمونِ پاکِ بازی ہے
تجربے سوں ہوا مجھے ظاہر
بس کہ تجھ زلف میں درازی ہے
نازِ مفہوم بے نیازی ہے
اے وکی عیشِ ظاہری کا سبب
جس لوہے شاہدِ مجازی ہے

(۳۹۰)

کوچہٴ یارِ عینِ کاسی ہے
پی کے بیراگ کی ادا سوں
جو گئی دل وہاں کا باسی ہے
اے صنم تجھ جبین اُپر یہ حال
دل پہ میرے سدا ادا سوں
زلف تیری ہے موجِ جمنہ کی
ہندوے ہر دوارِ باسی ہے
گھر تر ہے یہ رشکِ دیولِ جبین
تل نرک اس کے جیوں سنا سوں
یہ سب یہ زلفِ تجھ زرخداں پر
اس میں مدتِ سوں دل اُپاسی ہے
طاسِ خورشیدِ غرق ہے جب سوں
ناگنی جیوں گنولے پہ پیاسی ہے
جس کی گفتار میں نہیں ہے مزا
بر میں تیرے لباسِ طاسی ہے
اے وکی جو لباسِ تن پہ رکھا
سخن اس کا طعامِ باسی ہے
عاشقاں کے نرکِ لباسی ہے

لہ کنویں کا قدیم اطلال۔

(۳۹۱)

تراکھ مشرقی، حسن انوری، جلوہ جمالی ہے
نین جامی، حبیب فردوسی و ابرو ہلالی ہے
ریاضی فہم و گلشن طبع و دانادل، علی فطرت
زباں تیری فصیحی و سخن تیرا زلالی ہے
نگہ میں فیضی و قدسی سرشت طالب شیدا
کمال بدر دل اہلی و انکھیاں سوں غزالی ہے
تو ہی ہے خسرو روشن ضمیر و صاحب شوکت
ترے ابرو یہ مجھ بیدل کوں طغرائے وصالی ہے
ولی تجھ قد و ابرو کا ہوا ہے شوقی و مائل
تو ہر اک بیت عالی ہو ہر اک مصرع خیالی ہے

(۳۹۲)

ز پوچھو خود بخود اس شوخ میں صاحب کمالی ہے
نگاہ پاک بازاں حسن کے گلشن کا مالی ہے
نہ جانوں کیا بلا لائے گی اس کے کان سوں لگے
بلائے جان مشتاقاں کہ جس کا نانون بالی ہے
سدا اس موکر کا وصف آتا ہے زباں اوپر
عزیزاں طبع میں میری عجب نازک خیالی ہے
زباں پر قمریاں کی یہ سخن جاری ہے گلشن میں
کہ عشقِ سر و قدر کھتا ہے جس کی فکر عالی ہے

۲۹۹

ہمیشہ جیوں صنوبر، راست بازاں وجد کرتے ہیں
 گرفت پر یار و مصرع برجہ عالی ہے
 عیاں ہے شاہ بیتِ عبہری تجھ چشم جادو سوں
 کہ شتمہ تجھ بھواں میں معنی بیت ہلالی ہے
 کہا اس شکرین گفتار نے میرے سخن سن کر
 کہ طوطی کی زباں او پر عجب شیریں مقالی ہے
 نہ جانوں کس پر یار و کا گزر ہے آج مجلس میں
 کہ حیرت سوں ہر اک گل و مثال نقش قالی ہے
 ولی دوسر و قامت ہے بہار گلشن خوبی
 نہ رہنا اس کی صحبت میں نیٹ بے اعتدالی ہے

(۳۹۳)

باغ ارم سوں بہتر موہن تری گلی ہے
 ساکن تری گلی کا ہر آن میں ولی ہے
 تجھ عشق کی صدا سوں لبریز ہوں سراپا
 ہر استخوان میں میری آواز بانسی ہے
 بولے ہیں اہل دل نے یہ بات تہہ دلی سوں
 عارف کا دل بغل میں تر آن، سیکلی ہے
 تجھ مکھ کے گرد یو خط باریک ہے ولین
 انکھیاں کوں نور دینے جیوں قطعہ جلی ہے

لہ شاہ بیت، غزل کا بہترین شعر، بیت الغزل (نور اللغات)

امید ہے کہ ہووے مجھ درد سر کا درماں
 جامے کا رنگ تیرے اے شوخ صندلی ہے
 یک بار دل جلے کوں ٹھہرا دکھی نہ دیکھا
 تیری نگاہ ظالم مانند بجبلی ہے
 آتا نہیں ہے تجھ بن اک آن خواب راحت
 تکیہ مرے سر ہانے ہر چند مخملی ہے
 ہرگز ترے دہن میں نہیں رنگ و بو سخن کا
 گویا دہن یہ تیرا تصویر کی کلی ہے
 مجکوں کہا سخن نے لاؤں گا بندگی میں
 زمرے میں شاعراں کے ہر چند تو ولی ہے

(۳۹۴)

قد میں تیرے دو خوش خرامی ہے
 گرچہ سب خوب رو ہیں خوب دلے
 ہر پلک تیرا اے نگہ بد مست
 آتش شوق زلف سوں تیرا
 سر و کوں با وجود آزادی
 جو بندھا تجھ نگیں لب سوں دل
 آتش عشق سوں نکل جانا
 تب کا مشاق جی ہے لکھن سوں
 جس سوں تجھ ناز کی تمامی ہے
 سر و میرا سبھوں میں نامی ہے
 نشہ بخششی میں شعر جامی ہے
 دل عاشق کباب شامی ہے
 تجھ ستی دعویٰ غلامی ہے
 اس کوں عالم میں نیک نامی ہے
 عشق بازاں کے حق میں خامی ہے
 کشن سوں جب کہ رام رامی ہے

اے ولی اس کے بیت ابرو میں

معنی نسخہ حسامی ہے

(۳۹۵)

گرچہ طسنا زیا رہ جانی ہے مایہ عیش جاودانی ہے
یاد کرتی ہے خط کوں زلف صنم کام ہندو کا بید خوانی ہے
تجھ سوں ہرگز جدا نہوں اے جاں جب تلک مجھ میں زندگانی ہے
آشنا نو نہال سوں ہونا ثمرہ گلشن جوانی ہے
دل میں آیا ہے جب سوں سروروا تب سوں مجھ شعر میں روانی ہے
اے سکندر نہ ڈھونڈ آب حیات چشمہ خضر خوش بیانی ہے
وقت مرنے کے بولتا ہے یتنگ کہ محبت رفیق جانی ہے
گرچہ پابند لفظ ہوں لیکن دل مرا عاشق معانی ہے
اے دل کی فکر صاف صاحب دل
گو ہر جگر نکتہ دانی ہے

(۳۹۶)

سدا ہم کوں خیال رنگ روے یار جانی ہے
ہمارے شیشہ دل میں شراب ارغوانی ہے
زبان حال سوں کہتا ہے خضر سبزہ نو خط
بیاں گرنا صنم کے لب کا آب زندگانی ہے
گیا ہے حسن کی شادی میں از بس بے تکلف ہو
سراپا عشق کے بر میں لباس زعفرانی ہے
تو اضح کی توقع نو نہالاں سوں نہ رکھ اے دل
کہ بے باکی و شوخی لازم وقت جوانی ہے

۳۰۲

ہوا ہے شوق زلف موکرسوں جو سخن سرزد
وئی و شعر نازک موج دریائے معانی ہے

(۳۹۷)

موبہ مو میں تجھ غم سوں ضعف و ناتوانی ہے
ٹک کریم کرو سا جن، وقت مہربانی ہے
دیکھنے سوں خواہاں کے منع مت کر لے زاہد
موسم بزرگی نہیں عالم جوانی ہے
جیویاد کرتا ہے نو بہار کے خطکوں
رات دن برہمن کا کام بید خوانی ہے
کنج غم میں تنہا نہیں عاشق بلا انگیز
گر شب جدائی میں آہ یار جانی ہے
یک سخن ترے لب سوں اے مسیح روح افزا
حق میں جاں نثاروں کے آب زندگانی ہے
تجھ سوں ہم نشین ہونا، اے گل بہار دل
وجہ شادمانی ہے، عیش جاودانی ہے
نام اس دورنگے کا، کیوں نہ ہو گل رعنا
چہرہ ارغوانی ہے، جامہ زعفرانی ہے
جب سوں نو خط گل رو، جلوہ گر ہے گلشن میں
سبزہ کبر بانی ہے، رنگ گل خزانہ ہے
سادہ روچھاں کے سب گوش رکھ کے سنتے ہیں
اے وئی سخن تیرا، گوہر معانی ہے

۳۰۳

تجھ کوں خواباں میں بادشاہی ہے سر اُپر سایۂ الہی ہے
 باعثِ دل ربائی عاشق خوش نگاہوں میں خوش نگاہی ہے
 کم نکلنے میں اس پری روکے عشق بازاں کی خیر خواہی ہے
 جگ میں تیری بھواں کی شہرت سوں کشتی عاشقاں تباہی ہے
 قتل عشاق پر بندھی ہے کمر غمزدہ تیغ زن سپاہی ہے
 شاہ خواباں کے رخ پہ سبزہ خط حسن کی فوج کی سیاہی ہے
 کیوں نہ ہو عشق باز خسرو وقت عشق کا داغ چتر شاہی ہے
 نو خطاں کی طرف نہ جا زاہد زید و تقویٰ کی وہاں مناہی ہے

عشق بازاں میں ہے ولی ثابت

طالبِ گلِ رخاں کساہی ہے

مت تصور کرو مجھ دل کوں کہ ہر جانی چمن حسن پری رو کا تماشا ہی ہے
 گلِ رخاں کیوں نہ کہیں بجوں سکندرِ طالب جلوہ گر بر میں ترے جامہ دارانی ہے
 یاد کرتا ہے سدا مصرع زنجیر جنوں دل بے تاب کہ تجھ زلف کا سودانی ہے
 چشمِ خونبار کوں رونے سوں نہیں ہر گنم خط شب رنگ ترا سرمہ بینائی ہے
 دیکھ کر اس کوں ٹوٹے سرو و صنوبر باند اس قدر قد میں ترے جلوہ رعنائی ہے
 شیخ مت گھرسوں نکل آج توں غباں کھنڈ گول دستار تری باعث رسوائی ہے

اے ولی رہنے کوں دنیا میں مقام عاشق

کو چہ یار ہے یا گوشہ تنہائی ہے

(۴۰۰)

شکر و دجان گئی، پھر آئی عیش کی آن گئی پھر آئی
تیرے آنے ستمی لے راحت جاں شہر کی جان گئی پھر آئی
پھر کے آنا تر ہے باعث شوق جس طرح تان گئی پھر آئی
تیرے آنے ستمی لے مایہ حسن عشق کی شان گئی پھر آئی

اے ولی قند مکر رہے یوبات
شکر، و دجان گئی پھر آئی

(۴۰۱)

ترا مکھ ہے چراغ دل رہائی عیاں ہے اس میں نور آشنائی
لکھا ہے تجھ قد اوپر کاتب صنع سراپا معنی نازک ادائی
تو ہے سر پاؤں لگ از بس کہ نازک نگہ کرتی ہے تجھ پگ کوں حنائی
ہوا تیری نگہ کی بس کہ ہے مجھ ہوا ہے دل میرا تیر ہوائی
شنا تیری کیا ہوں ورد از بس بجا ہے کہ کہیں مجھ کوں شنائی
محبت میں تری اے گوہر پاک ہوا ہے رنگ میرا کہر بائی
تری انکھیاں کی مستی دیکھنے میں گئی ہے پارسا کی پارسائی

ولی ہنستی ہے ہر شب بزم میں شمع
پتنگ میں دیکھ کر عشقِ ریائی

(۴۰۲)

سجن میں ہے شعار آشنائی نہ ہو کیوں دل شکار آشنائی
صنم تیری مروت پر نظر کر ہوا ہوں بے قرار آشنائی
نپٹ دشوار تھا مجھ دل میں اے جاں زمان انتظار آشنائی

ہوا معلوم تجھ ملنے سوں لالین کہ رنگیں ہے بہار آشنائی
 حیا کے آب سوں باغ وفا میں رواں ہے جو بار آشنائی
 وفاد شمن نہ ہواے آشنا رو وفا پر ہے مدار آشنائی
 مروت کے ہمیشہ ہاتھ میں ہے عنان اختیار آشنائی
 مدار اترک مت کر لے حیا دوست مدارا ہے حصار آشنائی
 ولی اس واسطے گریاں ہوں ہر آن
 کہ تر ہو سبزہ زار آشنائی

(۴۰۳)

تجھ لکھ کارنگ دیکھ کنول جل میں جل گئے
 تیری نگاہ گرم سوں گل گل پگھل گئے
 ہر اک کوں کاں ہے تاب جو دیکھے تری طرت
 شیراں تری نگاہ کی دہشت سوں ٹل گئے
 صافی ترے جمال کی کاں لگ بیاں کروں
 جس پر قدم نگاہ کے اکشر پھسل گئے
 مرنے سستی جو آگے موئے اس جگت منیں
 تصویر کی نمط و و خودی سوں نکل گئے
 پائے ہیں جو کہ لذت دیں جگ میں اے ولی
 دوہات اس دنیا منیں حسرت سوں مل گئے

(۴۰۴)

اندوہ و غم کی بات ترے باج بن گئی
 آواز میری آہ کی پھر تا لگن گئی

۱۰ احشر اس کا ہوش میں آنا محال ہے
جس کی طرف صنم کی نگاہِ نین گئی
سُرمے کا منہ سیاہ کیا اُن نے جگ منیں
جس کی نین میں پیو کی خاک چرن گئی
تنہا سواد ہند میں شہرت نہیں صنم
تجھ زلف مشک بو کی خبر تا حتن گئی
اب لگ وئی پیانے دکھایا نہیں درس
جیوں شمع انتظار میں ساری رین گئی

فریات

(۱) مفلسی بے کسی کی فوجاں نے شہر دل کوں کیا ہے ویراں آ

(۲) اُجالے کوں اس مکھ کے دیکھے سستی، خجالت سوں کئی رات چندر چھپا

(۳) اس صنم نے جب اٹھایا مکھ سستی اپنا نقاب
صبح صادق کا گریباں پھاڑ جیوں سورج دسا

(۴) تجھ گال پر نہ کا نشان دستا مجھے اس دھات کا (کذا)
روشن شفق پر ہلکے جیوں چاند پھلی رات کا

(۵) خجالت سستی ہر غنچہ گریباں میں رکھے سر گریباں میں مذکور ہو اس تنگ دہن کا

(۶) مجھے اچرج یہی آتا پیا کے پان کھانے کا
نجانوں کیا سبب یا قوت اصلی کے رنگانے کا

(۷) مذہب عشق میں تری صورت دیکھنا ہم کوں فرض عین ہوا

(۸) باج حق کے نہیں کوئی واقف ہماری آہ کا
مدہ ہے یہ دیوان بے تابی کی بسم اللہ کا

(۹) مہ جبیں پر لگائے کیوں ٹیکا ماہ میں کام کیا ہے دیوی کا

(۱۰) دونوں بھواں کے میانے ٹیکا نہیں زری کا
ہے قوس کے برج میں جھلکار مشتری کا

(۱۱) انجھو کی فوج کالے شاہ خوباں دیا ہوں تجھ محلے میں محلا

(۱۲) تیری آنکھیاں کے سامنے سر مہ ہوا ہوں میں
اے سنگ دل، سنسی کوں توں ذرہ نظر میں لا

(۱۳) غور حسن سٹ لے چارا برواب کرم کرنا پڑا ہے موترے یا قوت پر قیمت کوں کرم کرنا

(۱۴) ہجر کے کیف میں گزک مجکوں اس جگر کے بنا کباب نہ تھا

(۱۵) تری آنکھیاں نے مجھ اے شوخ بدست چھکایا ہے، چھکایا ہے، چھکایا

(۱۶)

نقاش جیوں ناز و ادا مجھ یار کی نالکھ سکا
میں اس کی صورت اور ادا دل کے صفحے پر ب لکھا

(۱۷)

دیکھا نہیں کسی نے دن رات میں اچھوں لگ
ہت تاب کے اُجالے میں آفتاب دیکھا

(۱۸)

لہ صبا (گر) جوں توں ہے مہرباں تو (جا کے) بول دلبروں
کہ تجھ ادھر کے طلب میں جیوں ادھر آ رہا

(۱۹)

آج دلبر نے مجھ پیام کیا شکر اللہ فلک نے کام کیا

(۲۰)

گھنا لے بال بالے کے بلا کی بیل میں گویا
جنم عاشق کشی کرنا سکھی کے کھیل میں گویا

(۲۱)

جن نے تیرے حسن کے دریا کوں دیکھا آنکھ بھر
وہ ہوا خالی پس سوں جگ میں مانند جاب

(۲۲)

دیکھ تجھ ابرو کوں شکل کژوم جادو نگاہ
مار کے مانند کھایا تجھ زلف نے بیچ و تاب

لہ تو سین میں جو الفاظ ہیں یہ زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔

(۲۳)

اے کعبہ روکھڑا تو ہوا جیوں ادا کے ساتھ
بولے مکبران کہ ”قد قامت الصلاة“

(۲۴)

حسن اس کا ہوا ہے خوش خط آج ہے سزاوار گریوے اصلاح

(۲۵)

خال بھی مکھ پر ترے یوں ہی دے جوں کہ بیٹھا زاغ آگلشن بھتر

(۲۶)

تجھ جام لب سوں بوند پڑے خاک جم میں گر
لے جام مثل لالہ نکالے دو بھو میں سوں سر

(۲۷)

کرتا ہوں جاں سپاری، کتھئی ہیں ہاتھ جس کے
کرنے کوں دل کوں چونا آتا ہے پان کھا کر

(۲۸)

میں نہ جانا تھا کہ تو نادان ہے دل دیا تھا تجکوں دانا بوجھ کر

(۲۹)

گر تو منگتا ہے کہ دیکھوں رنگ وسعت مشربی
صدق نیت سوں شتابی دامن صحرا پکڑ

اے بروزن طے ۔

اے زمین

(۳۰)

نگاہ تیز، پلک تیز، غمزہ تس پر تیز ہوے ہیں دل کے لیے یہ تمام نشتر تیز
رقیب پر جو چلے بس، تو اس کوں چاک توکر پکارے حشر تک غم سوں دو "بریز بریز"

(۳۱)

مارے پلک کے تیراں محبوب آپ دھس دھس
روزن ہوا ہے سب تن جیتا اتال بس بس

(۳۲)

بچھا بچھل سے مستی میں تری کا ہے کی انگیا ہے
چھپا چھاتی چھبیلی ہاتھ سوں مہنس کر کہی نکل

(۳۳)

اس کے نہانے کی سن خبر آیا چشمہ آفتاب گرم نکل

(۳۴)

توں ہے حق ستمی ہم زباں ہم کلام ترا قاب قوسین ادنیٰ مقام

(۳۵)

کیا غم ہے اس کوں گرمی خورشید حشر سوں
بخت سیاہ جس کے سراو پر ہے سائبان

(۳۶)

نہ جانوں دو ہلال ابرو کس اوپر جلا ہے باندھ تیغ مغربی کوں

(۳۷)

ہر نقش پاسوں دیدہ قمری دے اگر دوسرے خوش خرام چلے سیر باغ کوں

لے پوچھا

(۳۸) اور مجھ پاس کیا ہے دینے کوں دیکھ کر تجکوں روئے دیتا ہوں

(۳۹) اس سرو قد کے غم سوں گردن میں طوق بھا کر
قمری نمین الم سوں کو کو پکارتا ہوں

(۴۰) نبض عاشق میں تان کا ہے جیو تانت بجنے میں راگ بوجھا ہوں

(۴۱) نگر بات اے جان ہر ایک سوں مگر بول میرے ستم نیک توں

(۴۲) ترشی چین و شکر لب یار حق میں میرے ہے شربت لیموں

(۴۳) تجھ زلف سوں اے غیرت لیلیٰ بید خواناں ہوئے ہیں سب مجنوں

(۴۴) دستا ہے تو نچھ مجھ کوں جدھر دیکھتا ہوں میں
تیرے خیال بیچ ہوا دل ہزار میں

(۴۵) دور ہے لیکن نزک دستا ہے مجھ دل ہوا تجھ دیکھنے کوں دور ہیں

(۴۶) گناہوں کے سیہ نامے سوں کیا غم اس پریشاں کوں
جسے یہ زلف دست آویز ہے روز قیامت میں

(۴۷)

کشتی پہ مجھ نین کی انجھواں کے قافلے چڑھ
مقصود کے حرم کوں احرام بندھ چلے ہیں

(۴۸)

کیوں مارتے ہو تیغ سبجی ہم میں دم نہیں
پنہاں نکہہ تمہاری یہ گپتی سوں کم نہیں

(۴۹)

اے پتنگ جل کے تجھ موئے پیچھے شمع ثابت قدم ہے جلنے میں

(۵۰)

موسن ادھر رنگیں بدل کھایاں مستی لائے ہیں
لب پر شفق اور شام کوں ایک ٹھار کر دکھلائے ہیں

(۵۱)

گر تمنا ہے کہ ہوں روشن دلال میں سر بلند
مجھ سوں پر دانے اُپر ہو موم دل لے شمع رو

(۵۲)

یاد میں تجھ قد کی اے گلزار حسن آہ میری سبز ہے مانند سرو

(۵۳)

کیا کام اس کوں پھر کے شرابا پھور سوں
پی جس نے تجھ لبوں سوں شراب دو آتشہ

(۵۴)

از بس کہ شکستہ دل ہوں غم سوں لکھتا ہوں شکستہ خط سوں نامہ

۳۱۴

(۵۵)

قرنے لاف جب مارا مرے معشوق کے مکھ سین
ہوا حیران و سرگرداں خجالت سوں حشر لگ دو

(۵۶)

عاشقی کی شاخ آخر گل کرے آرسی طوطی کو جیوں بلبل کرے

(۵۷)

ناجوت ہے الماس کوں ظالم ترے دندان کی
نارنگ دستا لعل میں تیرے لب خندان کی

(۵۸)

اس کے نین میں مور ت پیما کی نت بھری ہوگی
جگر کے کاٹ عینک کوں حتی جگ پر دھری ہوگی

(۵۹)

گردش چشم دکھا مجکوں دیے ہیں بالے
گوشت چشم استی دیکھ بہت گھر گھالے

(۶۰)

تا چند کہوں بات تری خوش شکلی کی اے شوخ ترے غمزے نے جو کی سوہلی کی

(۶۱)

رخسارہ معشوق نہاں شد بہ تہ زلف
سورج نہیں دستا جو ہوا ہو بدلی کی

(۶۲)

شعلہ خوب سوں نظر آتا نہیں تب سوں انگاروں پہ لوٹے ہے ولی

۳۱۵

(۶۳)

جب کہ تو نین میں سماتا ہے جو میرا نکھاں میں آتا ہے

(۶۴)

درزن کوں کہا، کیا ہے ترے بر میں دکھا ٹک
بولی کہ نکو چھپٹر مجھے سینا ہے

(۶۵)

ترے موے میاں آنکے (یہ) چوٹا کیا بچارا ہے
ترے انکھیاں آنکے جاناں چکارا کیا چکارا ہے

(۶۶)

مکھ ترا جیوں روز روشن زلف تیری رات ہے
کیا عجب یہ بات ہے یک ٹھار دن ہو رات ہے

(۶۷)

پیو کی انکھیاں میں نشہ معجون گویا زگس کے لالہ دربر ہے

(۶۸)

دود آہ شوق مشتاقاں نہیں خط نہیں یہ حسن کا آغاز ہے

(۶۹)

شاخ گل ہے یا نہال راز ہے سرو قد ہے یا سراپا ناز ہے

(۷۰)

تجھ طرف اکثر ہیں آہن دل رجوع دل ترا کیا سنگ متفاطیس ہے

(۷۱)

خوباں کی مجلس میں پر تو اسی کا شمع ہے بوجھ وہی اس بات کوں خاطر کہ جس کی جمع ہے

۳۱۶

(۷۲)

یک شمع گر در پیش و پس را کھے ہزاراں آرسی
دستا ہے نور ہر اک منیں لیکن وہی یک شمع ہے

(۷۳)

تحصیل حاصل نہیں اُسے جس میں جو قال و قیل ہے
اُس کو تہاں فاضل کہو جو فارغ التحصیل ہے

(۷۴)

کھتر ابحر حُسن و زلفاں موج گردش چشم عین طوفاں ہے

(۷۵)

پیو کوں دیکھا نہیں ہوں اس نوبت دل مرا اس سبب سوں جھانجھ میں ہے

(۷۶)

پچھا مالن کوں دو گینداں سو کیا مخفی کیے بر میں
کہا تجھ کیا غرض اس سوں چلا جا تو ہر یک کچھ ہے

(۷۷)

آپ سیتی دو ہو وے بے گانہ عشق میں جس کوں اوس میں یاری ہے
اوس بنا نہیں ولی کیتیں کچھ کام رات دن اوس کوں آہ و زاری ہے

(۷۸)

چھبیلی چھپ سوں درزن کا ہلانا بات ٹک دکھو
یو کچھ سیتی نہیں (لیکن) مرے دل کوں کڑھاتی ہے

لہ یہ شعر اس طرح بھی ملتا ہے

نین گشتی تری میں پتلی نوح تس میں گردش سو عین طوفاں ہے

(۷۹) کچھ بھلائیوں رقیب کوں لگتا ایک پاپوش خوب لگتی ہے

(۸۰) عشق کرنا تو ایک سین کرنا عشق دو ٹھور بے حیائی ہے

(۸۱) میں نے چوچا اہیرنی کی مسلی محکوں اُس نے نہ کچھ ملائی دی

(۸۲) تجھ شمعِ روسے روشن ہوتی ہے شب کی مجلس
معشوق چاہتے ہیں پیر وانگی وہاں کی

نوٹ: 'فردیات' کے سلسلے میں مندرجہ بالا اشعار نہ معتبر ہیں نہ مستند۔
بہت سے نسخوں میں تو یہ ملتے ہی نہیں، اور جن میں ملتے ہیں ان سب
میں مختلف ہیں۔ ایسے کئی اشعار تو صرف رعایت لفظی یا ایہام پر مبنی
ہیں اور بعض کے تو معنی ہی واضح نہیں۔ مجبوراً اصل کے مطابق نقل
کر دیے گئے۔ ہاشمی

رُباعیات

(۱) یک بارگی تجھ دیکھنے مجھ دل مل جا
سنسار کی آنکھیاں جلے سب جو جلے
گل تل ہو رہا گال منیں تل مل جا
جینے کا بھروسا کسے یک تل مل جا

(۲) تجھ عشق سوں عشاق کا من آگ ہوا
ہر تختہ لالہ پہ لکھی لالی سوں
خورشید منن، تمام تن آگ ہوا
تجھ رنگ کی غیرت سوں چین آگ ہوا

(۳) دل جام حقیقت ستی جو مست ہوا
یہ باغ دسا نظر میں تنکے سوں بھی کم
ہر مست مجازی سوں زبردست ہوا
اور عرش عظیم پگ تلے پست ہوا

(۴) تجھ منین میں جی دام محبت دیکھا
تجھ مکھ کے بھتر روز دسا روشن مجھ
تجھ لب منیں، دل جام مروت دیکھا
تجھ زلف میں دل شام مشقت دیکھا

(۵) اے جیو دو عالم کاترے مکھ پہ ندا
مجھ عاجز بے کس پہ نظر رحم سوں کر
محتاج تری ذات سوں سب شاہ گدا
اے منظر ہر زائماں: منظور خدا!

(۶)

مے خانہ جگ کا جس نے سر جوش کیا اس ہاتھ سونے عالم نے قدح نوش کیا
اس سید عالم کوں جو دیکھا ایک بار ایک بار گی عالم کوں افزا موش کیا

(۷)

کسوت کوں آپس رنگ سوں گل فام کیا جب بریں دو دامی کوں گل اندام کیا
دو دام دو بادام نین دو جے یوزلف شش دام نے مجھ ششدر و ناکام کیا

(۸)

یہ مستی موہوم دسے مجکوں سراب پانی کے اُپر نقش ہے یہ مثل حباب
ایسے کے اُپر دل کوں نہ کر ہر گزہ بند آپس کوں نہ کر خراب لے خانہ خراب

(۹)

سورج کے اُپر جوش کرے شرم و حجاب گرد و کرم سوں کرے اس مکھ سوں نقاب
تجھ مکھ کی تجلی سوں پڑیں چونک تمام بولیں کہ ”ہوا ہے آج یو یوم حساب“

(۱۰)

تجھ لب منیں دستا ہے مجھے آپ حیات تجھ زلف کی ظلمات میں ہے لیل برات
لے سبزہ خضر! تجھ قدم سوں شاید اُس آب حیات کوں ملوں رات برات

(۱۱)

منگتا ہے مراد ل کہ آپس لب کے ہات اس حسن کی دولت سوں دے یک بورنگا
تجھ حکم پہ یو داد و دہش ہے موقوف تاخیر نہ کر اس منیں ہے بات کی بات

(۱۲)

تجھ مکھ کا ہے یو پھول چمن کی زینت تجھ شمع کا شعلہ ہے لگن کی زینت
فردوس میں زرگس نے اشارے سوں کہا ”یہ نور ہے عالم کے نین کی زینت“

۳۲۰

(۱۳)

ہے حسن کی اقلیم میں توں شاہ ہنوز خوبی کا تری مشتری کا ہے ماہ ہنوز
اس وقت میں توں ہے مالک مصر بہار یوسف کوں ہے تجھ عزیز کی چاہ ہنوز

(۱۴)

رکھتا ہوں میں دل میں درد جاں کا ہنوز اے شوخ نہیں ہوا توں آگاہ ہنوز
تجھ غم سوں ہیں گر پہ چشم پر آب ولے سینے میں بجاہے آتش آہ ہنوز

(۱۵)

نہیں نقد خزینے میں مے غیر از داغ جس داغ کی حسرت سوں ہوا لا داغ
سینے منیں اک غم کا محل باندھا ہوں ہیں آہ کے جس بیچ کئی لاکھ چراغ

(۱۶)

رکھ دھیان کوں ہر آن تو معبود طرف رکھ سیں کوں ہر حال میں مسجود طرف
معدوم کوں موجود سوں کیا نسبت ہے اولیٰ ہے کہ ماںل ہو توں موجود طرف

(۱۷)

دیوان ازل بیچ خداے بے چوں یہ حکم کیا عام کہ ہاں ”کن“ فیکوں
افراد دو عالم کا بندھا شیرازہ اس دفتر کو نہیں پہنہرت ہے توں

(۱۸)

تجھ عشق سوں نت بے سرد سا ماں ہوں میں تجھ زلف سوں بے تاب پریشاں ہوں میں
تجھ مکھ کی صفائی کوں نظر میں رکھ کہ مدت سستی جیوں آئینہ حیراں ہوں میں

(۱۹)

یو مکھ کوں ترے دیکھ گلا شرم سوں ماہ یہ چاہ زرخ کی لے گیا یوسف چاہ
تجھ نین کے جلوے کوں جو زرخس دیکھی اس کثرت جلوہ سوں ہونی خیرہ نگاہ

۳۲۱

(۲۰)

اے خلاق کے زیب وزین! مجھ حال کوں دیکھ!
اے جدِّ حسن حسین! مجھ حال کوں دیکھ!
تجھ باج مجھے نہیں ہے دو جا جگ میں
شاہنشاہ مشرقین! مجھ حال کوں دیکھ!

(۲۱)

تجھ یاد کے تئیں روح سوں ہمدم کہتے
تجھ نام کے تئیں دافع ہر غم کہتے
تجھ باج دُجے کوں جو نہ دیکھے بہتر
تو خلق تجھے "سید عالم" کہتے

(۲۲)

تجھ فیض سوں انکھیاں کوں مریا نیت سہ تری
تجھ یاد سوں ہر اشک مراد شک پری
از بس کہ ترا حمال سینے میں رکھا
پایا ہے مرے خیال نے دیدہ وری

(۲۳)

یہ نین ترے مجکوں دینیں جنجالی
ہو رکاں میں بالال کے نرک یہ بالی
کہو زلف کوں سمجھا کہ نکو مار کسی
مشہور مثل "سانپ لڑا منہ خالی"

(۲۴)

منصور تری دار اُپر حیراں ہے
فضات تری راہ میں سرگرداں ہے
در بار میں تیرے نہیں موسیٰ کوں بار
یہ نور ترا بوجھ، ترا درباں ہے

لہ روزن فع۔ ۱۵ کسی کو۔ ۱۵ (کذا)

(۲۵)

کو نین حسن حسین کا ممنوں ہے اس یاد سوں عشرت کا بنہ مخزوں ہے
ایسوں کے اُپر روار کھا داغ، فلک جس داغ سوں لاکے کا جگر پہنوں ہے

(۲۶)

دو زلف سید دل کمند انداز ہوئی
اُس مرغ اُپر دل کے سوجیوں باز ہوئی
بیکس کوں اپس کس سوں بندھے کس کوں دکھو
ناکس کے عمل کر کے سرافراز ہوئی

محمسات

(۱)

تجھ قد نے مجھ نگاہ کوں عالی نظر کیا
تجھ مکھ نے شوق بدر کوں دل سوں بدر کیا
لب نے ترے عقیق کوں خونیں جگر کیا
مستی نے تجھ نین کی مجھے بے خبر کیا
دل کوں مرے بھواں نے تری جیوں بھنور کیا

تجھ چشم نیزہ باز کی جرأت کوں دل میں رکھ
تری بھواں کی تیغ کی دہشت کوں دل میں رکھ
پلکاں کے خنجر اں کی صلابت کوں دل میں رکھ
تری نگہ کے تیرگی ہدیت کوں دل میں رکھ
سورج نے تن اپس کا سر اسر سپر کیا

ہے تجھ کوں مرتبے منیں کیواں سوں بر تری
تجھ مکھ کوں دیکھ دنگ ہیں کیا حور کیا پری
ناہید میں کسی نے نہ دیکھی یہ دلبری
تجھ مہر کا ہوا ہے دل و جاں سوں مشتری
جب سوں ترے جمال پہ مہ نے نظر کیا

۳۲۴

تیرا فراق تھا دل و سینہ پہ مثلِ سل
 مدتِ سوں دل رہا تھا ترے غم میں پابگل
 دیکھانہ تھا میں خواب میں آرام ایک تل
 تب سوں ہوا ہے مجھ لیلیٰ کی شکلِ دل
 جب سوں ترے خیال نے دل میں گزر کیا

تیرے درس میں علم معانی پڑھا ہے جی
 تجھ لکھ کوں دیکھ شرح بھی شمشیر کی لکھی
 لیلادتی تو خیال میں پائے ہے منتهی
 ہر شب تری زلف سوں مطول کی بحث تھی
 تیرے دہن کوں دیکھ سخن مختصر کیا

شہرت کا تیری جگ میں بجا ہر طرف دہل
 تجھ سر و قد کوں دیکھ ہوئے بند جز و کل
 سرشار تجھ نین کے نشے سوں ہے جام مل
 حق تجھ عذار دیکھے سوں سر جا ہے رنگ گل
 پیدا ترے لباً سستی شہد و شکر کیا

تیرا معاونت میں ہیں نت مرتضیٰ علی
 تو اس سبب سوں ملک سخن میں ہوا بلی
 خورشید کی نمن ہے تری طبع منجلی
 تیرا یہ شعر جگ میں موثر ہے اے ولی
 تو دل منیں ہر ایک کے جا کر اثر کیا

نکو کر آشنائی غیر سوں اے سیم تن ہرگز
 نہواے شمع رو ہر انجمن میں شعلہ زن ہرگز
 نہ مل مائل ہو ہر طوطی سوں اے شکر شکن ہرگز
 نہ مل ہر بلبل مشتاق سوں اے گل بدن ہرگز
 ہر اک گلشن میں جیوں نہ کس نہ کھول اپنے نین ہرگز

فصیحاں خلق کے سارے تجھے شیریں بچن کہتے
 پشانی روز روشن ہو زلف کالی رین کہتے
 مبصر ہو جو اہر کے تجھے دُر عدن کہتے
 جہاں کے گل رجاں سارے تجھے نازک بدن کہتے
 تو ہر پلکاں کے کانٹاں پر نہ رکھ اپنے چون ہرگز

سدا مشتاق ہے طوبی ترے قد جیوں صنوبر کا
 تجلی میں ترایہ مکھ آپے خورشید محشر کا
 دہن تیرا سو خیر انجام ہے یہ جام کوثر کا
 تو بے شک روح ہے جگ میں خلاصہ چار عنصر کا
 بجز تجھ روح کے قائم نہ ہو جگ کا بدن ہرگز

دور خسارے ترے روشن یہ دو نور تارے ہیں
 ترے چنچل نین آگے چکارے کیا چکارے ہیں
 عزیزاں مصر کے سارے تری خاطر سنوائے ہیں
 زلیخا سے کہتے عاشق ترے پر جو وارے ہیں

نہ کر مسکن ہر اک یوسف کا یہ چاہ ذقن ہرگز

توں ہے محبوب عالم کا ولے عالم سوں ہو یک سو
 توں محبوباں میں عنقل ہے نکو دکھلا کسی کوں رو
 جو آتش داں کیا دل کوں، لجا وہاں زلف عنبر بو
 بغیر از عید مت دکھلا کسی کوں یہ ہلال ابرو
 نہ مل ہتھاب میں بھی کس سوں لے چندر بدن ہرگز

جو تیرے عاشق صادق ہیں ان کوں میں آں سوں کیا
 جو تجھ برہا کے آوارہ ہیں ان کوں خانماں سوں کیا
 جو دھویا پاتھ اپس جی سوں اسے مطلب جہاں سوں کیا
 جو شائق شمع روکا ہے اسے دسو اس جہاں سوں کیا
 نہ دھرنا مثل پروانے کے پروانے کفن ہرگز

نشانی حق کے پانے کی جہاں کی بے نیازی ہے
 کشائش کام اپنے کی جگت کی کار سازی ہے
 تو اضع خاکساری ہے ہمارا سرفرازی ہے
 حقیقت کے لغت کا ترجمہ عشق مجازی ہے
 وہ پائے شرح میں مطلب نہ بوجھے جو متن ہرگز

سمجھ لے عاشق صادق تجھے غم عین راحت ہے
 رقیب نا ملائم کی ملامت پُر ملاحت ہے
 خلق کی سخت گوئی یہ کلام پُر فصاحت ہے
 دم تسلیم سوں باہر نکلنا سو قباحت ہے
 نہ دھر اس دائرے سوں ایک دم باہر چرن ہرگز

وئی اس منزل مشکل میں ثابت رکھ قدم اپنا
 نظر میں رکھ ہر اک لمحے میں احوال عدم اپنا
 ایسے مرشد کوں دالم پوچھ رہے ہر دم بدم اپنا
 غنیمت جان اس تن کے قفس میں مرغ عدم اپنا
 نہ پہنچے گا بغیر از شوق توں حب الوطن ہرگز

(۳)

عاشق ترے جمال پہ شیدا ہوئے اتال
 وہ دل میں آئینے سوں مصفا ہوئے اتال
 جو زنگ سوں خودی کے تجلی ہوئے اتال
 طالب ترے سو طالب مولیٰ ہوئے اتال
 تب عاشقاں کی صفت میں تماشا ہوئے اتال
 رخسار یہ دو مطلع انوار ہیں ترے
 مشہور حسن خلق سوں اطوار ہیں ترے
 عشاق کئی برہ منیں بیمار ہیں ترے
 کئی دل زلف کے بند میں گرفتار ہیں ترے
 ہو کر اسیر جگ منیں رسوا ہوئے اتال
 مشہور جگ میں نام سوں تو ماہ رو ہے
 اپنے دکھوں کے درد کا در مان تو ہے
 تیری صورت لے انکھاں کے آگے رو برو ہے

لے بروزن نرت۔

تجہ کو جگت میں حسن سوں نت آبرو آہے
خوبی سستی بہار کے دریا ہوئے اتال

تجہ روپ کے دریا میں دور خار ہیں کنول
عالم کے دلبراں میں اتا تو ہے خوش شکل
تیرے آگے سوں ناٹھ گئے دلبراں سکل
تیری انکھاں کوں دیکھ جتے مرگ تھے چنچل
وحشی ہو اٹھ کے جانب صحرا ہوئے اتال

ہے چاند کی منن توں خوبی کے گلن منیں
ہے شمع کی منن تو ہراک انجمن منیں
گلزار ہے بہار سوں بے شک دکن منیں
جو تھے تماشا میں دکن کے چمن منیں
تجہ گل اُپر وہ بلبل شیدا ہوئے اتال

تجہ برہ کے غنیم نے گھیرا ہے ملک دل
آرام نہیں ہے جیو کے کشور کوں ایک تل
نیناں تری یہ ملک کوں لوٹیں پلک سوں مل
ہمت کوں مار صبر کوں کیئے نیٹ خجل
ہمنا کے دل ستانے کوں سنبہا ہوئے اتال

کہتا ہوں شجکوں دل سستی سن بات اے صنم
عاشق اُپر اتا تو نہ کر جور اور ستم

لہ سنبہا - نام سردار غنیم (ن تقی)

تیغِ تغافلِ کوں نہ سٹ اس پہ دم بدم
تیری صفت کے بیچ جو کیتا وئی ختم
تو شعر اس کے جگ میں ہویدا ہوئے اتال

(۴۱)

گلشن میں مجھ سنے کے اے صاحبِ جمال چل
مجھ دل کے چار باغ میں اے نو نہال چل
مجھ طبع کے چین میں اے رنگیں خیال چل
میری نگہ کی رہ پہ اے فرخندہ فال چل
ہے روزِ عید آج اے ابرو ہلال چل

تجھ زلف مشکبو کی چلی باس گھر بہ گھر
اس بوسوں آج مست ہیں کیا جن و کیا بشر
دل تجھ نگہ کے دام میں ہے بند سر بسر
تیری نین کی دید کوں اے نور ہر نظر
شک نہیں اگر ختن ستی او میں غزال چل

عالم کے خشک و تر نے کیا دل کوں بحر و دشت
کس اہل دل کوں جا کے کہوں دل کی سرگزشت
مجھ راز دل کا آج پڑا بام پر سوں طشت
مکن نہیں ہے تن کی طرف اس کی بازگشت
جو دل گیا ہے دلبر دل کش کی نال چل

اے بہ قدر یک حرکت

ہے سبزہ زار حسن سراپا سواد ہند
خوبان بانگ سوں بھرا ہے بلاد ہند
عشاق باصفا کے ہے سینے میں یاد ہند
پیتم کی زلف بیچ دسا مجھ سواد ہند
اس راہ مار بیچ میں اے دل سنبھال چل

یہ حرف راست جا کے کہو خرقہ پوش کوں
اے کج خرام چھوڑ دے ظاہر کے جوش کوں
دیتے نہیں ہیں ساغر دل خود فروش کوں
وحدت کے مے کدے میں نہیں بار ہوش کوں
اُس بے خودی کے گھر کی طرف سدھ کو ڈال چل

دین محمدی سوں ہے دو جگ کی آبرو
مطلوب ہے یہ، اس کوں جو ہے کفر کا عدو
کر مختصر جہاں منیں دنیا کی گفتگو
اے بے خبر اگر ہے بزرگی کی آرزو
دنیا کی رہ گزر میں بزرگوں کی چال چل

بوجھا ہوں دل کے فیض سوں سارے جلگت کی گت
آوے نہ کوئی کام بجز حق کے عاقبت
بد خصلتی کے گل میں نہیں بوے عاقبت
گر عاقبت کے ملک کی خواہش ہے سلطنت
خوش خصلتی کے ملک میں اے خوش خصال چل

دل کی بہشت اہل حقیقت کی بزم ہے
 وہاں کی شراب صاحب معنی کو مضم ہے
 عانی ہیں بخت ان کے جنہیں وہاں کا عزم ہے
 اُس انجمن کی سیر کا گر عزم جزم ہے
 سایہ نمن تو پیر کے دائم دنیال چل
 تجھ باج جان و دل کوں نشاط و طرب نہیں
 دل بستگی زلف سوں تری بے سبب نہیں
 کہتا ہوں حرف راست اگرچہ ادب نہیں
 آیا تری طرف جو ولی تو عجب نہیں
 آتے ہیں تجھ گلی منیں صاحب کمال چل

(۵)

ناز سوں آتھے ادا کی قسم مہر باں ہو تجھے دیا کی قسم
 میں وفادار ہوں وفا کی قسم خیر خواہوں میں ہوں خدا کی قسم
 مان اس صادق آشنا کی قسم
 بوالہوس تجھ اُپر رکھے ہیں نظر جب سوں تجھ حسن کی سننے ہیں خبر
 حرف میرا سن اے پری پیکر کم نمائی کوں مدعا کر کر
 مت کہیں جا تجھے جیا کی قسم
 دل کوں تجھ عشق سوں ہے غم ناکی لیکن اس سوں نہیں ہوں میں شاکی
 کم ہے عالم میں عصمت و پاکی دیکھ اے شوخ تیرا بے باکی
 خوف میں ہوں سدا رہا کی قسم
 گر سخن فہم تجھ کوں پاؤں گا حال دل کا تجھے سناؤں گا

۳۳۲

بندہ بے درم کہ اوں گا یہ قدم چھوڑ کر نہ جاؤں گا

تجکوں ہے تیری خاک پاکی قسم

سٹ رقیباں اے نور دیدوں کے مت ہو فرماں میں ان یزیدوں کے

سہو کر حرف ان پلیدوں کے لطف سوں اطرف شہیدوں کے

تجکوں ہے شاہ کربلا کی قسم

عشق کے درس کا ہوں میں استاد طفل مکتب ہے مجھ اگے فریاد

بندہ تیرا ہوں گرچہ ہوں آزاد بس کہ رکھتا ہوں تجھ قدم کی یاد

دل مرا خوں ہوا حنا کی قسم

شوق تیرا ہوا ہے جس کوں امام ان نے پایا ہے مدعاے تمام

عشق تیرے میں ہے حیات دوام عاشقوں نہیں ہے موت سوں کام

مرقد پاک اولیا کی قسم

سرکشوں سوں ہے راہ عرفاں دور ان کوں یک آن نہیں ہے بار حضور

خود نمائی کا ترک یہاں ہے ضرور خاکساری ہے حق اگے منظور

خاک درگاہ مصطفیٰ کی قسم

نقش دنیا کا کھینچ مت دل پر دشمن جیو ہے محبت زر

عشق کی راہ میں قدم کوں دھر دل سوں اپنے نکال و ہم و خطر

راہ سیدھی ہے رہنما کی قسم

معرفت حق کی کام مشکل ہے اہل پندار اس سوں غافل ہے

اے ولی علم سوں یہ حاصل ہے علم انسان کوں مکمل ہے

گل گل زار ہل اتی کی قسم

تیرے قدم کے فرش رہ میرے نین سب دن اچھو
 تجھ نقش پا مجھ سیس کا حب الوطن سب دن اچھو
 مجھ شاہ کے یوسف کوں یہ چاہ ذقن سب دن اچھو
 غنچہ نمط تجھ باس کا دل پیرہن سب دن اچھو
 مجھ نین کے نعلین میں تیرے چرن سب دن اچھو

تجھ نور کی بخشش سستی یہ سور ہور چندر ہوا
 تیری زلف کی باس سوں یہ مشک ہور عنبر ہوا
 یک پل میں تیرا مرتبہ افلاک سوں برتر ہوا
 پیاسے مچاں دیکھ کر تو ساقی کوثر ہوا
 فردوس سوں بھی بڑھ کے ہے یہ انجمن سب دن اچھو

سین و طہ والضحیٰ نازل ہوئے تجھ شان میں
 واللیل اور والشمس ہے تجھ زلف و لکھ کے دھیان میں
 افلاک سب پیدا ہوئے لولاک کے الحان میں
 تجھ یاد سوں راحت اچھو ہر مومناں کی جان میں
 تیرے چرن کی خاک سوں روشن نین سب دن اچھو

تجھ گل نے دل جا کر دیا گلزار میں ہر گل کے تئیں
 بیچوں میں پھانسا زلف نے ہر حور کی کاکل کے تئیں
 تجھ زلف و لکھ نے مبتلا کیتے ہیں جزو ہور گل کے تئیں
 سایہ سوں اپنے کر دیا پیدا گل و سنبل کے تئیں
 اے رشک گلزار ارم تیرا چمن سب دن اچھو

دل کی صدف میں کر جتن تجھ عشق کے گوہر رکھوں
 سینے کے معدن کے بھتر تجھ نیہ کا جوہر رکھوں
 دائم سخن کے لب اُپر تجھ قول کی شکر رکھوں
 ہر دم طبع کی سسپس پر تجھ یاد کا افسر رکھوں
 تیرا محبت کا رتن دل میں جتن سب دن اچھو
 مجھ جلانے کا حکم خورشید کوں سب نے دیا
 ہر رات مہ کے بات میں تو نور کی مشعل دیا
 تاروں نے موتی کے طبق پائے ہیں تجھ سے لے پیا
 تیرے کرم کے ہاتھ سوں موسیٰ یذبیضالیہ
 ہمدم دم عیسیٰ سوں یو امرت بچن سب دن اچھو
 تجھ باج، مخصوص جہاں وے ذات عالی چار ہیں
 اس امت غمناک کے وے ذات عالی چار ہیں
 جن کوں محبت ان کی نسیں بے شک وونا، ہنجا رہیں
 جو ان سوں روگرداں ہوئے دونوں جہاں میں خوار ہیں
 ان کی محبت کا ولی دل میں وطن سب دن اچھو

(۷)
 مشق کر اے دل سدا تجرید کی عاشقی ہے ابتدا توحید کی
 ترک مت کر گفتگو تفرید کی جن کوں لذت ہے سخن کے دید کی
 ان کوں خوش وقتی ہے روز عید کی
 اے صنم یک دم نہیں تجھ سوں جدا دور مت بوجھ آپ سوں لے خوش لقا

جیوسوں حاضر ہوں خدمت میں سدا دل مرا موتی ہو تجھ بالی میں جا
کان میں کہتا ہے باتاں بھید کی

چھب ہے تیری نشہ صہبائے حسن رنگ ہے تیرا چمن آرائے حسن
قد ہے تیرا رحمت والاے حسن زلف نہیں تجھ کچھ پہ لے دریاے حسن

موج ہے یہ چشمہ خورشید کی

خرد سالی میں ہے شوخی معتبر اس سبب ہیں عاشقاں خونیں ہر
ہر باں ہو خط نمایاں ہو اگر اس کے خط کی خال سوں پوچھو خبر

بوجھتا ہندو ہے باتاں بید کی

بر میں تیرے ہے لباس صندلی رنگ گل ہے تجلوں فرش مخملی
جنت فردوس ہے تیری گلی ، تجھ دہن کوں دیکھ کر بولا دلی

یہ کلی ہے گلشن امید کی

(۸)

یا قوت لب تیرے سخن یہ دل مرے کا قوت ہے
اور خیال تیرا دل منیں جیوں کان میں یا قوت ہے
شہرت سوں تیرے حسن کی معمور سب ناسوت ہے
تجھ یاد کی بیج سوں سینہ مرا ملکوت ہے
تجھ عشق کا مجھ دل منیں جبروت ہو رلا ہوت ہے

ووشاد ہے دنیا میں دل جو پڑ ہوا تجھ غم ستی
زخمی تری شمشیر کا بیزار ہے مرہم ستی
جم جم جو ہے تجھ سوز میں ڈرتا نہیں دو جم ستی

۳۳۶

جم گرچہ غالب دم پہ ہے قائم ہے جی تجھ دم سستی
نہیں دم کی کچھ پروا اسے جو عاشق مہوت ہے

تجھ شوق سوں یہ دل مرا تجھ مکھ نمون در پن ہوا
تجھ عشق کے گوہر سستی سینہ مرا معدن ہوا
تجھ مکھ سرج کی تاب سوں یہ جیو مرار و شن ہوا
تجھ روپ کے گلزار سوں تن من مرا گلشن ہوا

میرے نین میں تو سجن جیسے چندر میں جوت ہے

تیرا برہ آکر بسا مجھ خاطر رنجور میں
آوارگی لے کر سٹا اس سینہ معمور میں
ڈالا گن مجھ دل میں یوں جیسے گن کھی طور میں
ثابت سجن کے عشق سوں جو حال تھا منصور میں

یوں عشق میرا جگ منیں اثبات ہو رہتوت ہے

تجھ شوق کے دریا میں دل ماہی نمون پیراک ہے
کر صید اس کوں اے سجن یہ تجھ شکار پاک ہے
تجھ ماہ بن جگ میں ولی منموم اور غمناک ہے
تجھ جان بن دل کا کفن بیشک کنول جیوں چاک ہے

تجھ غم منیں جھک جھک سجن یہ تن مرا تابوت ہے

(۹)

زہ تنہا حسن خواہاں دل رہا ہے ادا ہی سخن دانی بلا ہے
سخن داں آشنا فضل خدا ہے صنم میرا سخن سوں آشنا ہے
مجھے فکر سخن کرنا بجایا ہے

لٹک سوں آ او سر و کبک رفتار دکھا اپنی جھلک اے لالہ رخسار
کیا ہے دل کوں میرے کھنکھن گلزار چمن میں وصل کے ہر جلوہ یاد
گل رنگیں بہار مدعا ہے

لیا ہے گھیر عشق بے ریا مجھ برہ آزار و بے صبری یاد یا مجھ
پلا دیدار کا شربت پیا مجھ تغافل نے ترے زخمی کیا مجھ
ترکی یہ کم رنگا ہی نیچا ہے

عجب تجھ بر میں ہے اے یار جانی نشاط دل لب اس زعفرانی
ترے جلوے سوں پایا ہوں جوانی نہ بخشے کیوں ترا خط زندگانی
کہ موج چشمہ آب بقا ہے

صف مرثگان خوباں مل کے یکسر اٹھے ہیں عاشقاں پرینچ جمدھر
ادا کا ہر طرف امداد ہے لشکر نہیں وہاں آب غیر از آب خنجر
شہادت گاہ عاشق کر بلا ہے

وفا ہے بادشاہ عاشقی میں تجمل ہے سپاہ عاشقی میں
نہیں شوخی نگاہ عاشقی میں وہی آتے ہیں راہ عاشقی میں
کہ جن کوں استقامت کا عصا ہے

گدا ہیں جو محبت کی گلی کے سدا وہم سفر ہیں بجلی کے
نہیں بلبل و دہر گل کی گلی کے غنیمت بوجھ ملنے کوں ولی کے
نگاہ پاک بازاں کیمیا ہے

مستزاد

(۱)

گل پیرہناں کا
رنگیں دہناں کا
تنہا نہیں خورشید
سیمیں بدناں کا
اے کشتہ خواباں
جادو نیناں کا
ہر لالہ رنگیں
خونیں کفناں کا
مجھ شعر کوں سننے
شیریں بچناں کا

بے تاب کیا شوق نے مجھ دل کوں بدن میں
جیوں غنچہ کیا بند محبت کے چمن میں
مجھ دل کی تمن عشق سوں گردش میں ہمیشہ
مشتاق ہو پھر تا ہے سدا ماہ لگن میں
مت بوجھ کہ ہے آپ سوں وحشت منیں آہو
پھیلا ہے سحر جا کے یہ اطراف ختن میں
رکھتا ہے محبت کا سدا داغ جگر پر
تجھ عشق سوں کیا حال ہے ٹک دیکھ چمن میں
فرہاد کی آتی ہے سدا روح صبا ہو
مذکور ہے از بس کہ ولی میرے سخن میں

(۲)

گویا ہے چمن من
پھرتا ہے وہ بن بن
بولا مجھے یوں دل

کیتا ہے نظر جب ستی اس رشک پر جا پر
باندھا ہے جو کئی جیوں کوں تجھ عشوہ گرے کا پر
دیکھے سوں ترے داغ کے جلوے کوں جگر پر

خورشید سوں روشن
 نرگس کی ہے سوگند
 عشاق کا تن میں
 از بس کہ ہے طرار
 وو شاید پرفن
 ذرے سوں بھی کمتر
 لے ہاتھ میں درپن

کیا خوب اٹھا نقش عقیق جگری پر
 چنچل نے نظر ناز سوں آہو پہ کیا نہیں
 قرباں ہوا اُس چشم کی والا نظر کا پر
 ہموار کیا آپ پر ترسک و فنا کوں
 باندھا ہے کمر ناز سوں اب حیلہ گری کا پر
 بوجھا ہے ولی تب سستی موہن نے سرج کوں
 کیتا ہے نظر جب سستی دستار زر کا پر

(۳۱)

ان عشوہ گراں میں
 ان موکران میں
 گر کام نہیں یہ
 جادو نظر ال میں
 رکھتا ہے جو عالم
 خونیں جگراں میں
 سرمایہ بینش
 ہے بے بھراں میں
 اے ساقی بدست
 ہے بے خبراں میں

معلوم نہیں کس نے مرے دل کوں لیا ہے
 کس شوخ ستم کرنے مجھے بیچ دیا ہے
 اس شوخ نظر باز کے انداز نگہ کا
 دیوانہ مرے دل کوں کہو کس نے کیا ہے
 ظاہر میں تر و تازہ و باطن میں ترا داغ
 جیوں لالہ اُسے بوجھ کہ شب رنگ ہوا ہے
 عاشق کوں ہے بے تابی و بے طاقتی دل
 بن عشق جو عالم میں فراغت سوں جیا ہے
 تنہا نہیں سرشار ولی شوق سوں تیرے
 تجھ عشق کا اس بزم میں جو جام پیا ہے

تزیع بند

(۱)

مرے دل میں دوسروں کی فام ہے
رخ روشن و زلف مشکین یار
خلاصی نہیں تا دم زندگی
برہ میں طلب مت کر و صبر کوں
جو دل یار کی محکوں دیوے خبر
شب و روز مجھ عاشق پاک کوں
سدا تجھ پر یار کی خدمت میں
کہ جس شوخ کا خوش ادا نام ہے
مجھے یاد ہر صبح و ہر شام ہے
نگہ شوخ کی جیو کا دام ہے
برہ دشمن صبر و آرام ہے
نہیں دل و وجہشید کا جام ہے
فراموش کرنا ترا کام ہے
یہی درد منداں کا پیغام ہے

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

کہاں ہے عزیزاں! دور شک پرکا
کہاں ہے دو گلزار باغ وفا
کرے جگ میں شرمندہ خورشید کوں
وہی ہے مرے حرف کا قدر داں
کرے کیوں نہ عشاق کے دل کون بند
عزیزاں کسی غیر سوں مت کہو
کہ جس ناہر و کا ہے جگ مشتری
کہ ہے شان جس کی سدا دلبری
اگر بر میں بہنے لباس زری
کہ جو ہرنہ بوجھے بجز جوہری
کہ رکھتا ہے انکھیاں میں جادوگری
رقیباں کی دیکھا ہوں میں زرگری

کہو جا کے میری طرف سوں اسے تخلص ہے جس چشم کا عبہری

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

بزور نزاکت بزور ادا صفت گلر خاں میں ہے تو مقتدا

مددگار تھے جب تلک بخت سعد نہ رہتا تھا ایک آن تجھ سوں جدا

یکایک ترے ہجر نے اے صنم کیا محو سب عشرت ابتدا

کروں تجھ سوں کیوں آرزوے جواب سدا کوہ تکمین ہے بے صدا

ترے غم سوں تپتی ہے چھاتی مری ہوئے اشک سوں دو نین زبدا

بجا ہے سنو گر مری التماس کہ سنتے ہیں شہ عرض حال گدا

تغافل کوں مت کام فرما سخن مری بات سن کر برائے خدا

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

ترے دیکھنے کوں اے زکس نین چلے چھوڑ آ ہو دیار ختن

دو مانند شمشیر پانی ہوا جو دیکھا ترے ابروے تیغ زن

تری یاد کرنے سوں اے نو نہال ہوا دل مرا رشک صحن حین

مگر بستہ سوز ہوں جیوں پتنگ لگی تجھ سوں اے شمع جب سوں لگن

کیا دل نے تیری گلی میں مقام کہ بلبل کا دا تم ہے گلشن وطن

دیا جی جو تجھ فتنہ ناز کوں ہوا صبح محشر سوں اس کا کفن

سرا پا بدن گل کے پانی ہوا ترے غم سوں جیوں شبنم لے گل بدن

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

ترے ابروؤں کا جو دیکھا کمال
 ترے گوش میں گوشوارے نہیں
 فراموش دل سوں کیا حور کوں
 عجب روز تھا اور عجب وقت تھا
 نہایت کوں ہووے گا سپارہ دل
 جو کچھ اس سوں ظاہر ہوا تھا مجھے
 تمنا نہیں اور کچھ دل منیں

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

کہو بات اُس شوخ بے باک کی
 ہوا مجھ پہ ظاہر کہ ہر سیس کوں
 زمیں پر رکھا جب سوں نے قدم
 ہوئی برق شاگرد آخر کوں آ
 شراب جوانی سوں سرشار ہے
 سدا عاشقاں کھینچتے ہیں جفا
 اپس ناز کے مت ہو فرمان میں

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

ترے مکھ پہ اے ناز میں یونقاب
 ادا فہم کے دل کی تسخیر کوں
 بجائے ترے حسن کی تاب سوں
 جھلکتا ہے جیوں مطلع آفتاب
 تراقد ہے پو مصرع انتخاب
 تری زلف کھاتی ہے گریچ و تاب

نظر کر کے تجھ مکھ صفائی اُپر
 ترے عکس پڑنے سوں اے گل بدن
 ہوئی آرسی شرم سوں غرق آب
 عجب نہیں اگر آب ہووے گلاب
 ولی اس سخن سوں ملوں بے حجاب
 مرا حال سن کر اے عالی جناب
 تعلق تغافل کا اب وقت نہیں

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

(۲) در مدح قدوة العارفين و جید الدین

اے تو مقبول سرور عالم
 جلوہ گر تو ہے آفتاب یقین
 اے تو فہرست دفتر عالم
 تجھ سوں روشن ہے پیکر عالم
 علم ظاہر و علم باطن سوں
 دل عرفان سرشت ہے تیرا
 تو ہے عالم میں رہبر عالم
 منظر خلق و منظر عالم
 مرجع خلق و منظر عالم
 ذات تیرا ہے مفرخ عالم
 جب کہ برپا ہو محشر عالم
 روز و شب سال و مہ سر عالم
 مطلب جملہ مضمحل عالم
 مہتر خلق و بہتر عالم

اے امام جمیع اہل یقین

قبلہ راستاں وجیہ الدین

فیض تیرے سوں جگت مقصدیاب
 سر معانی ہے اس میں دُر خوش آب
 رشک سوں آفتاب ہے بے تاب
 دل کوں تیرے جگت میں لب لباب
 سر گل عقل تجھ سوں ہے سیراب
 گل کے گوہر ہوا سراپا آب
 دل ترا مطلب ہزار کتاب
 تجھ محبت کی آگ سوں سیما ب
 روز و شب چند رستم و داراب
 تجھ میں ہے سب طریقہ اصحاب

اے تو ہے آفتاب عالم تاب
 دل ترا کان علم و بحر عمل
 روئے انور کی تیرے دیکھ ضیا
 متفق ہو کے عاقلان نے کہا
 فکر تیری ہے آب دانش و ہوش
 مکھ سوں تیرے بچن مبارک سن
 اے تو مجموعہ وسراست تام
 تا قیامت گریز پانہ اچھے
 مانگتے ہیں مدد سوں تجھ شہ کی
 اس زمانے میں بے گماں بے شک

اے امام جمیع اہل یقین

قبلہ راستاں وجہ الدین

دو جہاں پر کیا دُر افشانی
 مکھ ترا رونق مسلمان
 چاند سر تا قدم ہو پیشانی
 روئے آب حیات سوں پانی
 تیرے روضے اُپر زرافشانی
 سٹ دیے دعویٰ سخن دانی
 آئینے میں تمام حیرانی
 شوکت و حشمت سلیمانی
 یاد تیری ہے آب حیوانی

فیض تیرا ہے ابر نیسانی
 دل ترا مظہر تجلی حق
 سجدہ کرنے کوں روز آتا ہے
 تیری درگاہ کی خاک دیکھ گیا
 سر سحر آفتاب کرتا ہے
 عالماں دیکھ تجھ فصاحت کوں
 تجھ دل صاف سوں ہوئی ظاہر
 ہے ولایت کے تخت پر جکوں
 زندگی بخش ہے خیال ترا

جن نے دیکھا ہے پاک مرقد کوں اُن نے پایا ہے و سرب حقانی

اے امام جمیع اہل یقین

قبلہ راستاں وجیہ الدین

اے شہ بگرد بر ہے تجھ سر پر
تو ہے مقبول حق کی درگاہ کا
کاں فلک کے ملائکہ دیکھیں
آسماں سوں اتر کے آتے ہیں
ہے سزاوار انجمن میں تری
و وہ ہے روضہ زمیں اُپر تیرا
کیا کہوں گنبد شریف کوں میں
تجھ سوں خورشید کوں و پایا ہے
تجھ سوں سب خادماں کوں نہتے ہر طرف
دو جہاں میں مرا ہے مقصد یہ
کہ کرو مجھ پہ یک کرم کی نظر

اے امام جمیع اہل یقین

قبلہ راستاں وجیہ الدین

اے گل گلشن حسین و حسن
عالم فرش سوں لجا بر عرش
فیض تیرا عیاں ہو جس ساعت
گو ہر فکر تجھ سوں ہے سیراب
خلق یوں بہرہ تجھ سوں پاتی ہے
آسماں کے اُپر گداز ہے نت

عشق تیرے کی آگ میں خورشید
 سرسوں لے پگ تلک ہوا ہے اگن
 دیکھنے کوں ترے ہوا مشتاق
 گل نرگس سوں کھول چشم چمن
 یوں تو ہے انتخاب عالم میں
 جیوں کہ ہے آدمی میں نطق سخن
 خوش بصارت بدل کیا ہے ولی
 گرد تیرے قدم کی کحل نین
 اے امام جمیع اہل یقین
 قبلہ راستاں وجیہ الدین

۱۵ اس ترجیح بند کو پڑھ کر کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ولی نے شاہ وجیہ الدین
 قدس سرہ کا زمانہ پایا ہے۔ یہ بزرگ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے مرید
 تھے اور ۹۹۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کا مدرسہ اور خانقاہ اور مزار شہر
 احمد آباد میں واقع ہے جس کا فیضان تعلیم شاہ صاحب مبرور کے بعد بھی جاری
 رہا۔ چنانچہ ولی اپنے زمانے میں اس مدرسہ و خانقاہ میں مقیم و مستفیض ہوتے
 رہے۔ ان دونوں ترجیح بندوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی نے اپنے
 آخر زمانے میں یا اس وقت میں اس کی فکر کی ہے جب وہ زبان کو بہت
 صاف کر چکے تھے۔ ان کے ابتدائی کلام میں جو پُرانے اور دکنی محاورات
 و الفاظ بکثرت ملتے ہیں ان کا پتا اس میں نہیں۔

قصائد

در حمد و نعت و منقبت و مواعظت

(۱)

لے زباں پر تو اول اول
لائق حمد نہیں ہے اس بن اور
یاد اس کی ہے سب اُپر لازم
آسماں اور زمیں کے سب ساکن
شکر اس کا محیط اعظم ہے
اس کے بھیتراگر بشناور ہوں
بعد حمد خدائے بے ہمتا
جس کی ہمت کی ہے ترازو میں
اس کی مجلس میں آہوا ہے کھڑا
گر ہو دو آفتاب گرم عتاب
دیکھ اس کے جلال و عظمت کوں
گر کرے بحر پر غضب کی نظر
اس فصاحت آگے دسے محکوں

نام پاک خدائے عز و جل
اس اُپر متفق ہیں اہل ملل
شکر اس کا ہے مدعاے سکل
یاد کرتے ہیں اس کوں ہر پل
وہ ہے سلطان بارگاہ ازل
روز محشر تلک سکوں نہ نکل
یاد کر نعت سید مرسل
دو جہاں مثل دانہ خوردل
صفت آخر میں جو ہر اول
آسماں جائیں مثل موم پگھل
بادشاہاں کا دنگ ہے دنگل
ماہیاں جائیں جل کے بھیتراجل
نطق سبحاں عبارت ہممل

کا ملاں سوں سنا ہوں یہ نکتہ
 نام اس کا ہے حرز ہر مومن
 دیکھ اس زلف، و لکھ کوں بے جا ہے
 بعد اس آفتاب انور کے
 صاحب صدق و عدل و علم و حیا
 ان کوں اصحاب میں سبقت ہے
 ہیں دجے و دو کہ دین کے بل سوں
 ہیں تجھے و دو کہ جن کے لوہوسوں
 ختم خلفا کی کیا کہوں میں بات
 جب ہوا و دسوار دلدل پر
 دو ہے یکتاے دین کہ جن نے کیا
 نام اس کا کہ جس کے تقویٰ سوں
 ہے علی و دو کہ جس کی دہشت سوں
 خوف اس کا عہد و کی چھاتی پر
 ہیں یہ چاروں ستون شرع متین
 مشرق و مغرب و جنوب و شمال
 چار عنصر ہیں دین کے تن کے
 ہیں یہ اسلام کے صحیفے پر
 نام ان کا ہے عرش کے اوپر
 بعد ان کے ہیں دو امام جہاں
 ہر دو سلطان کشور کونین

عشق اس کا ہے با دی اکمل
 یاد اس کی ہے واقع کلول
 بحر اور بر میں عنبر و صندل
 چار ہیں اہل علم و اہل عمل
 ایک سوں ایک اکمل و افضل
 دین کوں جو کے قبول اول
 کفر کے دست و پا کوں کیتے شل
 رنگ بکڑا کلام عز و جہل
 جس کے رتبے کا عرش پر ہے محل
 فوج پر فوج دل پہ مار اڈل
 لاکھ مشکل کوں ایک بل میں حل
 زور نے زور بل نے پایا بل
 جی گیا دشمنان کا تن سوں نکل
 جیوں ہرن کے سنے او پر جیتل
 دین کا ہے ان سوں مستقیم محل
 سب کوں ان چار ذات سوں بل
 چار دیوار باغ شرع پھل
 چار اطراف صورت جدول
 گرچہ ظاہر ہیں آسماں کے تل
 نور چشم پیمبر مرسل
 ہر دو مقبول شاہ روز ازل

ایک خوں سوں زمیں کیا محفل
 جو کہ گزرا ہے ان پہ حال کبیل
 یہاں خموشی ہے سبستی افضل
 جو کیا جیوان اُپر بل بل
 ترک دنیا ہے مدعاے سکل
 یو ہے سر پاؤں لگ محیل و دغل
 کہ مبادا ہو دین یح حائل
 طالب یار نو ہے یہ چنچل
 طالب اس کے نہیں ہیں جزا جہل
 گوجہ ظاہر ہے صورت نرمل
 بے وفا ہے مدام یہ کسمل
 مت زمیں زندگی میں جائے نکل
 نہیں حاصل بغیر درد و کسل
 اکثر اس دیکھ کر گئے ہیں پھسل
 حرف شیریں ہے یہ ز شیر و عسل
 یہ ہیں ملک و فا کے اہل دؤل
 عقدہ دل کوں نہیں کیا کئی حل
 بے حجابانہ عشق کے آگل
 عقدہ راز کی بتایا کل
 چھوڑ دے درس قطبی و منہل
 گر مطول پڑھے و گر ا طول

ایک کاتن ہو ہے اطلس سبز
 ملک، مستی میں میں دشمنوں کے سبب
 اس میں دم مارنے کی جاگہ نہیں
 مقصد دو جہاں دو پایا ہے
 کرم حق ہے آرزو سب کی
 گل دنیا کوں زیب تاج نہ کر
 اس سوں ہرگز نہ باندھ جی اپنا
 ایک گھر میں رہے نہ بچلی یہ
 اہل دانش نہ جائیں اس کے نزدیک
 پر کدورت ہے سر سوں پاؤں لگ
 یو کسی سوں وفا نہ کی ہرگز
 مثل قاروں نہ باندھ مال سوں دل
 اس کی صحبت میں اے خجستہ خصال
 یہ ہے پالغز طامعان و حرین
 ترک کر سب کوں بات میری سن
 مرتبہ بوجھ عشق بازاں کا
 عالماں سوں پچھا ہوں میں اکثر
 جو کہا حال دل کوں میں جا کر
 مرجا کہہ کے مجھ بلا یا پاس
 یوں کہا، دیکھ درس شاہد راز
 پیچ اس زلف کا نہ پاوے کئی

سب پر ی پیکراں چین و چنگل
 جب مرے عاشق اس کوں آوے کل
 عشق میرے میں جی دیا تمل
 نرگستاں ہوا ہے سب جنگل
 گر کرے یک نگاہ و و چنچل
 حال اپنی بسر گئے منگل
 مشک جس کے اگے ہے بولے لصل
 گر سنے اس لبوں کی بات غسل
 زرد رو اس اگے ہیں جیوں پتل
 جیوں گل شمع گل پڑیں گل گل
 جیوں پتنگ پر گئے ہیں اس کے جل
 آرسی دل کی جو کیا صیقل
 ہے مرا جیو اس اُپر بل بل بل
 یوں انجھو مکھ اُپر پڑیں طھل طھل
 عقل کی فوج میں پڑی ہل چل
 کھول انکھیاں کوں اپنی مثل کنول
 دل سوں ہر حرف پر گیا بل بل
 شوق میرا چلا کشادہ بغل
 پاک بازاں سوں کیوں اتا او جھل
 مثل دیوانہ یک میں بھاسا نکل
 یوں کہا ہو کے مضطربے کل

لکھ دیے اس کوں بندگی کا خط
 اس قدر ہے وہ یار بے پروا
 یوں نہ پوچھے کہ کیوں دوانے نے
 فیض سوں اس نین کے ہے بینا
 وحشت آہواں کوں رام کرے
 جب سوں اس کا خرام دیکھے ہیں
 وصف اس کیسوؤں کا کیا بولوں
 ہووے غیرت سوں سر کہ پیشانی
 جاں تلک ہیں جہاں میں سمیں ساق
 گرم رو ہو و و گر چین بھیتر
 جن نے اس شمع رو کوں دیکھا ہے
 ہو سکے اس پر ی کا ہم زانو
 جس رین میں اسے نہ دیکھوں میں
 جیوں ستارے ٹوٹیں فلک اوپر
 عشق اس کے کا جو کٹک دیکھا
 دیکھ اس آفتاب کوں جاگر
 عشق مرشد سوں سن کے یہ باتیں
 دور کر تجھ گلے لگانے کوں
 دور کر مکھ اُپر سوں یہ گھونگھٹ
 اس کے بالاں طرف چلا اٹھ دل
 دیکھ اس دل رہا کوں برفق میں

ناخدا ترس آج سوں نہیں تو
 مجھ اُپر یوں ستم روانہ رکھے
 سن کے یہ بات مکھ سوں پردے کوں
 ہوئے کل باز اِپس میں ناز و نیاز
 دیکھ اس کوں کہ یک بیک آیا
 اس قدر ہے صفا ترے مکھ پر
 وصف تیرے کا کیوں نہ ہوں عازم
 اے شفا بخش! تجھ قدم کی خاک
 تجھ قدم میں یو کچھ ہے رنگ صفا
 و وہ ہے تیری قبائے دارائی
 عشق تیرا ہے موج طوفاں جوش
 توں تغافل سوں دل کوں کھینچا ہے
 دل جو تجھ زلف نیچ بند ہوا
 دل ہے اسپند تبستی جب سوں
 قد سوں تیرے یہ جی نہال ہوا
 جس کوں اے مہ نہیں ہے تیرا وصل
 جو ہوا تجھ سوں دور اے خورشید
 بس کہ دیکھا ہوں آب تجھ مکھ کی
 نور خورشید کی نمط اے شوخ
 دل نے بولا کہ یو چھلا و ا ہے
 آہواں لکھ دیے غلامی خطا

تجکوں بوجھا ہوں میں ز روز ازل
 گر ہو خوف خداے عزوجل
 جیوں اُچایا درس کوں دینے بدل
 حسن دل کے گلے ہوا ہیکل
 یہ سخن مجھ زباں سوں بھار نکل
 کہ گیا ہے نگہ کا پاؤں پھسل
 طبع یہاں دوڑتی ہے جیوں کوتل
 درد کے درد سر کا ہے صندل
 نہیں دکھا اس کو خواب میں محمل
 چرخِ اطللس ہے جس آگے گل
 جس سوں ہے عقل کی بنا میں خلل
 بوجھی ہوئی بات میں ہے کیا مشکل
 کون کھولے یہ عتدہ لائل
 غم میں تیرے ہوا ہے تن منقل
 وصل تیرے سوں دل نے پایا بھل
 نگ ہے اُس پہ نہہ طبق کا محل
 ماہ کے مثل و دکھٹا گل گل
 انجو آتے ہیں مجھ نین میں ابل
 حسن تجھ مکھ اُپر کرے جھل جھل
 دیکھ کر یو ترا جمال پھل
 دیکھ تجھ نین میں خطا کا جل

دیکھ تیرا یہ چشم و شک غزال مدح تیرا میں یو کہا ہوں غزل

غزل

اے یہ تیرے نین ہیں و وہ چنچل
عاشقاں پر چلا ہے یو غمزہ
تجھ پلک کا بیان کیوں کے کروں
اے عدیم المثال دوزد کھے
یاد تیرا بھواں کی مجھ دل میں
دیکھ تیرا نین میں پتلی کوں
ایک کہتے ہیں مکھ یو کعبہ ہے
اور ہیں اس اُپر کہ مسجد میں
آخرش اتفاق سوں بولے
اے مہ ہر باں کرم سستی
ڈرنکو تیرے ساتھ آوے گی
اشک چشم اور غبار دل سوں لے
ماں مبادا پھسل پڑے اس ٹھار
کیا کہوں تجھ رقیب کے حق میں
غیر اس کے کہ روز عشرت میں
یوں رقیباں کی گفتگو ہے قبیح

دیکھنے جن کوں خلق آوے چل
ہاتھ میں لے کے تیغ تیزا چل
جس کی ہے یاد مجکوں نت پل پل
گر مکرر دکھے تجھے احوں
جیوں مجھی کے گلے منیں ہے گل
عالماں میں پڑا ہے جنگ و جدل
اس میں پتلی نے کیوں کیا ہے محل
کن نے ڈالا ہے طرح رنگ دیوں
یہ ہے صنم حندائے عز و جل
شب تار یک زیح کھر سوں نکل
آہ مجھ دل کی ہاتھ لے مشعل
عاشقاں راہ میں گئے دل دل
ٹک نزاکت سوں یہاں سنبھال کے چل
بات جس کی ہے تلخ از حنظل
ناگہاں اس کوں مکھ دکھاوے چل
جیوں کہ ارذل کی زشت ہے کل کل

اے ولی ترک کر یو حرف دراز
کہ ہے خیر الکلام قل و دل

ابر میں یہ نہ بوجھ نعرہ رعد
 دل کو شادی ہے کیوں نہ باجے آج
 خلق عالم میں حق کی حکمت سوں
 زندگی گانی کے درد سر کا علاج
 عمر تیری دیراز ہو جگ میں
 اے ولی یہ قصیدہ رنگیں
 جو ہیں پیاسے سخن کے ان کے نزدیک
 شعر میرا ہے آب سوں نرمل
 گوش حاسد میں جب پڑے یو شعر
 راکھ ہو جائے رشک سوں جل بل

(۲)

در نعت حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عشق میں لازم ہے اول ذات کوں فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یاد یزدانی کرے
یار کے گلزار پر دو نین کر ابر بہار
پہچ کھا سینے میں دل کوں سنبلستانی کرے
مرتبہ خلقت پناہی کا دو پاوے گا جو کئی
مثل اسماعیل اول جی کوں قربانی کرے
جوش دے یک بارگی دل کے دریا کوں لہو ستی
گوہرا بچھواں کوں رور و رنگ مرجانی کرے
جو اپس تن کوں گلاوے عشق میں سہر ب و شام
وہیچہ کابل ہو سو جیسے ماہ تابانی کرے
سرخ رو ہو آبر و دو جگ میں پاوے اے عزیز
دل کوں کو ہو کہ اول کو ہو سوں جو پانی کرے
عشق کی آتش میں جا لے تن کوں جو کئی رات دن
وہ قیامت لگ سو جیوں سورج درخشانی کرے

۳۵۵

و، میچھ پاوے مطلب راضیہ مرضیہ

محض لکڑ جگ میں جو اعمال پہنہانی کرے

ورد پڑھنے ورد کا انجھواں کی تسبی ہاتھ لے

دل کوں کر سیارہ غم ذکر قرآنی کرے

عشق سوں فارغ جو کئی رہے نخس اکبر ہے مدام

ساتویں کھنڈ پر اگر ایوان کیوانی کرے

و، میچھ دانا ہے تجھے گردوں دوں کوں اے عزیز

سٹ کے دنیا کوں جو کئی جگ میں خداوانی کرے

اپنے مطلب کی یو لیلی کا وہی دیکھے جمال

عشق میں دن کوں جو مجنون بیابانی کرے

حشر میں شیریں ہو وحق سوں سنے شیریں بچن

شوق میں دل کوں جو فریاد گستانی کرے

بوریاے بے ریا کوں تخت سوں بوجھے ادھک

اُس اُپر ہو کر سلیمان شکر رحمانی کرے

جیوں انگوٹھی میں نگینہ یوں کرے تسخیر خلق

تخت دل کوں جو بہ از تخت سلیمانی کرے

زندگی پاوے ابد کی جگ منیں و د خضر وقت

جو اپس کوں فدوی محبوب سبحانی کرے

یا محمد دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں

خلق کوں لازم ہے جیو کوں تجھ پہ قربانی کرے

دو بجے آزاد جو بازار میں تجھ حسن کے
 بندگی میں آپ کو جیوں ماہ کنعانی کرے
 زینوا الحانکم کا گرسنے داود ناد
 ہووے خوش در بار پر تیرے خوش الحانی کرے
 نوح تجھ رحمت کی کشتی باج کہیں پاوے نہ ٹھانوں
 تجھ غضب کا گر سمندر جوش طوفانی کرے
 رتبہ عالی میں دیکھتے حق نزدیک اپنا کلام
 گر کلیم اللہ آتیری ثنات خوانی کرے
 جسم کوں سٹ روح سوں آوے بہت مشتاق ہو
 گر تری امت خلیل اللہ کی مہمانی کرے
 تب مسیحا فقر کے خطا کوں سکھے گا تجھ نزدیک
 مشق کرنے فقر کی جب لوح پیشانی کرے
 جس مکان میں ہے تمہاری فکر روشن جلوہ گر
 عقل اول آ کے وہاں اقرار نادانی کرے
 حکمتاں کی سب کتاباں دھوئے یک بارگی
 گر فلاطوں تجھ دبستاں میں سبق خوانی کرے
 تجھ قدم پر جو ایس کا ایس را کھے جیوں سرج
 دو قیامت لگ ایس چہرے کوں نورانی کرے

۱۵ سیکھے۔

۱۶ بھولے۔

کیا ملک، کیا انس و جن، یو جگ میں کس کون سا سکت
خط بنا تجھ مکھ کے جو تفسیر قرآنی کرے
دیکھ طوبیٰ قد ترا جنبش میں آوے شوق سوں
جب گلستان ارم کی تو حسرا مانی کرے
عارفان بولیں گے جان و دل سوں لاکھوں آفریں
جب وہی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

(۳)
در منقبت حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

ہر ایک رنگ میں دیکھا ہوں چرخ کے نیرنگ
ہوا ہوں غنچہ صفت جگ کے باغ میں دل تنگ
جہاں کے گل بدناں جلوہ گر ہوئے ہیں جہاں
اڑا ہے اُن کی تجلی سوں عاشقاں کا رنگ
یہ عاشقاں کے جلائے کون مستعد ہیں مدام
گواہ ہے اس کے اُیر نور شمع و حال پتنگ
سوائے داغ کے پایا نہیں ہوں باغ میں گل
ورائے خون جگر نسین دسا مجھے گل رنگ
دسا نہیں جو گل بے وفا میں رنگ و وفا
تو یونچھ شور میں ہیں بلبلان خوش آہنگ
فلک کی دیکھ کے خشکی جگت ہوا بے دم
رہا نہیں ہے فوارے کے دل میں آب امنگ
اگرچہ سرد ہے دل لیک پر ہے آتش سوں
کیا ہے منہ پہ اپس کے اکن نے پردہ سنگ

ہوا رباب رگاں خشک و استخواناں بے مغز
 یہ حال دیکھ کے مجلس میں دنگ ہے مردنگ
 رہے بدن پہ طنبورے کے تار گنتی کے
 غصے سوں اس پہ جو مفلسی نے مارا چنگ
 فلک ہے و و کہ دکھو! جن نے بے مروت ہو
 سُر ج کوں سر سوں برہنہ کیا ہے مثل پھنگ
 اثر کیا ہے ہراک تن میں ناتوانی نے
 ہوئے ہیں بوم سوں عاجز جنگل میں شیر و پلنگ
 نشاۂ گاہ کیے قابلاں کے دل کوں تمام
 فلک کے توہیں سوں چھوٹے بلا کے جو جو خدنگ
 یگانگت کوں اول کی تمام بسری خلق
 رکھی آپس میں عداوت مثال شیشہ و سنگ
 ظلم پہ دل ہے رکھے منہ میں حیف سوں انگلی
 لیا ہے خلق نے خاصیت تمام تفنگ
 یہ آسمانِ ستم گر کی سرکشی دیکھو
 تمام خلق سوں لڑتا ہے آپ ہو کے انگ
 جو سیم و زر کی فکر میں قدم اپنا گھسا سو پھنسا
 آپس کی منزل مقصد کوں کیوں کے پہنچے لنگ
 آپس کے دشمن بے دست و پاسوں کر پرہیز
 اگر چہ خاک نشین ہے ولے گزندہ بھنگ

جگت کے دیکھ کے حالات لا علاجی سوں
 ہوئے ہیں گوشہ نشین اہل دانش و فرہنگ
 ہو دست گیر مجھے یا علی ولی اللہ
 کہ اس فلک نے کیا ہے کمال مجکوں تنگ
 ترے جو شوق سوں حاصل کیا ہے محبت
 ہے فقر فخر مجھے، مجکوں فقر سوں نہیں تنگ
 و شیر حق کہ جہاں میں دو ناصر دیں ہے
 کہ جس صدا سوں ہیں وحشی جنگل کے مست و تنگ
 جہاں کے فتنہ و طوفاں سوں و وکنارے ہیں
 جو اس کے عشق کے دریا میں عاشقاں ہیں تنگ
 خدا نے فضل سوں اس کوں کیا حصار دیں
 فلک ہے جس کے قلعے کی کمینہ ایک انگ
 زمین پہ وقت اترنے کے اس کے عدل کو سن
 گریز پا ہیں ستم آسماں کے لکھ فرسنگ
 یہ دو جہاں کے غم و عیش کوں تجاؤ کوئی
 جو گئی کہ اس کی محبت منیں ہو اسے بھرنگ
 خدا کے حکم سوں پہ پہلوواں پہ ہو غالب
 گر آستانے پہ آ اس کے سر گھسے جیوں تنگ
 سواک غلام ہے خدمت میں اس کی ترکش بند
 کہ اس کے پاس سکھے رستم آ کے صیغہ جنگ

دو عبد بس ہے جنے ستر کشاں کوں کر لیے زیر
 کہ نام مشتہر اس کا ہے قنبر سر ہنگ
 خدانے اس کوں دیا مرکب ایک دُلداں نام
 گیا دژیا کوں جو یک پل میں لاکھ بار انگ
 بجائے سرمہ اگر خاک اس قدم کئی لے
 نین میں دل کے کسٹیں تیز رجکت کے ترنگ
 تو حشر لگ و و مقدم ہوں باد صر صر سوں
 و و حال دیکھ کے باد شمال ہووے دنگ
 شکستہ دل کوں مرے وہیچہ مومیائی ہے
 کہ نام پاک ہے اس کا مدام صیقل زنگ
 اسی کی آل پہنت ہے وہی بلاگرداں
 کیا چہ سراغ پہ اس کے مدام جی کوں پتنگ

در مدح بیت الحرام

کیا ہے غم محلوں اگر جگ میں نہیں مونس غم
 آہ یو بس ہے مرے درد کوں دل کے مرہم
 جگ کی مجلس ستمی دل سوز ہوئے بس کہ عدم
 شمع کے باج نہ دیکھا ہوں کہیں رشتہ غم
 شمع، مجھ حال پہ دل جاں اپس کا سب نس
 ہو کے بے تاب دم صبح چلی ملک عدم
 دل پر درد کوں دار دے گن پر روغن
 داع پر داغ ہوا زخم پہ میرے مرہم
 تجھ بن اے پاک گہر دل سوں ہوا حاصل مجھ
 موج دریا کے نمون غم کے پچھے غم پیہم
 عشرت جم کی نمون عیش اچھو تجھ کوں صنم
 جام لب تیرے دہن کوں ہو مبارک جم جم
 گل کوں غیرت سوں کیا تو پچھ گلاب لے ظالم
 سینہ چاکاں کے اُپر کیا ہے اتا جو، دست

سیر کرنے کوں ترے مکھ کے چمن کی اے گل

جگ میں آیا ہے سو گلزار ارم سٹ آدم

تیر تجھ عشق کا منگتا ہے اپس سینے میں

جیوں کماں چاند تو اضع سوں فلک پر ہو خم

صاف تجھ مکھ پہ سو کیوں عرق نہ ہو غرق حیا

جاں ہوئے گل کے گہر آب مثال شبم

گر مٹی حشر سوں ہرگز نہیں دل کوں مرے غم

تاب خورشید سوں نہیں آب گہر ہوتا کم

ہو کے خواص میں دریا میں بدن کے دیکھا

صدق دل ہے حقیقت سوں گہر کی محرم

دل کے دریا کوں ترقی کے اُپرنت ہے نظر

اس کی نسبت ہے سمندر سوں ہر اک آن میں کم

خلقت حق میں تو عرفاں کی نظر کھول کے دیکھ

ذرے ذرے کے بھتر بھاں ہے جدا اک عالم

اس کے مشتاق ہیں سب اہل زمیں اہل سما

شوق کا جس کے لیا چرخ پہ خورشید علم

خاکساراں کے انجھو حق کوں ہیں منظور نظر

جیوں کہ مقبول ہے خورشید کو بھوئیں سوں شبم

آر سی دل کی سکے شمع نمں روشن کر

جو ہوا عشق میں پروازہ صفت جل کے کھسم

سیاہی غم ہوئی ہے صبح نمن روشن و صاف
کہ وہ خورشید کے گھر پہ مرے آکے کرم
راز اسرار کوں گئی جگ کے صفی کے اوپر
گر منگے لکھنے تو جیوں ہووے قلم سر سوں قلم
آگ دوزخ کی اچھے اس پہ قیامت میں حرام
اے ولی صدق سوں دیکھا ہے جو گئی بیت حرم

درمد حضرت میراں محی الدین قدس سرہ

دکھے نظر سوں اگر یہ جمال نورانی
ترے جمال کی یہ آرسی جو کئی دیکھے
جنوں ہے پو کہ اچھے جی کوں اس کے جمعیت
ترے یہ غمزہ خوں رینہ سے ہوا معلوم
ستم گراں کے اُپر فخر ہے ترا بر جا
ترے حکم منیں ہے کثرت جفا اس قدر
ترے فراق نے عشاق کوں کیا امداد
تجھ اشتیاق کی آتش سوں سرفراز ہل
تو ہر سرد سوں یوں مہربان عاشر پڑ
تری برہ میں جو دانش کی آرسی کوں رکھا
جگت میں تجھ خم ابرو کی کج نگاہ ہی دیکھ
یہ کیا ہے زلف سحر ساز جس کے دیکھے سوں
تری یہ تیغ تغافل سوں خلق ہوئی تسمل
تری زلف سوں لیے کافراں سرشتہ کفر
شرم سوں مصر بے جا کے ماہ کنغانی
تو حاصل اس کوں نہ ہوئے سوائے حیرانی
تری زلف ہے جسے باعث پریشانی
کہ عاشقاں کوں سی سونگ عید قربانی
کہ تجھ عہد میں ہے جور و جفا کی ارزانی
مرے نزدیک وفا کی ہے جیوں فراوانی
غذائے خون جگر ہو رہا س عریانی
کہ سر پہ آگ کا شعلہ ہے تاج سلطانی
ننگے کے حال پہ جیوں موسم زمستانی
عیان دسے ہے اسے صورت پشیمانی
ڈبے ہیں آب میں سر تا قدم الیمانی
گئی ہے عابد و زاہد کی سبجہ گردانی
رہے ہیں دنگ ہو جیوں کر نگاہ قربانی
ترے جمال سوں ہے رونق مسلمانی

کھڑے ہوئے پہ کیے سرو سے کئی آزاد
 تری کے ملک سوں آکر ہوا سر اپا خوں
 ترے چمن کی صبا گر کرے چراغ کوں گل
 حسن کا ملک اچھو تجھ اُپر مسلم نیت
 ولی یہ وقت اگر اس قدم سوں عار سے
 امید وار ہوں تیری جناب سوں دائم
 عیاں ہے نام مبارک ترا محی الدین
 مکان حشر ہو فردوس کی نمن روشن
 بجائے خاک عجب کیا جو آ، کرے مسکن
 مشائخاں جو کیے ہیں مدام کسب شرف
 دو آفتاب نمط جگ منیں ہوا روشن
 بغیر عالم باطن کسی پہ ظاہر نہیں
 سخن ترا ہے نرک عارفان کے یوں مستند
 تری مدد سوں ہے اکثر ضعیف کوں توت
 جلالت کے یح و وقانون شفا کا کیوں بوجھے
 یہ ممکنات میں تمکین ترے پہ ہوئی ہے ختم
 ہے تجھ نرک نظری کوں حکم بدیہی کا
 یقین ہے یو کہ فلاطوں و بوعلی دونوں
 زمیں میں جا کے چھے منفعل ہو جیوں سبحا

ہنسی ہو، ہنس کوں دکھاوے تو گر خرامانی
 یہ لعل لب کے تماشے سوں رنگ مر جانی
 گل چراغ دے سے جیوں گل گلستانی
 اچھو ترے پہ مدد شہ سوار گیلانی
 دکھے دوپل منیں صنعاں سوں گئی پریشانی
 کہ دل مرے کوں کرے تو چراغ نورانی
 ترے اسم میں ہے خورشید کی درخشانی
 تری نگاہ کرے گر بہار افشانی
 تجھ آستاں کے اُپر سرمہ صفا ہانی
 تری جناب سے پائے ہیں قرب حقانی
 ترے جو نقش قدم پر گھسا ہے پیشانی
 ترے سننے میں جو ہیں راز ہائے پنہانی
 کہ جیوں کلام نبی یا کلام ربانی
 دیے ہیں مور کوں بھاں حشمت سلیمانی
 جو تجھ سوں فیض زلیوے حکیم یونانی
 اتا جہاں منیں ہے مستنوع ترا ثانی
 عیاں ہے دل پہ ترے بس کہ راز سبحانی
 ترے نرک ہیں جیوں کو دک بستانی
 ترے آگے جو کیے دعویٰ سخن دانی

لہ مستند لہ کتاب معقول لہ محال لہ لہ لہ قسم حکمت

خدا کے فضل سوں مندر نشیں ہو تم اس کے
 تری گلی میں بیسے ہو جس کوں بستر خاک
 تری جناب سوں کینہ جو گئی کہ دل میں لکھے
 دونوں جہاں میں کرے فخر ہر سخنداں پر
 بنی ہے نور سوں جس کے یو شکل انسانی
 قصور ہے کہ منگے پھر کے قصر کیوانی
 تو اس یہ طعن کریں سب یہود و نصرانی
 تو گر قبول کرے اس ولی کی نادانی
 یقین ہے محلوں کہ گر یہ قصیدہ رنگیں
 سنیں تو وجد کریں انور تیا و خاقانی

درمدن حضرت شاہ وچیرہ الدین نور اللہ مرقدہ

ہوا ہے خلق اُپر پھر کے فضل سبحانی
 کیا ہے ابر نے رحمت سوں گوہر افشانی
 یہ آب صاف میں گوہر کوں دیکھ خجالت سوں
 صدق کے پیٹ میں گل کر ہوا ہے جیوں پانی
 تمام پات ”سبح بحمدہ“ کے بہ حکم
 زبان حال سوں کرتے ہیں ذکر سبحانی
 قطار قطرہ شبنم سوں آج سبزہ خضر
 لے سبجہ ہاتھ میں کہ تا ہے ادعیہ خوانی
 ہر ایک طرف جو ہوئی بس کہ ریش باراں
 کیا ہے آج تفرج نے جوش طوفانی
 اس آب روح فزا کے کمال لطف کوں دیکھ
 چھپا ہے پردہ ظلمت میں آب حیوانی
 ہوئی ہے غنچہ منن جگ کوں بس کہ جمعیت
 عجب ہے اب رہے سنبل منیں پریشانی

ہر ایک قطرہ شبنم ہے غیرت گوہر

ہر ایک پات پہ برس جو ابر نیسانی
ادب سوں حضرت حق کے زبکہ سمٹتی ہے

ہر اک کلی ہے سو جیوں کو دک دبستانی
چمن میں اس کے کرم نے دیا ہے حکمت سوں

ہر ایک پھول کی پھڑکی کوں رنگ مرجانی
یہ لطف دیکھ ہوا ہے دماغ بس کہ بحال

بدل ہوئی ہے اتنی حافظے سوں نیسانی
تمام ملک ہوا حق کے فضل سوں آباد

ہا نہیں ہے جگت میں نشان ویرانی
جو اس کے بھید کے پیاسے تھے و دیو پانی دیکھ

پے ہیں آب نمط راز ہائے پنہانی
زہے بہار حلاوت، زہے بہار طرب

کہ بلبلاں نے لیا شیوہ غزل خوانی
سو اس بہار میں آیا ہے عرس حضرت کا

ہوئی ہے پھر کے عیاں حشمت سلیمانی
چراغ گرد میں روغنے کے جو ہوئے روشن

ہر اک چراغ ہے جیوں آفتاب نورانی
ہوا ہے بس کہ طراوت سوں یہ مکاں سر سبز

ہر اک سفال پہ دستا ہے رنگ ریجانی

چراغ بھاں کے ستارے نمون ہیں گرداں نرت
 دیے ہیں چرخ کوں تعلیم سبجہ گردانی
 ہوا ہے گنبد پر نور آج طبلہ مشک
 ز بسکہ عود د عنبر کی ہوئی فراوانی
 قبر ہے آج لطافت سوں غیرت گل زار
 کیا ہے خلق نے اس پر جو بس گل افشانی
 و جسم روح اور اس کا ہے جسم مرقد پاک
 کہ جس کے گرد ملائک کریں سبق خوانی
 یو دین پاک میں بے شک ہے تو وجہ الدین
 عدم ہے آج زمین کے اُپر تراثانی
 تری طبع کوں دیا حق نے فہم پر مقصد
 تری زباں کوں سزاوار ہے سخن دانی
 ہے ملک دیں میں تری ذات کوں شہنشاہی
 ہے نعت علم ترا سکہ مسلمان
 ہر اک کوں اس سوں خبر نہیں ہے جگ کے صفحے پر
 تجھے جو کشف ہوئے راز ہائے پنہانی
 دیا ہے حق نے تجھے جامع الکالاتی
 عطا کیا ہے تری ذات کوں ہمہ دانی
 عجب نہیں ہے جو دیوے عقل کل کوں آج سبق
 جو اس جناب میں آکر کیا سبق خوانی

تجھ آفتاب سوں جو گئی کیا ہے کسب شرف
و د سرخ رو ہے سوں جیوں جو ہر بد خستانی
رہیں ایس میں ابھی دنگ ہو سو جیوں تصویر
ملائکاں جو دکھیں یہ جمال نورانی
خدا کی یاد میں از بس کہ محویت ہے تجھے
ہوئی ہے ختم تری ذات پر خدا دانی
تو وہ ہے فیض رساں جگ میں اے مبارک ذات
کہ تجھ سوں فیض لے عالم ان ربانی
تجھ آستاں پہ سرج تاکہ آ کرے سجدہ
ہوا ہے سر سوں قدم لگ تمام پیشانی
تری جناب سوں ہے فیض طالبان کون مدام
ترے کرم سوں ہے اکثر کون قرب حقانی
تری ہے ذات سراپا حقیقت انساں
اگرچہ حق نے دیا سب کون شکل انسانی
ترے کرم سوں ہو ادل خوشی سوں آج بدل
و د غم کہ طول میں تھا جیوں شب زمستانی
تجھ آستان مبارک پہ مثل نقش قدم
رکھے ہیں سس چہ ایرانی و چہ تورانی
تری جناب کا د و صحن ہے سراپا نور
کہ جس کی خاک پہ از سرمہ صفا ہانی

دو آبِ حُضْر سوں دل سر دکیوں نہ ہو دائم
 یہ حوضِ پاک سوں جو گئی گرا پیا پانی
 نزدیک حوض کے کنواں ہے آبروے زمیں
 کہ جس کی چاہ میں دائم ہے ماہ کنعانی
 عجب یہ جاے مبارک ہے موردرِ رحمت
 نہیں ہے رات کہ نہیں اس میں ذکر قرآنی
 دو فیض بخش ہے مسجد مکان برجستہ
 کہ جس کے وصف میں بولا ہوں کعبہ ثانی
 فلک پہ فخر زمیں گر کرے تو نہیں ہے عجب
 کہ اس کے سر پہ یہ گنبد ہے تاج خاقانی
 ہے آرسی کی منط مدرسہ یہ روشن و صاف
 نگاہ کو ہے تماشے سوں اس کے حیرانی
 ترے جو ذکر میں رہتے ہیں ذاکر اں دائم
 ہے ان کوں حضرت داؤد کی خوش الحانی
 کیے ہیں وصف ترے گرچہ صد ہزاراں نے
 دلی نے کیا مدح میں گلستانی

❖

نے قلم ہے مرا نے شکر سوں شیریں تر
 کیا ہوں بس کہ حلاوت سوں شکر افشانی
 لکھا ہے دل کوں وہی کے یہ مصرع عربی
 کہ اس قصیدہ بیاضی بود نہ دیوانی

ۛ

۱۷ اہل عجم کا خاص دستور تھا اور اب بھی عام رواج ہے کہ بہتر اور
 نفیس کلام کو دیوان سے الگ ایک بیاض میں بطور انتخاب درج
 کر لیا جاتا ہے۔ ایسے کلام کو اصطلاحاً بیاضی کہتے ہیں۔ یہ خیال کہ
 یہ اصطلاح قیاسی ہے ٹھیک نہیں جبکہ عربی ما مسلم استاد اپنے
 قصیدے میں کہتا ہے جو ابوالفتح کی شان میں لکھا ہے ۵
 زمانہ خواند فلک بر بیاض دیدہ نوشت
 کہ اس قصیدہ بیاضی بود نہ دیوانی

مثنویات

(۱)

الہی! دل اُپر دے عشق کا داغ
 الہی! عشق میں مشتاق کر مجھ
 شریعت کا جہاں ہے شارع عام
 عیاں کر دل اُپر رازہ طریقت
 پر کھنے معرفت کا جو ہر صاف
 چمن میں شوق کے دل کھول جیوں گل
 مجھے دے نقش گل سوں دل میں داناں
 برہ کی بارگہ میں مجکوں جا دے
 یہ دل معمور کر جیوں شیشہ، گل
 محبت کی عطا کر مے پرستی
 جہاں کی فکر سوں آزاد کر مجھ
 برہ کے باغ میں دے آبداری
 مجازی کی مجالس سوں جدار کھ
 حقیقت کی زلف کا کھول بتار

یقین کے نین میں سٹ کھل مازاغ
 اپس کا شوق کا مشتاق کر مجھ
 یہ تن کا دھا نچہ کر آغاز و انجام
 سننے پر کھول ابواب حقیقت
 اپس کے فیض سوں کر دل کوں صراف
 اسی گل کے اُپر کر دل کوں بلبل
 مرے مقصد کے روشن کر چراغاں
 مجھے اس شوق کی عشرت سدا دے
 پریشانی نہ دے مانند سنبل
 اپس کی معرفت کی بخش مستی
 اپس کی یاد سوں آباد کر مجھ
 ہمیشہ رکھ جھڑی نیناں کی جاری
 مجھے اس پنتھ سوں نا آشنا رکھ
 سو یک یک تار کا مجھ کر گرفتار

شتابی سوں دے لے ساقی مہرباں
 کہ خورشید نبوت کی مدح میں
 محمدؐ وہ کہ جس کے حق میں لولاک
 عجب گلزار ہے وہ منظر گل
 وہی ہے بے دلاں کا دل کشا باغ
 اسی کا ذکر ہے ایمان مومن
 وہی ہے باغ اقدس سرور دین
 کھلا کونین میں دو دین کا گل
 دو عالم جسم و دے ہے جان عالم
 دکھایا عاشقاں کوں عشق کی راہ
 ہوا جو گئی کہ اس گل سوں معطر
 کیا حق اس رسول ارواح خاطر
 ہوا جب چار باغ دین روشن
 سنواری گریں اس کے چار دیوار
 وہیں مقبول درگاہ صمد کے
 دے لے ساقی پیائے جام دو چار
 جو بخشنے دو مجھے یک جوش مستی

برہ کا جام جیوں سورج درختاں
 کنول دل کا کھلا سینہ کے دہج میں
 کہا ہے خالق املاک و افلاک
 کہ ہے اس باغ کا خورشید اک گل
 وہی ہے عاشقاں کا مرہم داغ
 اسی کا یاد اطمینان مومن
 کہ جس کے باغ کا رضواں ہے گل چین
 دو جگ مشتاق اس کے مثل بلبل
 نبیاں اُمر اوہی سلطان عالم
 کیا عارف کوں عرفاں بیچ آگاہ
 رہا وہ مست ہو، تار و ز محشر
 مرتب چار دیوار عناصر
 شریعت کا کھلا اس بیچ گلشن
 حقیقت میں سمجھ، ہیں یار و چار
 وہی ہیں منتخب اس چار حد کے
 کہ مائل ہوں اسی مے کا میں لاچار
 فراموشی میں بھولے خود پرستی

⋮

لے دہ، دیکھو فرہنگ

در تعریف شہر سورت

عجب شہزادوں میں ہے پر نور یک شہر
 آہے مشہور اس کا نام سورت
 جلالت کی آنکھ کا گویا ہے یہ نور
 شہر جیوں منتخب دیوان ہے سب
 سرج سن آب اس کی جگ میں کانپا
 کنارے اس کے اک دریاے تپتی
 کیا سب تن خجالت سوں یہ جیوں عرق
 شہر سوں ہے دو ہم بازو ہمیشہ
 کہ آب خضر کی ہے اس میں تاثیر
 وہاں اثنان جب کرتا ہے عالم
 عجب قلعہ ہے وہاں اک باقرینہ
 نرک قلعہ کے باڑا گھاٹ، وہاں
 آہے اس عاشریہ پر جائے آرام

بلا شک و دو ہے جگ میں مقصد ہر
 کہ جاوے جس کے دیکھے سوں کدورت
 اچھو اس نور سوں ہر چشم بد دور
 ملاحظت کی دو گویا کھان ہے سب
 سمندر موج زن رگ رگ میں کانپا
 کہ دنیا دیکھنے کوں اس کے پٹی
 ہو اد ریایا پس کے عرق میں غرق
 دریا سوں ہے دو ہم پہلو ہمیشہ
 ہو ادیتی ہے اس کی یاد کشمیر
 صبح اور شام تپ کر تا ہے عالم
 کہ جیوں انگشتری او پر نگینہ
 کہ دائم گل رخاں کا ہاٹ، وہاں
 طلسمی باغ وہاں ہوتا ہے ہر شام

لے تب = تپ، بمعنی عبادت۔

اے بلبل پاک یعنی سوں نظر کر
 کھلے ہیں ہر طرف رخسار کے گل
 جو کئی دیکھا ہے اس کا باغ رخسار
 جو ہیں وہ محض تصویرات اخلاص
 کہاں ہے ساقی اخلاص انگیز؟
 صفائی سوں کھلے مجھ جو کا باغ
 آہے 'سورت' حقیقت کی نشانی
 شرافت میں یہ ہے جیوں باب مکہ
 اگر دیکھے ہیں لوگاں شام و تبریز
 کہ اس بھیت کئی ایسے ہیں تجار
 اتنی آتش پرستاں کی ہے بستی
 فرنگی اس میں آتے ہیں گلہ پوش
 وہاں ساکن آتے ہیں اہل مذہب
 اگرچہ سب ہیں ووا بنائے آدم
 بھری ہے سیرت و صورت سوں سورت
 ختم ہے امر داں اوپر صفائی
 سبھا اندر کی ہے ہر اک قدم میں
 کیشن کی گویاں کی نہیں ہے نسل
 زلف اور لکھ کے طالب سوں کچھ بات
 ہزاراں اس سب شیدا ہیں بلبل
 نہ کوئی دقت سوں کھینچے شوخ چنچل

کثافت کی نظر سوں بس حذر کر
 ہر اک گل کے نرک وہاں پر ہے سنبھل
 ہوا اک دید میں وہ محمود دیدار
 سو عاشق پوری میں وہ پیچھے میں خاص
 محبت کی کرے مے مجھ آپہ ریزہ!
 کروں اُس ڈر دے کوں مرہم داغ
 کہ ہیں معمور وہاں اہل معانی
 تو ہے سب ملک پر اس کا جو سکہ
 نہ دیکھا کوئی ایسا ملک زر خیز
 کہ قاروں کوں نہیں ان کے نرک بار
 سکھے نرود و اں آتش پرستی
 عدد وہاں جن کی گنتی میں ہے بے ہوش
 کہ گنتی میں نہ آویں اُن کے مشرب
 ولے بیش میں زنگا رنگ عالم
 ہر اک صورت ہے وہاں انمول صورت
 ولے ہے بیشتر حسن نسائی
 چھپا اندر سبھا کوں لے عدم میں
 آہیں سب گویاں وہ نقل یہ اصل
 جسے ہر دن ہے عید اور رات شبرات
 کہ ہیں وہاں غنچہ لب داما گل
 وہ لکھ کے باغ میں دیوار آنجل

نظر بھر کر دکھو ہر گل بدن کوں
 آہے واں عاشقاں کوں عام آواز
 کسی کوں نہیں نظر بازی بنا چین
 ہر اک لب ہیں سو جیوں یا قوت انمول
 دو باتاں نہیں سراپا ہے مٹھا قند
 پڑا شیریں بچن سن اس کے بس جو
 ہوا ان کوں نکلنا کام دشوار
 شہر بھیر جو آوے کھان کا دن
 ہر اک جانب دکھوں میں فوج در فوج
 نین کی بیٹھ کشتی پر تو اے پاک
 مہرباں ہو کے اے ساقی کوثر
 افس کے لطف سوں کر دے عطا ہے
 جو اس نشے میں دریا کوں کروں طے

عبت باتاں ہیں بس کر اے ولی تو
 نہ کر مقصد سوں اپنے کا ہلی لہ تو

ۛ

لہ یہ اشعار بھی شنوی نمبر کے ہم وزن ہیں بعض دیوانوں میں یہ دونوں ٹکڑے
 بلا فصل لکھے ہوئے ہیں۔ یہاں مضمون کی نوعیت دیکھ کر جدا جدا درج کیا
 گیا ہے۔ اس مشنوی کے آخر شعر کا دوسرا مصرع اس خیال کی تائید کرتا
 ہے کہ یہ دونوں شنویاں غالباً کسی اور شنوی کے حصے ہیں۔

قطعہ در فراق گجرات

گجرات کے فراق سوں ہے خار خار دل
بے تاب ہے بسے منیں آتش بہار دل
مرہم نہیں ہے اس کے زخم کا جہاں منیں
شمشیر ہجر سوں جو ہوا ہے فگار دل
اول سوں تھا ضعیف پہ پابستہ سوز میں
جیوں بال ہے اگن کے اُپر بے قرار دل
اس سیر کے نشے سوں اول تر دماغ تھا
آخر کوں اس فراق میں کھینچا خمار دل
میرے بسنے میں آ کے چمن دیکھ عشق کا
ہے جوش خوں سوں تن میں مرے لالہ زار دل
حاصل کیا ہوں جگ میں سراپا شکستگی
دیکھا ہے مجھ شکست سوں صبح بہار دل
ہجرت سے دوستان کے ہوا جی مرا گداز
عشرت کے پیرہن کوں کیا تار تار دل

ہر آشنا کی یاد کی گرمی سوں تن میں
 مردم ہے بے قرار مثال شرار دل
 سب عاشقاں حضور اچھے تاکہ سرخ رو
 اپنا اپس کے خوں سوں کیا ہے نگار دل
 حاصل ہوا ہے مجکوں نثر مجھ شکست سوں
 پایا ہے چاک چاک ہو شکل انار دل
 مجرمن ہوا ہے بدن سوز ہجر سوں
 اسپند کی مثال ہے آتش سوار دل
 افسوس ہے تمام کہ آخر کوں دوستاں
 اس میکرے سوں اٹھ کے جلا سُدھ بسار دل
 لیکن ہزار شکر و کی حق کے فیض سوں
 پھر اس کے دیکھنے کا ہے امیدوار دن

ضمیمہ (الف)

ذیل کی غزلیں کلیاتِ دلی (طبع سوم، انجمن ترقی اردو
کراچی) کے متن میں شامل تھیں لیکن ان کی تصدیق محمد شاہی
دور کے معتبر نسخوں سے ابھی تک نہیں ہو سکی اس لیے ضمیمے میں
دی جا رہی ہیں بعد میں اگر تصدیق ہو گئی تو متن میں شامل کی جا سکتی
ہیں۔ ہاشمی

(۱)

آج کی رین مجھ کوں خواب نہ تھا
خون دل کوں کیا تھا میں نہیں نوش
آج کی رین درد و غم میاں نے
مجلس شوخ میں مجھے کچھ بھی
تک تلمطف سوں آ کے مل جاتا
ماہ اندھکار تھا کہ جیوں میرے
آہ پر آہ کھینچتا تھا میں
کیا سبب تھا جو خود نہیں آیا
کلہ شوخ اے دلی کرنا
دونوں آنکھیاں میں غیر آب نہ تھا
اور شیشے میں شراب نہ تھا
کوئی مجھ سار کا خراب نہ تھا
حجت وصل کوں جواب نہ تھا
اُس کے نزدیک کچھ عذاب نہ تھا
پاس میرا جو ماہ تاب نہ تھا
آج کی رات کچھ حساب نہ تھا
کہ اے مجھ سستی حجاب نہ تھا
ہر کسی کن تجھے صواب نہ تھا

(۲)

و و باندھا جب گلابی سر پہ پھیٹا
چمن سین بلبلاں آ کے چھپیٹا
دیا ایسی ادا میں بیچ پر بیچ
کہ کئی عاشق کے جی اُس میں لپیٹا
ترے مکھ پر تجلی بہوت دستی
مگر توں حسن کا معدن سمیٹا

ولی! مرہم نہیں اس کا کسی طور
کہ جن نے عشق کا کھایا جھپیٹا

(۳)

یار و سلام میرا اس یار میں کہو جا
مجھ ہیج کے یو دکھ کوں دلدار میں کہو جا
جلتا ہوں درس بن اب حالت نہیں ہے مجھ میں
یو سب مری مصیبت عیار میں کہو جا
کیتا ہے مگر تونت آرحم کر و گر نہ
واللہ میں مروں گا مکار میں کہو جا
مجھ دل کی ابتری کوں اللہ کاڑنے تم
کا کل میں اس کی یار و بہر تار میں کہو جا
مجروح دل کوں میرے ناز و اداسوں
بیگی علاج کر ناظرار میں کہو جا

تجھ وصل بن ولی کا جاتا ہے جو بدن سول
ٹک ا کے دیکھ جانا غم خوار میں کہو جا

(۴)

اس سید پرنت اچھو سا یہ سدا رحمان کا
جس کے لبوں کے رشک سوں دل خوں ہو امر جان کا
اس گلشن رخسار پر جو گئی کرے گر یک نظر
خطرہ نہ لاوے دل بھتر و وجنت رضوان کا
جن نے نظر نہ یرونہ بر صفحے پہ اُس مکھ کے کیا
گویا کہ کیتا ختم ہے سو بار و دستران کا

۳۸۳

سبز انہیں آغاز یو، دستا ہے جو اس مکھ اُپر
 یو حسن کے مصحف اُپر خوش خطا ہے ریحان کا
 ابرو کماناں کھینچ کر، پلکاں کے تیراں کوں لگا
 جاتا ہے کس کے قتل کوں ووشوخ خوئیس شار کا
 جامہ گلابی بر میں کر ساغر نین صہبا سوں بھر
 کرنے دوانا کس مگر رہزن چلیا ایمان کا
 درشن بدل اس ماہ کی ہے آرزو زہرہ کوں نت
 مجلس میں اس کی آئے کرگانے کے تئیں یک تان کا
 اے سیخ تیرے حکم میں ووشوخ کیوں کر آئے گا
 اچھٹا سجا ہے سر اُپر ان نے جو نافرمان کا
 دکھن میں تیرے شعر سن شوقی ہوئے تیرے ولی
 جس کے لگیا ہے دل کے تئیں خوش شعر تجھ دیوان کا

(۵)

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سوں کہوں گا
 جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا
 دی باد شہی حق نے تجھے حسن نگر کی
 یو کشور ایراں میں سلیمان سوں کہوں گا
 تعریف ترے قد کی الف وار سری جن
 جاسر وگلتاں کوں خوش الحماں سوں کہوں گا
 مجھ پر نہ کرو ظلم تم اے لیلیٰ خواہاں
 مجنوں ہوں ترے غم کوں بیاباں سوں کہوں گا

۳۸۴

دیکھا ہوں تجھے خواب میں اے مایہ خوبی
 اس خواب کو جا یوسف کنعاں سوں کہوں گا
 جلتا ہوں شب و روز ترے غم میں اے ساجن
 یہ سوز ترا مشعل سوزاں سوں کہوں گا
 یک نقطہ ترے صفحہ رخ پر نہیں بے جا
 اس مکھ کو ترے صفحہ قرآں سوں کہوں گا
 قربان پری مکھ پہ ہوئی چوب سی جل کر
 یہ بات عجائب مہ تاباں سوں کہوں گا
 بے صبر نہ ہو اے ولی اس درد سوں ہرگز
 جلتا ہوں ترے درد میں درماں سوں کہوں گا

(۶)

سرو قد تجھ پہ وار کر ڈالا	سے پو شمشاد تیرا متوالا
چہرہ نسرخ خال مشکیں سوں	نقل اٹھائے ہیں دیکھ سب لالا
کیوں تماشے چلیا چمن کتوں	سرو قد تجھ انگے ہے کیا بالالا
ہنسلی تجھ گل میں دیکھ کہتے ہیں	چاند سیں مکھ کا ہے گایو ہالا
نین مرگوں کی گھاس پکڑے مکھ	دیکھ تیری انکھیاں کا دُنبالا
طرہ زر لباس سبز یہ دیکھ	سروا پر آگ کا ہے پر کالالا
جب سوں آیا میں عشق کی رہ میں	باغ فردوس دل سینتیں جالالا
جب چلیا دو کمر میں خنجر رکھ	عاشقاں کا خدا ہے رکھوالالا

لے ن ۲ دن ۸ معاصر میں یہ غزل ہے لے یہ شعر ۸ میں نہیں ہے۔

قہرسوں جب چلیا و غصے میں صفت عشاق سب دیے تالا
 سرعشاق سب اکٹھے کر ہات میں لے چلا ہے مندا لا
 سحر جادو میں تجھ نین سا نہیں سب پھرا دیکھ شہر بنگالا
 توں رقیباں سوں زینہارہ مل بے توقف کر ان کاموں کالا
 ہنس کے تجھ خط کو دیکھ بولے ولی آئے
 چاند سے منہ کا ہے گایو ہالا

(۷)

جب سوں دیکھا ہوں مست متوالا ہوش تب سوں ہوا ہے متوالا
 کیوں ہوا ہے تو ہم سوں نافرمان داغ دیتا ہے تجھ بت لالا
 جب سوں ورد زباں ہے نام مونا اشک غلطاں ہیں ہاتھ میں مالا
 تیر مڑگاں سوں دل مشبک ہے جب سوں لاگانگاہ کا بھالا
 جلوہ گر جب سوں سر و قد ہے ترا سیر کرتا ہوں عالم بالا
 بال پن سوں لگانے نیہ ترا کیوں تو دیتا ہے اب مجھے بالا
 سوز یار و گداز ہے ہمد م مونس جاں ہے آہ ہو رنالا
 کال ہے بعد وصل ہجوری روز ہجراں کا ہونے معنہ کالا
 کامرودیس ہے ترا کو چا نہیں غلط ہے یو شہر بنگالا
 اینٹھتا ہے رقیب ہم سوں ولی
 موت میں پیچ کھائے سروالا

۱۵ یہ مقطع ن ۸ سے لیا گیا ہے لیکن ولی کا معلوم نہیں ہوتا۔
 ۱۶ یہ شعر نسخہ ۸ میں نہیں ہے۔

(۸)

رخ ترالے پر سنا نہ خواب ہوا یو جدائی مجھے عذاب ہوا
ہجر تیری کی آگ پر دل جل آہ کے تیج میں کباب ہوا
عشق کی بزم میں بجانے مجھ سب رگاں تارتن رباب ہوا
مجھ ترا جعفری منن مت رکھ رخ ترا گر گل گلاب ہوا
خون دل کھنچنے کو ہر یک نین اے دلا شیشہ شراب ہوا
عشق پیچاں نے، حال میرا دیکھ تاب نالا کے تیج و تاب ہوا
تیرے دیوان حسن میں جاناں بیت ابرو کا انتخاب ہوا
قول اپنے سے مت پھر اے سا جن گر پھرا تو اسے عتاب ہوا
عشق کے درس کے بھتر فریاد بحث تیری سوں لاجواب ہوا

اب ولی سوں نہ ہو توں روگر دال

تیرے کارن جو و و خراب ہوا

(۹)

کفنی پنھا کے مجھ کوں لباسی کیا پیا یک جو ایک دل میں دو بھاسی کیا پیا
اس کا فراق یار بھوت عشق کا چڑھا مٹ میں برہ کے مجھ کوں سنیا سی کیا پیا
ہے عین، شین، قات تو مجھ دال لام میں مجھ پر اسی کے گھر میں کاسی کیا پیا
اپنی برہ کی تیغ سوں مجھ دل کوں کاٹ کا مجھ زندگی سوں آہ ادا سی کیا پیا

تا حشر دے ولی کوں کفن اپنے عشق کا

ہے برہ کی قبر میں باسی کیا پیا

(۱۰)

بیت ابرو ز بس خیال کیا اپنے تن کوں میں جیوں ہلال کیا

۳۸۷

س برہمن بچے نے شہر شہر بید
 تیغ ابرو کوں پند مال کیا دکان
 ماہی دل شکار کرنے کوں
 کھول زلفاں سجن نے حال کیا
 مخمل اوپر نہیں ہے خواب مجھے
 جب سوں آغوش کا خیال کیا
 غیر دشنام نہیں سنا ہے ولی
 جب سجن پاس عرض حال کیا

ردیف ٹ

(۱۱)

جب سوں دیکھا ہوں زلف کی میں لٹ
 یاد میں اس کی تن گیا سب گھٹ
 ہوش اڑ کر گیا ہے میرا دیکھ
 پیچ چیرے ترے کی سب لٹ پٹ
 جاوے تجھ مکھ انکے سوں رستم ٹل
 گرد و غم ترے ترے کا دیکھے تھٹ
 اور نہیں کام مجھ کوں کچھ سا جن
 عشق تیرے کا سب مجھ کھٹ پٹ
 ہجر تیرے سوں اے پر ہی پیکر
 اشک پڑتے ہیں چشم میں ٹپ ٹپ
 خاک مکھ پر لگا کے جو گی ہو
 لے کے بیٹھا ہوں تجھ برہ کی منٹ
 تجھ بنا اب نہیں مجھے طاقت
 کب تلک جو کروں اپس کا کھٹ
 تب میں مجنوں منن ہو پھرتا ہوں
 جب سوں تجھ مکھ کی مجھ لگی ہے چوٹ
 اب ولی پر پسا رحم کر توں
 کب تلک اس سستی لے گا ہٹ

لے یہ غزل انجن کے صرف ن ۳ میں ہے۔

۳۸۸

ردیف ث

(۱۲)

شوخ ترکش دل رُبا ہے الغیاث
دشمن مہر و وفا ہے الغیاث
ووقیامت قامت رُشک پر سیا
حق میں ہمنما کے بلا ہے الغیاث
ہر نگاہ یار، خوش انداز یار
دل پہ میرے بے خطا ہے الغیاث
عاشقوں کے حق منیں ووشوخ طبع
بے میا ہے پر جفا ہے الغیاث
ووہلال ابرو بہ رنگ ماہِ نو
ان دنوں میں کلم نما ہے الغیاث
پائمال و تاتل رنگیں ادا
خون عاشق بر ملا ہے الغیاث
بس کہ ہے بے مہر و دخوں خوار دل
خون دل میرا پیا ہے الغیاث
دام میں زلف کمند انداز کے
آولی بے دل پھنسا ہے الغیاث

(۱۳)

اے بلبل زباں تو نہ کراختیار بخت
سے باغ دہریں گل آتش بہار بخت
توڑیا ہے سنگ خار اسینہ جو ہر آپ کا
ناقص ستیں کیا ہے جو کامل عیار بخت
نہیں عالم شہود میں حجت کوں راہ دخل
حیران عشق کوں نہ کرے بے قرار بخت
دیکھا نہیں ہے پھر کے کدھو صورتِ قار
بزم جہاں میں جس کوں کیا بے وقار بخت

۱۵ یہ غزل اشرف کی ہے

۱۶ ایضاً " " "

برجائے اس کو ابن شیاطین کہوں اگر
جگ میں جو گئی کیا ہے ولی اختیار بحث

ردیف

(۱۴)

شراب شوق سوں تیری ہوا بنائے قدح
ترے دونین دسین مجھ کوں خوش نمائے قدح
ولی ہے مست قدح راز دار وحدت کا
نہ حاجت اس کوں صراحی نہ ابتغائے قدح

ردیف

(۱۵)

جب سوں و وگل بدن ہے میرے پاس
جو دیکھا اے پر کا تری تصویر
کیوں چھپاتی ہوا اپنے سینے کوں
تنبہ آب زندگانی ہوں
دیکھ تجھ کوں ادا اس اے جانان
گلشن دل تمام ہے خوش باس
گم کیا ہے اپس سوں ہوش و حواس
دل میں آتا ہے کچھ کا کچھ و سواس
بوسہ دے کر کجھا تو میری پیاس
دل مرا مجھ سستی ہوا ہے ادا اس

لے یہ غزل اشرف کی ہے۔

مجھ سوں مت کہہ لباس کی کچھ بات معتبر نہیں ہے عاشقی میں لباس
 اے ولی رات دن ہے دل میں مرے
 اس پر کارو کے دیکھنے کی آس

(۱۶۱)

جب لگ ہے چمن بیچ بہار گل و زرگس
 ہے باغ سخن بیچ بہار گل و زرگس
 وحدت کے گلستاں کا چمن حسن ہے تیرا
 پھولا ہے چمن بیچ بہار گل و زرگس
 تارے نہیں یو باغ فلک بیچ جو دستے
 گلشن ہے گلن ہے بیچ بہار گل و زرگس
 زرگس کے تاشے کوں گلستاں میں نکو جا
 ہے چشم سخن بیچ بہار گل و زرگس
 اس شوخ کی بیمار انکھاں دیکھ ولی توں
 خواہش ہے جو من بیچ بہار گل و زرگس

(۱۷۱)

شوخ آتا نہیں ہزار افسوس مکھ دکھاتا نہیں ہزار افسوس
 مطرب نغمہ ساز محفل عشق تان گاتا نہیں ہزار افسوس
 بزم عشرت میں جام لب سوں پیا مے پلاتا نہیں ہزار افسوس
 دو سخن ناز سوں بھلی باتاں من میں لاتا نہیں ہزار افسوس

۱۷۱ یہ دونوں غزلیں اشرف کی ہیں۔

سیم نگر کی راہ غیر وئی
کوئی پاتا نہیں ہزار افسوس

ردیف شش

(۱۸)

نہیں خطا گرد لعل شوخ مے نوش ہو ا ہے چشمہ خورشید خس پوش
خمار حشر سوں کیا باک اس کوں جو تیرے شوق کی مے سوں ہیں مد پوش
ہوا ہے جلوہ گر تجھ حسن کا نور چراغ محفل خوبی ہے خاموش
ترے جلوے سوں ہے گل تازہ و ترء چمن میں بلبلوں کا ہر طرف جوش
جو دیکھا اے ہلال ابرو تر اردو دو صبح عید سوں نت ہے ہم آغوش
کیا جب بر میں زریں جامہ ووشو ہو ا خورشید محشر سایہ مد پوش

وئی کو یاد تیرا دم بدم ہے
نہیں گئی آن خاطر سوں فراموش

ردیف ص

(۱۹)

ہر اوج حسن کی جھلکار کا ہوں میں حر لیں
جلوہ خسارہ دل دار کا ہوں میں حر لیں

۱۲۵ یہ دونوں غزلیں اشرف کی ہیں

۳۹۲

شیشہ دل میں مرے ہے بادۂ لعل پیا
 اس سبب جسم کافر سرشار کا ہوں میں حریم
 ذوق دل کوں کیونکہ لذت بخش ہوئے شہد و شکر
 بوسہ شیرین لعل یار کا ہوں میں حریم
 تلخ باتوں سے ہر یک کے کیوں نہ ہوئے ترش رو
 اس شکر لب کی مٹھی گفتار کا ہوں میں حریم
 ہے حلاوت بخش ذوق دل ترا شیریں بچکن
 اس سبب تیرے وئی اشعار کا ہوں میں حریم

(۲۰)

خود بخود دل نہیں ہوا ہے حریم
 ذوق دیدار یار ہے جس کوں
 آہوے دل کے صید کرنے کوں
 مرنے کا سہ لیا گدائی کا
 ایک تل آپ سوں جدا نہ کرے
 خنجر ناز و تاتل خوں خوار
 نعمت دین کے طلب میں مدام
 کیوں نہ دوں نقد دل میں اپنا ولی
 نگہ چشم دل رہا ہے حریم

❖

لہ یہ غزل اشرف کی ہے۔

۳۶۳

ردیف ط

گلزار حسن یار میں ہے سبزہ زار خط لازم ہے بلبلوں کوں جو دکھیں بہار خط
 روشن سواد دیدہ دل کیوں نہ ہو سخن جوں سرمہ مجھ انکھیاں میں ترا ہے غبار خط
 یا قوت خط کوں دیکھ لب لعل شوخ کوں کرتا ہے نقد ہوش اپس کا نثار خط
 عنبر صفت ہمیشہ معطر دماغ ہے دیکھا جو موج بحر خط مشک بار خط
 پیو کے ولی و دولت بوس و کنار کا
 امیدوار مجکوں کیا روزگار خط

(۲۲۹)

جاتا ہے تو اوروں طرف سو مرتبہ اے سبز خط
 یک بار اس مخلص طرف کرتا نہیں رہ کوں غلط
 دلبر کے ہونٹوں کے تلے چاہ زرخ پر خوں نہیں
 سرخی سے لکھ کر لب کے تئیں بھی سرخ رکھے ہیں فقط
 از بس جدائی میں تری دل پر ہجوم غم ہوا
 جاری ہیں نت انکھیاں سوں میرے سیل انجھواں مثل شط
 دو جا نہیں کچھ مدعا اس عاشق جاں باز کوں
 ہے آرزو دل میں مرے پیتم کے ملنے کی فقط
 دکھنی زباں میں شعر سب لوگاں کہے ہیں اے ولی
 لیکن نہیں بولا کوئی ایک شعر خوشترزیں نمط

اے یہ غزل اشرف کی ہے ۱۷ یہ غزل ن ۳ و ۴ میں ہے۔

۳۹۲

ردیف ظ

(۲۳)

جو یار نہیں ہے مرے پاس از بہار چہ حظ
دگر و جھے نہ ہوے دل کا غم گسار چہ حظ
اگر چین میں نہیں باس میرے پیغم کی
تو میرے دل کوں ز گل گشت لالہ زار چہ حظ
ہوتا ہے جو مرا شاد اس کی ہنسی سوں
اگر جو ہنس کے نہ کہے بات گل عذار چہ حظ
کہے سنے سنی لوگاں کے بغض رکھ دل میں
اگر ہم نہ اچھے مہربان یار چہ حظ
وئی کے دل میں نہیں غیر سینہ صافی کچھ
اگر ملیا جو کپٹ سوں و و دل شکار چہ حظ

(۲۴)

سبحن کی خرد سالی پر خدا ناصر خدا حافظ
رقیباں کی ملامت سوں محمد مصطفیٰ حافظ
سبحن کے حسن افزوں پر خدایا تو اماں کرنا
کہ اس امید گلشن پر علی مرتضیٰ حافظ
سبحن کی تیغ ابر و سوں شہادت گاہ پاؤں میں
مرے اس قتل ہونے پر شہید کر بلا حافظ

لے یہ غزل ن ۳ و ۴ میں ہے لے یہ غزل ن ۱۲ و ۱۳ میں ہے۔

۳۹۵

سجن کا مکھ منور، نور آیت فال مصحف ہے
 کہ اہل نامراداں پر دعائے ہل اتی حافظ
 وئی غمگیں نہ ہو یہ بھید اسرار الہی ہے
 کہ تیری دست گیری پر نگاہ دل رہا حافظ

(۲۵)

یہی میں مانگتا ہوں رات اور دن تجھ سوں یا حافظ
 کہ اپنے حفظ میں رکھنا ہمیشہ مجھ کوں یا حافظ
 نہ ہو وے کیوں جہاں کے بیچ ہر مشکل مری آساں
 زباں صدق سوں میں دم بدم کہتا ہوں یا حافظ
 جس پر اس کے دائم جلوہ گو نور سعادت ہے
 کیا ہے حافظ قرآن توں نے جس کوں یا حافظ
 وہی محفوظ ہے نیت گردش دوراں کی آفت سوں
 جو کئی ورد زباں دل کیا ہے تحسکوں یا حافظ
 وئی پھر پھر کتا ہے اعتقاد صاف سوں ہر دم
 کہ اپنے حفظ میں رکھنا ہمیشہ مجھ کوں یا حافظ

(۲۶)

دیکھ ۵۲ یو جمع عند لپباں جمع غنچہ رگل کیا گریباں جمع
 اس مکاں سے تو بھاگ اے دانا جس مکاں میں ہوئے ہیں ناداں جمع
 عشق کے رمز سوں نہیں آگاہ کیا ہوا توں کیا کتا باں جمع

۵۲ یہ دونوں غزلیں اشرف کے دیوان میں بھی ہیں۔

گئی مقابل نہ آسکے اُس کے گر اچھیں جگ کے سارے خواہاں جمع
شاعروں میں اِس کا نام کیا
جب وئی نے کیا یو دیواں جمع

(۲۷)
عشق کی آگ سوں جلی ہے شمع سرستی تا قدم گلی ہے شمع
خنجر عشق سوں کٹا سرکوں مرغ سبیل ہو تلملی ہے شمع
جب سستی دیکھا تیرے نور کے تئیں یک قدم کہیں نہیں چلی ہے شمع
تجھ لگن بیچ بس کہ ہے ثابت جلنے سستی نہیں ملی ہے شمع
کیوں نہ روشن ہو بزم حسن وئی
یار کے مکھ سستی ملی ہے شمع

رویت و

(۲۸)
پھرتے ہیں تیرے عشق میں مجنوں ہو یاراں ہر طرف
کرتے ہیں تیرے برہ کے یک سر پکاراں ہر طرف
یو خال ہندو دیکھ کے تجھ مکھ ہوئے ہیں کافراں
نسبی مصلادال دے کے دین داراں ہر طرف

۱۷ یہ غزل اشرف کے دیوان میں ملتی ہے۔ ۱۷ ن۔ جائے
۱۷ یہ غزل صرف ن ہندوستانی میں ہے

مجروح ہو گئے عاشقاں تجھ جو ران کے دل اُپر
 شمشیر ابرو میں ترے لاگے جو دھاراں ہر طرف
 گلشن میں ہیں تجھ رشک میں لالہ گریباں چاک کر
 جیوں تجھ درس کے خوف میں رنگیں اناراں ہر طرف
 کھایا ہے سنبھل سر بسر لے جاں اپس میں دیکھ کر
 زلفاں کو تجھ رخسار پر پکڑے یوتاراں ہر طرف
 ہر ملک تیرا چشم میں ہر خوب رو کے حجاب یوں
 لاکیں ہے کاری سخت جوں خنجر کے دھاراں ہر طرف
 ہر جھاڑ پر تجھ عشق میں پڑھتیاں ہیں قمریاں مست
 اپنے گلے میں بھائے کر برہا کے ہاراں ہر طرف
 ملک تجھ محسن کوں دیکھ کر سب ہوش اپنا کھوے کر
 پڑھتے ہیں تیرا منقبت سب گل عذراں ہر طرف
 پڑتے ولی کے نین سوں انجھواں ایسی شدت ستمی
 برسے ہے جیوں بادل ستمی کڑ کے سوں باراں ہر طرف

(۳۹)

جانو اس راہ کوں سو کر تحقیق	قولو احب بنا فاین طریق
حق نے بخشا ہے جس کوں فکر عمیق	تجھ دہن کا کلام دو بوجھے
دور کر دل ستمی خیال دقیق	وانہ ہووے گا اس کمر کا پیچ
بس ہے مجھ عشق کی شراب رقیق	گر چہ ہے نشہ بادہ نو میں
کہ ملے مجھ سوں دور فنی شفیق	اے ولی آرزو سدا ہے یہا

لے یہ غزل ن ۵ اور ۷ میں ہے۔

۳۹۸

ردیف ل

(۳۰)

طالب ترے سو طالب مولیٰ ہوئے اتال
تب عاشقاں کی صفت میں تماشا ہوئے اتال
کئی دل زلف کے بند میں گرفتار ہیں ترے
ہو کر اسیر جگ منیں رسوا ہوئے اتال
تجھ کوں جگت میں حسن سوں نت آبرو رہے
خوبی سستی بہار کے دریا ہوئے اتال
تیری آنکھیاں کو دیکھ جتے مرگ تھے پھینچل
وحشی ہوا ٹھ کے جانب صحرا ہوئے اتال
جو تھے تماشا بین دکن کے چمن منیں
تجھ گل اُپر و د ببل شیدا ہوئے اتال
تیری صفت کے بیچ جو کرتا ولی ختم
تو شعر اس کے جگ میں ہویدا ہوئے اتال

(۳۱)

پیتم کے جمال پر لگا دل اب زندگی مجھ پہ ہوئی ہے مشکل
تجھ نین میں اس قدر ہے سختی گویا کہ رکھے ہیں دل اوپر
صیاد بجائے دانہ و دام کیتا ہے درست زلف اور تل

اے یہ غزل خم سے لی گئی ہے کسی نسخہ میں نہیں ملتی۔

نہیں کوئی نظیر جگ میں تیرا تجھ حسن پہ فیضِ حق ہے نازل
 تجھ عشق میں اے ہلالِ ابرو
 جیوں بدر و تکی ہے کامل

دلہت م

(۳۲)

ناز مت کر تجھے ادا کی قسم زلف و رخ ہے ترا جو لیل و نہار
 بے تکلف ہوں خدا کی قسم مجھ کوں واللیل والضحیٰ کی قسم
 سرو قد کوں کشیدہ قامت یار راست بولیا ہوں تجھ ادا کی قسم
 مصحفِ رخ ترا ہے صورتِ فخر مجھ کوں والنجم اذا ہوئی کی قسم
 ظلم مت کر سجن، وئی او پر
 تجھ کوں ہے شاہِ کربلا کی قسم

(۳۳)

خیر خواہاں میں ہوں خدا کی قسم خیر خواہاں میں ہوں خدا کی قسم
 کم نمائی کوں مدعا کر کر مت کہیں جا تجھے حیا کی قسم
 دیکھ اے شوخ تیرا بے باکی خون میں ہوں سدا رجا کی قسم
 یک قدم چھوڑ کر نہ جاؤں گا مجھ کوں ہو تیرا خاکِ پا کی قسم
 لطف سوں اطراف شہیدوں کے تجھ کوں ہے شاہِ کربلا کی قسم

لہ یہ غزل صرف ن معاصر میں ہے

۴۰۰

بس کہ رکھتا ہوں تجھ قدم کی یاد
عاشقوں کوں نہیں ہے موت سوں کام
دل ہوا خوں مرا حنا کی قسم
مرسد پاک اولیاء کی قسم
خاک درگاہ مصطفیٰ کی قسم
دل سوں اپنے نکال وہم و خطر
راہ سیدھی ہے رہنما کی قسم

اے ولی علم سوں یہ حاصل ہے

گل گل زار و رھل اتی کی قسم

(یہ غزل ایک جمنے سے ماخوذ تھی)

(۳۴)

زلف اس کی دو خم ہے خم کی قسم
اے صنم مجھ سوں کیوں نہیں ملتا
چشم معشوق جم ہے جم کی قسم
لعل تیرا دو نم ہے نم کی قسم
دل کوں تجھ باج ہے پریشانی
نین میرے دویم ہے یم کی قسم
کیا وفادار ہے سجن صاحب
جس کو دیکھے سوں دم ہے دم کی قسم

ہے ولی کی زباں میں شیرینی

اثر شعر سم ہے سم کی قسم (ن - ۲)

(۳۵)

دل لے جا تجھ کوں دل بری کی قسم
بیت برجستہ معنی رنگیں
کھول انکھیاں کوں ساحری کی قسم
ہے تری چشم عبہری کی قسم
مجھ کوں اس چیرہ زری کی قسم
ہے بہت جھلجھلاٹ تجھ رخ پر
ہے تصور ترا مرے دل میں
رات دن شیشہ و پری کی قسم

ٹک ولی کوں صنم گلے سوں لگا

تجھ کوں ہے بندہ پروری کی قسم (ن - ۳ و ۴)

۴۰۱

ردیف و

(۳۶)

لکھ تمس کا یو آفتاب رہو ذرہ ذرہ یو کامیاب رہو
یو پیشانی جو ہے ہلالِ منن حق سوں چہتا ہوں ماہتاب رہو
عاشقا اس کے پاس منگتے ہیں مے رہو یار ہو رہو باب رہو
بہوت دشنام دے کرم فرما لطف تمنا کا بے حساب رہو
مست اچھتا وکی یو شعر ترا
دشمنوں کا یہ دل کباب رہو

(۳۷)

نگہِ التفات مجھ طرف اے ماہ رو کرو
سینے کا زخم تارنگہ سوں رفو کرو
اے گلِ رخاں اپس کی تجلی سوں ایک بار
روشن چراغ خانہ ہر آرزو کرو
اس کی بھواں کی تیغ کے پانی سوں عاشقا
دائم نماز عشق کوں اول وضو کرو
مانند گل ہوا ہے یو دل چاک چاک آج
برجا ہے ہاتھ لے کے اگر اس کوں بو کرو
معشوق ہے بغل میں ولی یہ سناہوں میں
مت دل کے باج اس کوں کہیں جستجو کرو

لہ یہ غزل ن ۱ و معاصر میں ہے۔

۳۰۲

(۳۸)

پہ

عنچہ نمط تجھ باس کا دل پر ہن سب دن اچھو
مجھ نین کے نعلین میں تیرے چرن سب دن اچھو
پیاسے مجھاں دیکھ کر یوں ساقی کو تر ہوا
فردوس سوں ہے جلوہ گر یہ انجمن سب دن اچھو
تجھ یاد سوں راحت اچھو سب مومنوں کی جان میں
تیرے چرن کی خاک سوں روشن نین سب دن اچھو
دوسایہ قامت کیا پیدا گل و سنبل کے تئیں
رنگ گلستان ارم تیرے چرن سب دن اچھو
تیرے کرم کے ہاتھ سوں موسیٰ یٰ بیضا لیا
ہمدم دم عیسیٰ کا توں امرت چن سب دن اچھو
ہر دم طبع کے سیں پر تجھ یاد کے افسر رکھوں
تیری محبت کا رتن دل میں جتن سب دن اچھو
تجھ باج مخصوص جہاں دو ذات عالی چار ہیں
ان کی محبت کا ولی دل میں وطن سب دن اچھو

ردیف کی

(۳۹)

گیا ہے جب سوں سہی سردنو بہار کرے نگر کے پگ منیں انجھواں سوں ہے قطار کے
لہن ۱۲ ۱۲ ۱۳ اس غزل کی ردیف بعض نسخوں میں "گرے" ہے۔

۲۰۳

ہوا ہے بس کہ دو آنہ سجن کے قیامت کا
 قدم میں سرو کے ہے موج جو تبار کرے
 اگرچہ بندر ہا وصل ظاہری ہیں ولے
 خیال یار سوں دل کوں سکے حصار کرے
 دوراحت دل و جاں جب ہاں مقام کیا
 ہوا ہے درد دل و جاں بے قرار کرے
 میں اپنی آنکھوں کوں والٹد فرش راہ کرو
 گزر جو میری طرف کوں دو شہسوار کرے
 سجن کی بزم سوں کیوں جاسکوں وکی باہر
 کہ قید حلقہ گیسوئے تاب دار کرے

(۴۰)

دیکھ دستار بسنتی ساقی سرشار کی
 کھل گئی ہیں آج آنکھیاں زنگس بیمار کی
 بات رہ جائے گی قاصد وقت دہنے کا نہیں
 دل تڑپتا ہے شتابی لاخبر و لدار کی
 بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب
 بھول جاتا ہے ووسب کچھ دیکھ صورت یار کی
 معرکے میں عشق کے ہر بو الہوس کا کام کیا
 دیکھ حالت کیا ہوئی منصور سوں سردار کی
 اے وکی اس بے وفا کی مہربانی پر نہ بھول
 دل کا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتیں پیار کی

(۴۱)

ترے ہوٹاں کی لالی سوں معالی
 چھپی ہاتھوں میں جاہندی کی لالی
 تراقد دیکھ تجھ پاؤں پہ جھک جھک
 پڑی شمشاد کی ڈالی پہ ڈالی
 بیاں تجھ زلف کی سیاہی کا کیا کہوں
 کہ نہیں ہے مثل اس کے رات کالی

۴۰۴

تری شمشیر ابرو دیکھ ظالم
 خاری دیکھ تجھ انکھیاں کی بے کیف
 لیا شیروں نے جا کو ہوں کی جالی
 ہوئی ٹکڑے شراب پر تنگالی
 ترے مکھ کا دوانا ہو چمن میں
 گیا ہے پھول چمپا بھول مالی
 وئی پاؤں میں اس کے کچھ عجیب نہیں
 اگر چہ کر اٹھے سب نقش قالی

(۲۲)

زبس نرم ہیں پاؤں کے اُس تلے
 گرانی ستی بوے کی غش کرے
 کہ ریشم پہ رکھتے ہیں اٹھتے چھلے
 دو جب عطر جامے پہ اپنے ملے
 ادب سے اسے سرو سجدہ کرے
 کہ جب دو لٹکتا چمن میں چلے
 شمع اس کے مکھ پر ہو قربان تب
 پتنگ کی منن سرسوں پگ لگ چلے
 نظر گرم سوں ایک اس شوخ کی
 چمن میں گلاں کئی ہزاراں گلے
 دو مکھ دیکھ روشن سرج آپ سوں
 ایس تن کے تنیں جاں کر تلملے
 حرکت جو اس کان میں ڈر کے دیکھ
 دل عاشق کے مانند پارا ہلے
 کرے مشتری رشک جب ہاتھ میں
 کناری جو اس شوخ کی جھلملے
 وئی کے بچن دل کے دریا ستی
 نکلتے کہ جیسے دوران نر ملے

(۲۳)

چنے کی کلی رشک سوں کھلی
 گلاں چھوڑ کے سب چمن کے سجن
 تو پھینٹا سجیا سر پوجب صندی
 کریں شور بلبلاں تری آگلی

اے یہ غزل ہندوستانی اور ن معاصر میں ہے لہ ن معاصر و ہندوستانی

۲۰۵

تری تیغ ابرو کی دہشت سستی
 اگرچہ جلیں سب شمع پر تنگ
 بچکتی فلک کے اوپر بجلی
 ہے تجھ شمع پر شمع ساری جلی
 ترے لب، منسی کوں کہاں پہنچتی
 پر کا دیکھ تجھ مکھ کی جھلکار کوں
 قدم بوس کرنے کوں آدے چلی
 فراموش قانون حکمت کرے
 اگر مکھ کوں دیکھے ترے بوعلی

پڑے گر ترے بیچ میں زلفن کے
 ولایت بسر جائے اپنی وئی

(۴۴)

یہ تیغ ابرو کی جب دو جھاڑا ہے
 ایک غمزے سوں چشم کے ان نے
 کئی ہزاروں کوچی سے مارا ہے
 کئی چکاروں کے تئیں پچھاڑا ہے
 ان کی صورت کوں حق مصور ہو
 کھینچ کیا ناز سوں اتارا ہے
 ہر پلک عاشقوں کے جی کے تئیں
 کاٹنے کوں بس ایک آرا ہے
 کان کے ڈر کی کیا کروں تعریف
 پہلوے ماہ جیوں ستارا ہے
 اس کے سر چیرہ مقیشنی کا
 کیا جھلک اور عجب جھکارا ہے
 آج اس سیدا کی خوبی کا
 خیل پر یوں میں کیا پکارا ہے

حق سے مغرور ہو کے پھرتا ہے
 ہے وئی باز کیا بچا را ہے

اے یہ غزل نسخہ معاصر اور رسالہ ہندوستانی جنوری ۱۹۳۳ء
 میں ملتی ہے

(۴۳)

تجھ یاد کی تسبیح سوں سینہ مرا ملکوت ہے
تجھ عشق کا مجھ دل میں جبروت اور لاہوت ہے
جم گرچہ غالب دم پہ ہے قائم ہے جی تجھ دم ستمی
نہیں دم کی کچھ پروا اسے جو عاشق مہبوت ہے
تجھ روپ کے گلزار سوں تن من مرا گلشن ہوا
میرے نین میں تو سجن جیسے چند درجوت ہے
ثابت سجن کے عشق سوں جیوں حال تھا مسنور میں
یوں عشق میرا جگ منیں اثبات ہو مہبوت ہے
تجھ جان بن دل کا کفن بے شک کنول جیوں جاگ ہے
تجھ غم منیں جھک جھک سجن یہ تن مرا تابوت ہے

(۴۴)

تر کا زلف کے بیچ میں چھند ہے کہ جس چھند میں چند در چند ہے
خیال زلف تجھ رسا کا صنم عشا قاں کے دل کا علی بند ہے
برہ آگ تیرا مرے گھٹ منیں جو بندہ کیا بند در بند ہے
تکلم ہے تجھ لب سوں یوں خوش مزہ جو بے جا کیا شکر اور قند ہے
دوا نہ کیا ہے وکی کول سدا
تر کا زلف میں کیا سجن اچھند ہے

۱۴ یہ غزل خمسہ سے لی گئی ہے۔

۱۵ یہ غزل ن ۱ میں ہے۔

۲۰۶

چشم تیری جو مست و غلطاں ہے
 یو جو دو ہونٹھ و چشم مست ہوئے
 رحم کر، لطف کر، دکھا درشن
 تیرے پلکاں بھواں کماں ان کے
 تجھ زرخداں کی چاہ کے بھیتر
 خاتم حسن دیکھ تیرے ہاتھ
 دیکھ کر تجھ لبوں کی یوسرخی
 آج بازار حسن میں تیرے
 صد ہزاراں شمع رین میاں نے
 عشق تیرے کا جو ہوا ہو مرلیض
 آفریں شعر پر وئی کے سُن
 بولتے وہ کہ جو سخن داں ہے

تری آنکھیاں او پر از لبس بہار نیم خوابی ہے
 گویا مضمون جامی سوں یورنگ انتخابی ہے
 رہے کیوں ہوش عاشق کا سلامت دیکھ یواف
 تبسم ہے، نگہ ہے، زلف ہے چیرا گلابی ہے
 اٹھا ہے عشق کا شعلہ درس دے دل ربانی کے
 دکھانا آ کے مصحف کوں کہ یومسلہ کتابی ہے

اے ریغزل ن ۵ میں ہے۔

وئی اس بے وفا کے قول پر کیا اعتبار آوے
کہ ظالم ہے، دورنگی ہے، ستمگر ہے شرابی ہے

(۴۹)

سجن تجھ کان میں بالی کہو یہ کب سوں ڈالی ہے
نہ کہ بد نام پیروں کوں نہ کہہ پیروں کی بالی ہے
کئی مقصود ہے دنیا، کئی مطلوب جنت ہے
مجھے مقصود دنیا میں مرے یتیم کی گالی ہے
ستارے بخت کے میرے عزیزاں آج روشن ہیں

کہ اس آغوش میں دن رات ابروے ہلائی ہے
سری جن تو نہ جا مکتب میں ڈرتا ہوں معلم سوں
کہ اس دن ہاتھ میں اپنے معلم نے دوالی ہے
وئی حیران ہے یاراں عجب اپنے تماشے پر
ادھر یتیم کی گالی ہے ادھر لڑکوں کی تالی ہے

(۵۰)

گئے رات معراج عرش اُپر	بلغ العلیٰ بکمالہ
کھلے پردے بھید کے سر بسر	کشف الدُّجیٰ بجمالہ
ہوئی حق کی ان پہ سوجب نظر	حسنت جمیع خصالہ
ہوا حکم حق محباں اُپر	صلوا علیہ والہ

ضمیمہ (ب)

ذیل کی غزلیں یا صرف ان کے مطلعے کلیات و تی کے ضمیر اول میں شامل تھے۔ ان میں سے دو غزلوں کی تصدیق ہوگئی وہ داخل متن ہوگئیں جو مکرر تھیں یا الحاقی ثابت ہوئیں وہ خارج کی گئیں۔ اب بقیہ غزلوں کے صرف مطلعے درج کیے جا رہے ہیں۔ مطلع نمبر ۱۸ اور ۳۴ نئے ہیں اگر بعد میں کسی معتبر نسخے سے ان میں سے کسی کی تصدیق ہو سکی تو وہ غزل متن میں آئندہ شامل کی جا سکتی ہے۔ (ہاشمی)

(۱)

ناز نہیں ناز سوں صحن میں آ فرش گل سب ہوئے حین میں آ

(ن ۲ و معاصر)

(۲)

ہوا حق میں مرے خونخوار چیرا بندھیا جب سوں گلِ آنا چیرا

(ن - ۲)

(۳)

جاناں جفا کرے تو کہو کس سوں بولنا نادوستی دھرے تو کہو کس سے بولنا

(ن - ۱)

۴۱۰

(۴)

معشوق تیرے نام پر میں جیوسیں قربانی ہوا
بجھ عشق میں دل میں مرے سب نور نورانی ہوا

(ن-۱)

(۵)

حق نے کلید فہم سوں قفل سخن جب وا کیا
تب نقطہ گفتار نے دل پہ جا بر جا کیا (کذا)

(ن-۱)

(۶)

خدا نے تم کوں سخن شاہ بے نظیر کیا ترے جو خال ہے مکھ پر اُسے وزیر کیا

(ن-۱)

(۷)

کاں مرا صاحب افتخار گیا اس کے جانے میں سب وقار گیا

(ن-۱)

(۸)

رنگ خوبی کا گل عذار گیا حیف ہے نقد اعتبار گیا

(ن-۱)

(۹)

لامکاں پر بنا احمد جو بنا بٹھلایا تب ملائک نے وہیں صلوا علیکم گایا

(ن-۱)

(۱۰) آج آیا بزم میں دو یار مست ہم نگہ ہے مست و ہم و گفتار مست
(بیاض قدیم انجمن)

(۱۱) اس صنم کے ہاتھوں فریاد یار الٰہی شوخ کے غمزے ستمی بیدار الٰہی
(ن - ۱)

(۱۲) درد کوں میرے دوائیں الٰہی مرض کوں میرے شفا نہیں الٰہی
(ن ۷ و ۱۱)

(۱۳) ہوا ہوں سب ستمی بالخیر ثالث نہیں کئی حرف بے بالخیر ثالث
(ن - ۲)

(۱۴) اشک جو پڑتے ہیں منت مجھ چشم سے جھر جھر سفید
ہجر کے دوران منے دستے ہیں جیوں اختر سفید
(ن - ۲)

(۱۵) مجھے بعد از ہزاراں دن پری پیکر لکھا کاغذ
تسلی میں دلا سے میں دو سمیں بر لکھا کاغذ

(۱۶) صحن دل سے اٹھا غبار غبار کرتا ہے دو گر سوار سوار (ن - ۱)

(۱۷)

یو پنجہ ترے ہاتھ کا بیچ دار ہے دستا مرے جی کیتیں مثل مار

(ن - ہندستانی)

(۱۸)

نگاہ مست پر کارو ہے بادہ نوش ہونڈ بجائے خوشی ہے عشاق کا خروش ہونڈ

(ن ذاتی کرم خوردہ)

(۱۹)

بغیر حق کے نہیں ہے مجھے کسی سوں آس کر اُس ٹھیلے سجن کو لے آوے میرے پاس

(ن - ۲)

(۲۰)

سب گیا دن شام کو آیا نہ پاس نین کے قلم میں اب ڈوبی ہے آس

(ن - ۱)

(۲۱)

مجھ دل کو لینے اے صنم تجھ زلف کا ایک تار بس
کرنے مجھے قید فرنگ تجھ زلف کا زناز بس

(ن - ۱)

(۲۲)

سجن کا مکھ ہوا ہے نور آفتاب شعاع نخل ہراک کے انگے نور ماہتاب شعاع

(۲۳)

گر پڑے آنکھیاں میں میری اس کی صورت کی شعاع
موند لیوں آنکھیاں کیتیں تاکئی نہ پاوے اطلاع

(ن - ۷۰)

۴۱۳

(۲۴) ہر چند کہ افروز دکرے درد غم عشق عاشق نہ کرے نالہ درد ستم عشق

(۲۵) خوش بچن ہے مراد دلال گلال سب ادھر میں بھرا دلال گلال

(ن - ۱۰)

(۲۶) تیرے برہ کے منقہ میں رسوا ہوئے اتال تیرے نین کی جوت میں شیدا ہوئے اتال

(ن - ۱)

(۲۷) مجکوں تجھ یار دل ربا کی قسم ، قوس ابروے مرہ نما کی قسم

(۲۸) مجکوں اس صاحب ادا کی قسم حیرت افزا ہوں تو تیا کی قسم

(۲۹) ٹک لکھ دکھا ہمیں کون تمن کو خدا کی قسم ٹک بھر کے آنکھ دیکھو ہمیں کو خدا کی قسم

(۳۰) طرہ مشک بار کی ہے قسم سنبل تاب دار کی ہے قسم

(۳۱) پڑا ہے جان میں اندھکار لکھ دکھاؤ سجن وفا کی شرط نہیں دل کہیں لگاؤ سجن

(۳۲) ہے یہ دلبر مرا سعید سجن قفل مجھ دل کا ہے کلید سجن

(۳۳)

جگ میں ہے جلوہ بہار سجن ہر چمن میں ہے افتخار سجن (ن ۱)

(۳۴)

جیو کوں نس دن ترے بن بے قرار کا ہے سجن
درد میرا غم میں تیرے آہ و زاری کا ہے سجن
(ن - تفتی)

(۳۵)

عشق میں آ کے ناکل جاناں ہوش اپنے سوں بلکل جاناں

(۳۶)

اس سیداسوں یار و میرا سلام کہناں ہوں یاد میں تمھاری ہر صبح و شام کہناں

(۳۷)

پڑیا ہے رشک میں سورج رخ سید معالی سوں
رہا ہے زرد ہو ہو چنڈر اس کے لب کی لالی سوں
(ن - رسالہ ہندستانی)

(۳۸)

دوست مت رکھ رقیب بدگو کوں سرخ روئی نہ دے یہ رو کوں
(ن - رسالہ ہندستانی)

(۳۹)

بس ناز سوں سکھلائییاں اس غمزہ غماز کوں
دل لے لیا، جاں لے لیا، اب ہدر ہی نہیں ناز کوں

۲۱۵

(۴۰)
ہوا ہے رشک ہر و مشتری کوں سجن کی دیکھ دستار زری کوں
(ن - رسالہ ہندستانی)

(۴۱)
دلبر آدھر کوں تیرے کو شہ نہ کہوں تو کیا کہوں
میٹھے ترے لبوں کوں شکر نہ کہوں تو کیا کہوں

(۴۲)
ہیکل گلے میں جان میں مصحف نمون دھرتا ہوں میں
مانند حافظ یاد کرو و نام کو پڑھتا ہوں میں
(ن - ۱)

(۴۳)
مجلوں تجھ بن کسی سوں کام نہیں فکر ناموس ننگ و نام نہیں
(ن - ۱۲ و ۱۳)

(۴۴)
چشم مست شراب بولا ہوں دل کوں اپنے کباب بولا ہوں
(۴۵)
حسن کا تخت تجکوں میموں ہو جیو مکھ ترا ماہ و سال لالہ گوں ہو جیو

(۴۶)
صاف دل کوں اگر مدام رکھو جام جمشید کا مقام رکھو
(ن - رسالہ ہندستانی)

(۴۷) رحم سوں مجھ طرف پیا آ مکھ تاکہ دیکھوں تر اور روشن مکھ

(ن - ۲)

(۴۸) لب پہ تیرے یو خال دستا ہے عاشقوں کو زوال دستا ہے
تار زلفاں کے مار ہیں ہریک کال تجھ بال بال دستا ہے

(ن - معاصر)

(۴۹) نین راوت بکنگ بیٹھا ہے لے کے سو کی فرنگ بیٹھا ہے

(۵۰) تیرے نین دیکھ بھوں سمٹتا ہے باز ہو دل اُپر جھپٹتا ہے

(۵۱) دل و جان اس لٹک او پر فدا ہے ستم گر بے وفا یو کیا ادا ہے

(ن - معاصر)

(۵۲) سبز پھینٹے کوں رنگ نکلا ہے ہاتھ میں بے فرنگ نکلا ہے

(۵۳) معلوم نہیں کن نے مرے دل کوں لیا، کس شوخ ستم گر نے مجھے پیچ دیا،

(۵۴) اِس ناز و ادا چھب کوں دکھانا کیا قیامت ہے
دکھا پھر روٹھ جانا، کچھ چھپانا کیا قیامت ہے

(۵۵)

گل عذاروں کا صنم سردار ہے ملک خوبی کا سپہ سالار ہے

(۵۶)

رنج اچھے تو غم نہ کر بعد خزاں بہار ہے غم کے اندھاکے سوں نہ ڈرات کچھ نہار ہے
(ن - ۸ - فردیات)

(۵۷)

جاے صبا پیو کی طرف تجھ مر جا انعام ہے پیو کی خبر لا دے مجھے خدمت میں یہ پیغام ہے

(۵۸)

حسن کے کشور کا توں دیوان ہے سلطنت شاہاں میں تو سلطان ہے

(۵۹)

مل کے رہنا سجن عجب کچھ ہے ہنس کے کہنا سجن عجب کچھ ہے

(ن - ۲)

نوٹ :- مندرجہ بالا مطلعوں میں سے بعض پر نسخے کا نمبر درج نہیں کیا جاسکا۔ اور اب یاد نہیں کہ یہ غزلیں کس خاص نسخے میں تھیں۔ صرف اتنا یاد پڑتا ہے کہ ن نمبر (۸) سے بیشتر ہیں۔

(ہاشمی)

فرہنگ

اس فرہنگ میں ان لفظوں کی تشریح کی گئی ہے جو بہت عام نہیں یا جو اس زمانے میں مطلق رائج نہیں یا کم رائج ہیں۔ وئی کے زمانے میں جو زبان بولی جاتی تھی وہی شعر و سخن میں بھی جگہ پاتی تھی۔ لفظوں کی کتابت عربی یا فارسی قواعد کے مطابق بھی اور اردو کے تلفظ کی بنا پر اس کے خلاف بھی کی جاتی تھی۔ گویا حاتم نے جس چیز کو ۱۱۶۴ھ میں باقاعدہ تسلیم کیا اس پر عمل وئی ہی کے زمانے سے ہوتا آ رہا تھا، اختصار کے ساتھ ان کی چند صورتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ وہ الفاظ جن کے تلفظ اور املا میں آج کل کے تلفظ اور املا سے فرق ہے جیسے ننیں، نھیں، نیں (نہیں) گئی (کوئی) جمع کئیں۔ ہئی (ہوئی) سنا، سنہ، (سینہ) سرج (سورج) جنگل (جنگل) مٹھا (میٹھا) لجانے (لے جانے) بتی (بتی) اتا، اتا (اتنا) چھے (چاہے) جاں (جہاں) زریں (زریں) غصہ (غصہ) کبھو، کبھوں (کبھی) نفا (نفع) کوں (کو)۔ لوہو (لہو) اول (اول) ہوگے (ہو گئے) پلک (پلک) اسی (ایسی) وضا، وضاں (وضع) صبح (صبح) تسبی (تسبیح) شما یا شمع (شمع) چہتا ہوں (چاہتا ہوں) کاں (کہاں) یہاں (یہاں) نیں (نے) ہوئے (ہو)

مو (منہ) طبا (طبع) مہن (موہن) ہتا (ہوتا) عقل (عقل) جھٹا (جھوٹا)

نھانے (نہانے) سکھا (سوکھا) وغیرہ

۲۔ عربی اور فارسی کے الفاظ بھی کہیں بسکون، کہیں بہت حرکت اور وسط

مستعمل ہوئے ہیں جیسے حُسن، حَشْر، حَرْف، ختم، قَبْر، فِکْر، صَحْن، عَقْل،

مَدَح، یا مہربان (بجرت ثانی) وغیرہ

۳۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو اُس زمانے میں رائج تھیں مگر

اب وہ صحیح نہیں سمجھی جاتیں جیسے

(الف) ہندی الفاظ میں فارسی اضافت یا عطف مثلاً جامِ نین،

وعدہ کل وغیرہ

(ب) بعض قدیم بندشیں اور ترکیبیں جو اُس زمانے میں رائج تھیں

مثلاً غمزہ، خو، خوار، شمع مانند، سو، حجر، تو قامت (اضافت مقلوبی) وغیرہ

(ج) کبھی یائے معروف و مجہول کو ہم قافیہ کیا ہے۔ مثلاً عید کا قافیہ

بھید کے ساتھ۔ یا ز اور ض یا س اور ض کو باہم قافیہ کیا ہے مثلاً

درازی کا قافیہ قاضی، کے ساتھ یا نسل کا قافیہ اصل کے ساتھ، پڑھ

کا قافیہ (پکڑ) کے ساتھ

(د) کہیں وزن کی ضرورت سے کسی حرف کو گرا دیا ہے۔ مصرع

رکھتا ہے کیوں جفا کو مجھ پر روا اے ظالم

یہاں لفظ 'اے' کو بجائے فع کے وزن پر رکھنے کے صرف ایک حرکت

بھر رکھا ہے۔ اسی طرح لفظ 'مانند' کو اکثر اس طرح باندھا ہے کہ

تقطیع میں 'د' گرتی ہے۔

اسی طرح ولی کی زبان کی کسی خصوصیات ہیں جن پر مفصل طور سے

ڈاکٹر صدیقی صاحب نے بحث کی ہے یہاں اس کا دہرا نابلے فائدہ ہوگا
مختصر یہ کہ اُس عہد میں شعر کی ضرورتوں سے تخفیف، اشباع، حذف وغیرہ
کا عمل بہت عام تھا۔ اور ایک ہی لفظ کی کئی صورتیں شعر اور بول
چال دونوں میں رائج تھیں۔ اس لیے یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ وہی کلام
انہیں لفظوں یا شکلوں تک محدود ہے جو فرہنگ میں ملتے ہیں۔
اختصار کے لیے یہ رموز استعمال کیے ہیں۔

۱۔ (۰۰) اس علامت سے لفظ "یعنی" مراد ہے۔

۲۔ (=) اس علامت سے مطلب ہے کہ قوسیں کے باہر اور اندر

کے لفظ میں صرف تلفظ کا فرق ہے۔

۳۔ س سے سنسکرت، ع سے عربی، ف سے فارسی، ق سے

ہندی مراد ہے۔

۴۔ سہولت کے لیے سنسکرت لفظ کے حرف کبھی الگ الگ لکھے گئے ہیں۔

۵۔ مخلوطان، و، ی پر الٹا جزم اور و، اوری ما قبل مفتوح

پر سیدھا جزم دیا گیا ہے۔

آپس (= آپس) : آپ، خود	(الف)
اپس : آپ، اپنے، خود، خودی	اُپاس : بھوک، روزہ
(۲) آپس میں : آپس میں، خود	اُپاسی : بھوکا، روزہ دار، فاقہ کرنے والا
میں، آپ میں۔	اُپر (= اوپر) پر : کے اوپر
آپنا : اپنا	اُپراں : پر (کے) اوپر
اتا، اتا (اتی - اتی) : اتنا (اتنی)	اُپڑنا : دیکھو اُپڑنا

اُتَا، اُتَا، اتنا وغیرہ۔ اتاچ،

اتاچ، اتنا ہی وغیرہ

اتال: اب فوراً، تڑت پھرت

دہ۔ اُتاوَل۔ اتاولا، اُتاوَلی: جلدی

پھرتی، جلد باز، پھرتیلا، پھرتیلی

اُت پت (س: اُت پت)، اصل

خاندان

اتناچ (دیکھو اتا)

اُتیت (س۔ اُت تھ، ات تھ)

پر دیسی: اجنبی

اُٹکل جانا: اندازہ کر لینا، سمجھ جانا

اُٹکنا: رکنا، ٹھہرنا، ٹھٹھک کر ایک

جگہ رہ جانا

اُجان، اُجانا: بے جانا ہوا۔

اُجنا، اُچھنا: اُٹھنا

اُجھوں: اُچھی اُجھوں لگ: اُجھتا تک

اُچرج: اُچھنجا، تعجب

اُجنا، اُچھنا: (دیکھو اُچھنا۔)

اُچھنا: ہونا، رہنا۔

اُچھے، اُچھے: ہے

اُداسی، اُداس ہونا (۲) ایک

خاص مت کا فقیر

آدھار، ادھار: غذا

آدھار، ٹیک، ٹیکا، سہارا، بھروسا

آدھر: (۱) ہونٹ (۲) معلق

آدھک، ادھکا، زیادہ، بہت مدد، گار

آرجن: پرانے زمانے کا ایک پہلوان

جو بڑا تیر انداز تھا۔

آرگجا: ایک خوشبودار مرکب

اُڑکنا، اُٹکنا

اُسا، اعصا، عاصا (دعصا): دندا

اسم (= اسم)، عمل، وظیفہ

اسم پڑھنا، عمل پڑھنا

اطراف: گردا، گردا گرد، چاروں طرف

اطول: قر وینہ کی تلخیص المفتاح کی

شرح۔ از ابن عرب شاہ، فن

معانی و بیان میں

اعصا: دیکھو اُسا

اکاس (= آکاس): آسمان

انگ، تنہا، کسی کی مدد نہ چاہنے

والا، اپنے اکیلے کے بوتے پر مقابلہ

کرنے والا۔

آگل، آگے، سامنے

آگن (دس)، آگ

آگے، آنگے، آگے، سامنے، پہلے

آل: (گجراتی)، آلیچ (ہندی)، الاؤ

الاوا، جہاں خوب سی آگ سلگتی ہو

آس (س۔ آس ٹی) سستی، اونگھ

خار، مست، اونگھتا ہوا

الفت پکڑنا، الفت اختیار کرنا۔

النگ، طرف، جانب، رخ۔

۲۔ چھلانگ، پھاند

النگ کرنا: پار کرنا

الیمانی (تلفظ: "الے مانی" مع ال یمانی

مین کا) مین کی تلوار

مین (کارہنے والا)

امداد کرنا، بخشنا، سرفراز کرنا

امرت: آب حیات، ہر بیٹھی چیز

امرت بچن = ہر بیٹھا بول، پیٹھے بول

امس، اُمس: ہمت، جرأت

تقویت: پکارا، ارادہ

انپڑنا، اپڑنا: ہاتھ آنا، پانا، پہنچنا

انتر: بھید، دل کا بھید

انجن: سرمہ

آنکھاں، آنکھاں: آنکھیں (واحد: آنکھ)

آنکھیاں، آنکھیاں: آنکھیں

(واحد: آنکھی)

آنن کوں، آنھوں کوں: اُن کو۔

آنچل آنچل: آنچل

آنحل، آن + حل: لاجل، وہ مسئلہ

یا معما جو حل نہ ہو سکے

انڈکار، انڈھکار: اندھیرا، تاریک

انگار، انگارا

آنندی (دین): خماری یا بد بھری آنکھ

جب نیند نہ آنے سے خماری کیفیت

اس پر طاری ہوئی ہو۔

اوجھڑ، اوجھڑ: تلوار کی جھڑپ، وار

اوجھل: گھونگھٹ، پردہ، آرٹ

اواز (= آواز)، صلا۔

اول (= اول)

آہو پچھاڑ: بہن کو پچھاڑنے والا۔

آہے: ہے، ہے، ہے

آیا = (آیا)

(ب)

باٹ: راستہ، راہ

باج: بغیر، سوا، علاوہ

باج: دف، خراج

باختر: پورب، سورج، علاقہ خراسان

بادلی: بدلی، ابر، بادل

باڑاگھاٹ: سورت کے کسی مقام کا نام

باشک: سانپوں کا بادشاہ

باسمی: (رہنے والا)، (۲) وہ چیز

جس پر ایک مدت گزر گئی ہو۔

بال پن: لڑکپن، بچپن

بالا: بہانہ (اردو: ٹالے بالے بتانا)

بالے بال: بال بال، ایک ایک

بال (میں)

بان: تیر، خدنگ، ایک قسم کی ہوائی

جو پرانے زمانے کے ایک آلات

حرب میں شامل تھی

باندھنا: تعمیر کرنا (عمارت)

بتی (بغیر تشدید) = بتی، بات

بتے (= بٹے، کسوٹی، سل

بٹ مار (۵) رہزن، لٹیرا

بجنا۔ بچھنا

بجوہی (= دیوگی)، فراق زدہ

بچارا: بیچارا

بچن (س)، بات، قول

بدل: کے لیے، واسطے

برائی، بیراگی = فقیر

برہ (س) برہا: ہجر فراق

بسا رنا: بھلانا، بھولنا

بستار: ساز و سامان، طول کلامی

دفتر، وسعت، تفصیل، پہنائی

بستگی: جمعیت خاطر

بس رنا: بھولنا

بغیر

بستر، بگتری: لوہے کی کڑیوں سے

ہوا لباس، زرہ، لباس

جنگ (دف بگتری)

بکسنا: نکلنا، کھلنا، خوش ہو جانا

بل بل: (عورتوں کی زبان میں)

قربان

بل جانا: قربان ہو جانا

بلکا (بلکیا): (بھی)، بلکنا، ہاتھ

سے بھاڑنا۔

بلی: بلی والا، قوی، پہلوان

بناں، بنا، بن، بغیر، سوا

بند ہونا، پابند ہونا، مقید ہونا

(۲) بولنے کی ہمت نہ کرنا

(کسی کے سامنے)

بندنا۔ بندھنا (= باندھنا)

بوت: بہت

بوج، بوجھ، سمجھ، عقل

بوجنا، بوجھنا، سمجھنا، پہچاننا۔ جاننا

بولنا، کہنا، بولنا۔ (بولیا = بولا)

بوے: بو

بھار: (۱) باہر (۲) وزن

بھاگ: انداز سے جھکا کر

بھالا: نیزہ

بھانا: ڈالنا۔

بھارنا: جھاڑ دینا

بھبھاس: ایک ہندی راگ

بھبھوتی، بھبھوت (راگہ جو جوگی

اور سنیا سی بدن پر ملتے ہیں)

بھتر: بھیترا، اندر

بھنگ: بہت کالا (سانپ)

بھڑنگ: سادہ لوح، سیدھا سادہ

بھنورا: بھونرا

بھوچن: کھانا

بھوئیں: بھن، بھوم: زمین

بیاضی: عمدہ اور منتخب شعر

بیجلی (بجلی) برق

بے حسابی: بے قاعدہ (۲) بے قاعدگی

بید (س۔ وید) طبیب

بید (س۔ وے) ہندوؤں کی

کی مذہبی کتاب۔ وید (عید کے

ساتھ قافیہ کیا ہے

بیگ بیگی: (بے جہول) جلد، فوراً

عجالت

پ

پات: پتا

پاتال: تخت الشری، زمین کے نیچے

کا طبقہ

پاننام (اردو): نامزد، تخت میں۔

پتا (= پتا): نہرہ

پتنگ (پتنگ = پتنگا) : پروانہ

پتینانا، پتینانا : اعتبار کرنا۔

پنجن ہاری : پوجنے والی۔

پنچھا، پنچھو (= پوچھا، پوچھو)

پنچھے = پیچھے

پران : جان، خواہش، ہوش

پریت : پہاڑ

پریت : (= پریت) : محبت، دوستی

پریمی، پرایا بس، بے بسی

پریم (= پریم)

پروانگی : پروانے کی خدمت شمع کے

حضور (۲) اجازت (س پیک کا)

پڑ (= پڑھ)

پڑیا (= پڑا)

پشانی (= پشانی)

پکار : غل، شور، آواز

پکھڑی : پنکھڑی

پک = پانو

پنٹھ : طریق - مذہب

پو (تلفظ پ) : پ، پر، اوپر

پورا اور مہول : بچہ، پورا، لڑکا

پوری : لڑکی

پور (دور یا کا) بھر پور ہونا، سیلاب

پورا : پڑا، گانو

پونجیتی : پہنچتی

پھاندا : پھندا

پھر کہ، پھر کے : پھر، از سر نو، دوبارہ

پہر : پہن، بارہ سکون دھا، بھی کہا ہے۔

پھسیا (= پھنسا)

پھل (= پھول)

پھنگ : درخت کی سب سے اونچی ٹہنی

پھول بن : پھولوں کا جنگل، گلزار

باغ،

پھونچنا (= پہنچنا)

پی، پیو : معشوق

پیتم (= پریتم) : معشوق، بہت

پیارا، عزیز

پیر، پیر (ہ) : درد

پیوں (پیوں)

ت

تازی : عربی، عرب گھوڑا

تال، تھاپ، گاتے وقت مناسب
تکڑی: تک، ترازو
وقفوں سے ہاتھ پر ہاتھ مارنا،
تل (= تلے): نیچے
مجرے کی جوڑی۔
تل مل = (بظاہر تمللانا، سے ماخوذ)

تالا: (ہ) ٹالا: وار بچانا
تانا، تان لینا: کھینچنا۔
بے قرار

تباہ: تباہی، عبادت، ریاضت
تبتی: تابتی (ندی جس کے کنارے
تبن = ان، جن
تنگ: چھوٹے منہ کا شیشہ یا گلابی
توں: بجائے تب، تو۔
توٹنا، توٹنا (ٹوٹنا)
توٹنا، توٹنا (ٹوٹنا)
توچ، توچ = توہی
تھاٹ (= ٹھاٹ) ساز و سامان، ارادہ، قصد

تجنا: چھوڑنا
تجے، تیسرے، سوم
تدھان: تدھی۔ تب، تبھی
ترنگ: (ہ) گھوڑا
تروار: تلوار

تھانو (= تھاہ)
تھٹ (= ٹھٹ) بھیر
تھٹک (= ٹھٹک) رکاوٹ۔
تئیں (تلفظ: "تئیں"): کو
تے: سے

تیس: تو، تو نے
تیوں (جیوں تیوں): اُس طرح۔
تیونج = اسی طرح
تس: اُس، جس (تس پر: اُس پر
تس سوں، اس لیے، جس لیے
تسبی (= تسبیح)
تسویہ کرنا یا لکھنا: تصویر بنانا
تسوار: تلوار
ترے: تجھ پر
تس: اُس، جس (تس پر: اُس پر
تس سوں، اس لیے، جس لیے
تسبی (= تسبیح)
تسویہ کرنا یا لکھنا: تصویر بنانا
تسوار: تلوار

تس: اُس، جس (تس پر: اُس پر
تس سوں، اس لیے، جس لیے
تسبی (= تسبیح)
تسویہ کرنا یا لکھنا: تصویر بنانا
تسوار: تلوار

تس: اُس، جس (تس پر: اُس پر
تس سوں، اس لیے، جس لیے
تسبی (= تسبیح)
تسویہ کرنا یا لکھنا: تصویر بنانا
تسوار: تلوار

تس: اُس، جس (تس پر: اُس پر
تس سوں، اس لیے، جس لیے
تسبی (= تسبیح)
تسویہ کرنا یا لکھنا: تصویر بنانا
تسوار: تلوار

تس: اُس، جس (تس پر: اُس پر
تس سوں، اس لیے، جس لیے
تسبی (= تسبیح)
تسویہ کرنا یا لکھنا: تصویر بنانا
تسوار: تلوار

ٹھاٹ : تیاری
ٹھار : جگہ

جندھر : کٹار، ایک قسم کا خنجر
جنگل (= جنگل)

ٹھار : پکارا راہ، ٹھانی ہوئی بات
ٹھانو، ٹھاؤں : جگہ، مقام
ٹھور : جگہ، پناہ کی جگہ

جن نے، جنے : جس نے

جوت : (واو جہول) دمک، نور

درخشانی، چمک دمک

جو دھا : سپاہی، پہلوان، شجاع

جو کھنا : تولنا، وزن کرنا

جھاڑ : پیر، درخت

جھانجا، جھانجھ : پانو کا زیور

جھانجھ : بے خودی، بے تابی، غم و

غصہ، کوفت

جھپینا : جھپینا

جھٹا : جھوٹا

جھڑ : جھڑی، سلسلہ

جھلجھلاٹ (= جھلاہٹ) غصہ،

غیظ و غضب کا اثر

چمک دمک

جھل جھل کرنا : جگمگانا

جھلکار، جھلکاں : جھلک، چمک

جگمگاہٹ

جی باندھنا : دل لگانا

ث

ثلث = خطِ ثلث

ج

جات : جانا

جالنا : جلانا

جاں (= جہاں)

جپ کرنا : جپ یا جاپ کرنا،

وظیفہ پڑھنا، عبادت کرنا۔

جتا : (= جتا، جتنا)

جگ جگت : (س۔ جگد) : جہاں

عالم

جلبیل : غصے کی حالت، جل بلا کر

جل پور : وہ جگہ جو پانی سے بھری

ہو یا ڈوبی ہوئی ہو۔

جیو (جی و = جی، جیو)

جیوں کے (= جیوں کر) = جس طرح

جیسے۔

جیوں گا (= جیوں گا): جیوں گا

کھاؤں گا۔

چ

چپ: یونہی، بلاوجہ، فضول

چیل: تیز، متلون

چترنا: بنا نا، کھینچنا، لکھنا

چترا: بنا ہوا، لکھا ہوا

چٹ: چاٹ

چنماخ (= چقاخ)

چڈھیا (= چڑھیا، چڑھا

چرن: پاؤ، قدم

چڑ (= چڑھ)

چکارا: ایک قسم کا چھوٹا ہرن

چکرت (س۔ چکر رت): حیران

مبہوت، ڈرا ہوا

چکنا: چکیدن کا ترجمہ ہے۔

چنگل: ترکستان کے ایک شہر کا نام

ہے جہاں کے لوگ بہت

خوب صورت ہوتے ہیں

چل بچل (گجراتی) جھولنے والا،

(ہ) سہو۔ (س) غلطی

چنچل: (نون مخلوط) چنچل، شوخ

چند: چاند، چندر کا مخفف

چندر (یا چندر) چند، چاند

چونا، ٹیکنا۔

چوندھر: چندھیا

چوندھر، چوندھیر: چاروں طرف

چو پھیر

چھند: دھوکا، فریب، ناز

چھے: چاہے

چیتل (چتیلوں والا) (۱) ایک قسم

کا ہرن (۲) چیتا

چیرا: گپڑی۔ کھڑکی دار چیرا،

کھڑکی دار گپڑی

ح

حجاز (ع): ایک عربی راگ کا نام

حدث (= حدیث)

حرامی: چور، قزاق

حسامی: تلوار والا (۲) عربی میں
 ایک فقہ کی کتاب، حسام الدین
 کی تصنیف
 داوات (= دوات) (دانت
 دشن (صحیح "دسن"): دانت
 دجا، دو جا، دوسرا
 دح ("دہ" کی غلط کتابت۔
 دیکھو دہ)

حلوہ بے دود (= حلوے بے دود)
 حلوہ سوہان (= حلو سوہن) لے

درا = (دریا = دریا)
 درپن: آئینہ

درس (س) - درش، ۵ - درس
 اور درس: درشن، دیدار
 درس، درس (ع درس): پانا، لینا
 سبق لینا۔

دڑاڑ: شکاف، رخنہ

دسن: دانت
 دسنا (دکھنا): دکھائی دینا، دکھا
 دکھو، دیکھے (دیکھا دیکھو،
 دیکھے۔

خ

خللی: خلل انداز

خوش باس: خوشبو

خوشی (= خوش)

د

داڑم (= ڈارم): انار

دامی: دام میں آنے والا

دان: پُن، خیرات، صدقہ

لے عربی فارسی میں "حلو" الف سے ہے۔ اردو والوں نے ہائے مختلف سے لکھا
 ہے اور بعضے شاعر "حلوہ بے دود" اپنے کلام میں لائے "سوہان" فارسی میں
 'ریتی' کو کہتے ہیں جسے 'حلوئے' سے دور کی بھی مناسبت نہیں ہے مگر فارسیت
 کے شوق میں لوگ "حلوہ سوہان" بھی بولنے لگے ہیں۔ ولی نے غلط عام کو صحیح
 جان کر ان لفظوں کو اختیار کیا ہوگا۔

کا برقرار رکھنے والا متقی،
متشف

دیا: مہربانی، بخشش، عنایت
دیدار دینا: صورت دکھانا
دیس (س: دوس) دن
دیس (س: دے ش): ملک، وطن
دیکھنا (دیکھنا)
دیول (دیو کی جگہ) مندر، معبد
دیوا (= دیا) چراغ
دی (= دی)
ڈبنا (= ڈوبنا)
ڈسیلا، ڈسنے والا

ر

راکھنا: رکھنا
رام رامی: صاحب سلامت، سلام علیک
رام کلی: ایک ہندی راگنی
راوت: سپاہی، شجاع، بہادر
راون: لنکا کا راجا جو سیتا جی
کو لے بھاگا تھا۔

رتن: ہیرا، جواہر

دکھ سرد: دکھ مٹانے والا
دنیا (دنیا)

ڈنوں (= دونوں)
ڈنتن (غالباً "دسن" کی تصحیف)
ڈنبال (= ف: ڈنبال): پیچھے
دوانا - (دیوانہ)

دوبھاشی - (بھاشیا - دو
زبانوں والا): ترجمان
دو دوامی: ایک قسم کا نفیس کپڑا
دوے (= دیوے): دے

دہ (دہ): گہرا پانی، ندی یا
تالاب میں بھنور یا چوہا
یعنی وہ مقام جس کی تہ زیادہ
گہری ہو، کنول دہ، وہ مقام
جہاں کنول کے پھول کثرت
سے کھلے ہوں۔ دہی نے "دح"
کا قافیہ کیا۔ کاتبوں نے اسے
غلط اظہار خیال کر کے "دح"
لکھا۔ دیکھو شنوی (۱)

دھات: طرح۔ ڈھنگ

دھرم دھاری: عدل اور ایمان

رج : خاک ، جذبات شہوانی پیدا کرنے والی قوت

رضا : منظوری ، رخصت ، اجازت

رل جانا : مل جانا

ر مال : رومال

رنج : بیماری

روز و وظیفہ : روزینہ

روسنا : روٹھنا

رہس : شوق ، امنگ

رین ، رین : رات

سنا

زرینا : زریں لباس ، زیور

زنجیر کرنا : قید کرنا ، جکڑنا

زیب و ر : سجیلا

س

ساجن ، سجن : معشوق ، دلبر

سار : مثل ، سا (دیکھو سری کا)

سال : کانٹا ، چھید ، زخم ، گھاؤ

سانکل : سنکل ، زنجیر

ساق : سبقت

سنبل : خوش گفتار

سُتے : سوتے ہوئے (خوابیدہ)

ستی ، سیتی ، سوں : سے

سٹنا : ڈالنا ، پھینکنا ، چھوڑنا

ترک کرنا

سٹ دینا ، چھوڑ دینا ، بھلا دینا

پھینک دینا

سٹھ سٹنا : عقل جانا ، بے خود ہونا

سجھوٹ : ادا ، شان

سجن : (ساجن)

سیجر : (سحر) جادو

سدا ، سداں : ہمیشہ

سُرج : سورج

سرجنا : پیدا کرنا ، خلق کرنا

سُرچنا : (سرجا) پیدا کرنا ، خلق

کرنا ، بنانا

سرکہ : کسی چیز (خاص کر سخن) کو

شروع کرنا ، چھیڑنا

سڑک : گتے کی جھڑپ یا دار کی

سر سڑا ہٹ

سر والا: (گجراتی) سانپ

سری جن: سجن، معشوق

سری کا: سا، طرح کا، سار، مثل

جیسے تجھ سری کا، تجھ سا

سرکہ پیشانی: سرکہ جبین، ترش رو

سفری: مسافر

سکا، شکھا: (سوکھا)

سکل: سارا، ہر جگہ، سب جگہ

سکھی (جمع: سکھیاں) دوست

ہمجولی، ساتھی۔

سلونا: نمکین، ملیح، سانولا

سلی: سلائی (سرے کی)

سمرن: تسبیح، وظیفہ، رٹ

سناسی، سنیا سی: ہندو فقیر

سنا: سنا، بھرنا، لقیحہڑنا۔

سنا: سینہ، چھاتی

سنبل: سنبل کر، سنبلال کر

سنبلال کے، سنبل کے، احتیاط

سے۔

سنتا: کنجوس، بد حال

سندر: معشوق، خوب صورت

سنسار: دنیا، جہان

سجنجل (ع): آئینہ

سنکل: زنجیر

سنگات: سنگھ، ساتھ سنگت،

رفاقت

سنگرام (ان مخلوط) جنگ و جدل

سنگم: ساتھ، ساتھی، ہمراہ،

ہمراہی، ملنا، وصل

سنیا: (= سنا)

سانا (= سانا): بھرنا، لت پت

کرنا۔

سوباس: سباس، خوشبودار

سول: سے

سہج: سہیل، آسان

سہلی: (سہیلی)

سیاہی: روشنائی

سیس: سر، چندیا

سینہ سخت: سنگ دل

سے۔

سنتا: کنجوس، بد حال

سندر: معشوق، خوب صورت

سے۔

سنتا: کنجوس، بد حال

سندر: معشوق، خوب صورت

سے۔

سنتا: کنجوس، بد حال

سندر: معشوق، خوب صورت

نش

شان غسل (شان = شانہ): شہد

(صورت بروزن "تربت" بھئی)

کاچھتا

شاہ بیت، غزل کا بہترین شعر
شفا: ابو علی سینا کی ایک تصنیف
فلسفہ وغیرہ میں۔

ض

ضعیف: ضعیف

شکایت: (مذکر) غزل نمبر ۴

شکر بچن: میٹھے بول، خوش تقریر

شما: شمع (عربی میں شمع کا میم مفتوح

ط

طاس: (۱) کٹورا، پیالہ (۲) ایک

ریشمی کپڑا

طاسی: ایک ریشمی کپڑا

طاسی لباس: ریشم اور زری سے

بئے ہوئے کپڑے (طاس)

کا لباس

طنبورہ: (نون مخلوط) تنبورا۔

عاصا: (عصا)

عبہری: زرگسی

عراق: (ع) ایک عربی راگ۔

اسے پہر دن چڑھے گاتے ہیں۔

عشاق: (ع) ایک عربی راگ جو

دو گھنٹے دن رہتے گاتے ہیں

شمسیہ: منطلق کی ایک کتاب

دعجم الدین عمر ابن علی قزوینی

کی تصنیف، اس کی شرحیں

قطب الدین رازی اور سعد الدین

تقنازانی نے لکھی ہیں۔

شوقوں: شوق میں

شیرنی: شیرینی، مٹھائی

شیریں بچن: میٹھے بول، خوش تقریر

ص

صافی: صاف، صفائی

صفا صفا (صفو، صفحے)

صورت پکڑنا: شکل اختیار کرنا

غ

غصہ: (بغیر تشدید)

غیر: بجز، سوا، علاوہ

ک

کارن: باعث، وجہ
کارٹسٹ: نکال کر پھینک دے۔

(کارٹنا = کارٹھنا۔ سٹنا

پھینکنا)

کارٹنا: کارٹھنا، نکالنا

کال: وقت، قحط، قضا

کال: کالا، تاریک، سانپ

کاسی: کاشمی۔ (بنارس)

کال: (کہاں)

کامرو: کانورددیس۔ کامروپ

مشرقی بنگال کا ایک علاقہ

جو اب آسام میں شامل ہے

وہاں کے جادو کی کہانیاں

اب تک مشہور ہیں۔

کبیل: سخت دشوار۔

کبھو، کبھوں: (= کبھی)

کیٹ: کینہ، حسد

کتا: تلوار جلا دکی، بڑا چھڑا

کتا، کتا: (= کتنا)

کتابت: خط

ف

فائدہ فواد: "فوائد الفواد"

حسن دہلوی معاصر امیر خسرو

کی تصنیف جس میں نظام الدین

اولیاء کے ملفوظات جمع کیے

گئے ہیں۔

فند: فریب

فوارہ، فوارے: (بغیر تشدید)

ق

قانون: ایک باجا جس میں ایک

تخت پر بہت سے تار لگے

ہوتے ہیں۔ (۲) ابوعلی ابن

سینا کی ایک تصنیف طب پر

قطبی: منطق کی درسی کتاب و شمسیہ

کی شرح، مصنف قطب الدین

رازی

قلا، قلعے: (= قلعہ، قلعے)

قوال: (بغیر تشدید) قوال

کٹک : کچھ، کئی، چند

کیتیں : (کے تیں) کے تئیں، کو

کٹا : ہلاک کرنے والا زہر، زہریلا

کٹک : فوج، لشکر

کٹیل : کاٹنے والا، کانٹوں بھرا

کٹیل : بہادر (معشوق کی

کنوٹا : (و مشدو) کنواں

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

کٹیل : کھانا، کھانا

گجگری کا جوڑا (گجراتی) : ہاتھی دانت
کی بنی چوڑیاں جو دلھنوں
کو پہناتے ہیں۔

گرٹ: گرٹھ، گرٹھی

گلگن: (س) آسمان

گل: گلا، گردن

گل: مچھلی پکڑنے کا کاٹنا (۲) سولی

گلنا: پانی پانی ہونا (شرم سے)

گلابہ (ف): گلاوا، گارا

گوپی: گوالن، کرشن جی کی سہیلی (مذکر)

گوپ، گویا: گوالا

گوش کرنا: سننا

گوشہ: گوشہ گیری اختیار کرنا

گھانی یا گھانا: کوٹھن

گھٹ: (۵) خاطر، من

گھٹ: مضبوط، جاہ

گھروا: گھر

گھنٹے: (گھنوا) گھنٹے ہو کر والے (بال)

ل

لالن: ساحن، سجن، معشوق

لباسی: نمائشی

لٹ پٹا: البیلا، بے پروا، رنگیلا

لٹاری: لٹیرا

لٹ پٹی: ادھر ادھر لٹکی ہوئی یا

پیچ کشادہ پکڑی

لٹک: ادا، دھج

لٹک کر چلنا: ادا سے چلنا، عبوم کر چلنا

لجانا: شرمانا

لجانا (= لے جانا)

لڑا ہنا: جھلانا، ہلانا (ہاتھ کا)

= (ہندی) لڑھانا

لکھمن (= لکھمن)

لکھیا: لکھا۔

لگ: تلک

لگالے کر: لگا کر

لگن: لاگ، دھن، محبت

لگنا (دیکھو نظر)

لوم (واؤ مجھول) لومڑی

لون (واؤ مجھول) نمک

لھو (= لوہو): لہو، خون

لیانا: لانا

لیلاوتی: علم حساب و ہندسہ کی ایک
کتاب سنسکرت میں، جس کا
ترجمہ فارسی میں فیضی نے کیا۔

مطر: ٹہری
مطلع انوار: مطالع الانوار منطق اور
حکمت کی مشہور کتاب۔

مصنفہ سراج الدین
محمود الارموی۔ یہ حکمت

اشراق میں ہے
مطول: سعد الدین تفتازانی کی

شرح تلخیص المفتاح،

معانی و بیان میں

مکھ: منہ، چہرہ
مکھ کتاب: مکھ کی کتاب

مکھ بات: منہ کے سامنے

من: جی

منڈا: بند

مند (مونٹ) = دھول

منڈی: سر، کھوپڑی

منڈالا: خنجر

منسا (س) خوا، مش، ارادہ، مطلب

منکل: باقی

منگنا (= مانگنا، چاہنا۔

منگل: مرتج (ستارہ)

منہل: عربی کی نحو کی کتاب، تالیف

م

ماس: گوشت

مان: (۱) عزت، قدر (۲) غرور

تمکنت، اغماض

ماند (= مانز)

مت: طریقہ، روئے، ڈھنگ، عقیدہ

مٹ (= مٹھ)

میٹھا (= میٹھا)

مجرد و: تنہا بغیر کسی سامان سفر

کے جانے والا

محل باندھنا: (محل) تعمیر کرنا

مختصر: مختصر المعانی، تلخیص المفتاح

تزوینی کی مختصر شرح از

سعد الدین تفتازانی

مدھ: شراب، نشہ

مذکر (= مذکور)

مرگ: ہرن

بدرالدین الدایمی المتوفی ۷۶۲ھ

منے، منیں: میں (طرف)

من ہرن: معشوق، منوہر، موہن

مو، موں: منہ

موا: فرا

موہنا: لُبھانا، فریفتہ کرنا

موہا: لُبھالیا۔ موہ لیا۔

موہن، معشوق، دلربا

میا (س = مایا) ماتا، محبت، ہمدردی

مروت

میانے: بیچ میں، درمیان

ن

ناد: آواز

نال: پاس (پنجاب میں اب بھی

بولتے ہیں)

نائوں (بروزن گانوں) نام

نیل: کمزور

نیٹ: نرا، سراسر، نہایت

نت: سدا، ہمیشہ

نچھل: خالص، پاک، صاف

نڈھڑک: نڈر، بے خوف، بے کھٹکے

مطلن

نرمل: صاف، بے کدورت

نروالا: محروم

نرک، نزدیک (= نزدیک، پاس، قریب

نس: رات۔ نس دن: رات دن

نظر لگنا: نظر آنا، دکھائی دینا، معلوم ہونا

نفا (= نفع)

نکارا (= نکالا)

نکسنا: نکلنا۔ اُبھرنا

نکو: نہ کرو، مت

نکھ: ناخن

نگار: نقش و نگار

نگر گھٹ (س) شوخ، چنچل

نمن: طرح، مثل

نو (= نہ، نکھ): ناخن

نورنیں: نور نظر (معشوق کے لیے)

نھانا (= نہانا)

نہنچ: نہیں، نہ (تاکیدی)

نیر: پانی، آنسوئیں، نین، آنکھ

نینا، نین: آنکھیں، آنکھ

نیہہ: نیہا بھی بولتے ہیں۔ محبت

ہر دوار باسی: پکا برہمن، ہر دوار
کارہنے والا۔

و

وراں (ورا = ع)

واہاں: وہاں

وضا، وضال (= وضع)

وو: وہ

وہاں: وہاں

وہاچ: وہیں

وہوچ، وھوچ: وہی

ہلاس: خوشی، شادمانی

ہمن، ہمنا: ہم، ہم کو

ہموں (= ہم لوگوں)

ہمے، ہمیں (= ہم، ہم سب)

ہنس (ن مخلوط) ہنس ایک دریائی

پرندہ

ہور: اور، نیز

ہوکر: بردزن گزر

ہوئیں گے: ہوویں گے

ہوی: ہوئی

ہوے: ہووے کی جگہ، نیز ہوا

ہیا: دل، من، کلیجا، جرات

ہیکلی (قرآن): حامل

ح

ہاٹ: بازار، دکان

ہار بند: عورتوں کے دست بند (زیور)

ہلک، لینا: باندھ لینا، اٹکا لینا

ہٹیل: ہٹی، ضدی

ہت (= ہات، ہاتھ)

ہت چھٹا: وہ شخص جو ذرا سی بات

پر مار بیٹھتا ہو، پیٹنے والا۔

ہردا (س = ہر دے): دل، جی،

من

ی

یہاں: یہاں۔ یو: یہ

یونچ، یونچھ: یوں ہی

یوں کر: یوں کر کے، اس طرح سے

